

اردو ترجمہ کتاب

زبدۃ المقامات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الباقي بالبقاء الابدی والدوام الشرمدی واصلى على النور
الاتحدا الاحدى اعنى حضرة المحمدى وعلى آله واصحابه وسائر اتباعهم
الى يوم القيامة كلهم اهل الرحمة والولاية والكرامة +
اما بعد نقشبندان صحائف علم و عرفان، تو محمدان دفائن و کنوز نہاں، خوشگیا
مائدہ تمکین ادب و دیوانگان حلقہ سلسلہ آلہ ہب پر مخفی نہ رہے کہ اس خاکسار شہسار
کے آبا و اجداد سلسلہ عالیہ کبرویہ سے تھے۔ اور خاکسار بھی زماذ طفولیت سے ہی
اس خاندان بزرگ کے بعض خلفاء کی صحبت بابرکت میں رہا ہے۔ لیکن مناسبت فطری
و رابطہ جنلی بابتشار تھا۔ نہانی و بشار تھا۔ یزدانی سلسلہ علیہ خواجگان نقشبندیہ کے
ساتھ دبستگی عین عالم شباب میں پیدا ہوئی۔ اور دیدہ امید اُن کے درجعت کی نظر
کشادہ ہوا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کونسا رہبر اس خاک افتادہ کا ہاتھ پیر کر شاہ راہ حقیقت
و معرفت پر لائے گا۔ اور کونسا مقبل مقبلان اس سلسلہ علیہ سے باوجود اس ناقابلیت
کے اسی قبولیت کی نظر سے دیکھیے گا۔ میں اس کش مکش میں تھا کہ بیمار ہو گیا غلبہ حال
کے باعث ہر وقت یہی درد زباں تھا کہ کونسا وقت آئیگا کہ میں ہندوستان پہنچوں گا۔
بعد شفا یا بیچارہ و ناچار ہندوستان آیا۔ اس کے ایک سال کے بعد کا واقعہ ہے کہ میں
شب کو ایک محفل میں بیٹھا ہوا تھا اور شامخ ماضیہ رحمہم اللہ کا ذکر خیر ہو رہا تھا۔ اور یہ
انہیں کا تصرف ہے کہ میرا دل اُن حالات عجیب سے متاثر ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا

کہ یا تو اس گروہ حقیقت شکوہ کا وجود زمانہ سابق کے ساتھ ہی مخصوص تھا اور آج کل ماٹ
اُن موتیوں جواہروں سے خالی ہے اور اگر موجود ہیں تو ہم جیسے ناقابلوں کے دیدہ و پاک
سے مستور ہو گئے۔

خاطر خواں بصیر لائل نماند یارِ شہر عشق باز ایں مرد صاحبِ دل نماند

اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد صاحبِ دل مجھ سے کہتا ہے کہ فلاں مقام پر
ایک بزرگ اربابِ عفا و یقین کی جماعت کو لئے بیٹھا ہوا ہے اور ہمیں بلاتا ہے۔ چنانچہ
وہ صاحبِ دل میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اُس مقام پر لایا، جہاں وہ بزرگ اربابِ یقین کے ساتھ
بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں آگے ہوا تو اُن بزرگ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور میرا ہاتھ
پکڑ کر کہا پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کر نیوے
اِذَا جَاءَ كَضْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ لَا وَكَانَتْ لَنَا سَبْعٌ مَّرَبَّانٍ كَے، جس وقت آئی مدد خدا کی اور فتح ہوئی کہ
يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ اور دیکھے تو لوگوں کو داخل ہوتے ہیں سب دین اللہ
يُحْمِلُونَ رِبَاكَ وَانْتَغْفِرُ ذُنُوبَكُمْ اِنَّكَ تَقَابُغَاء۔ فوج فوج اپنی پائی بیان کر ساتھ تفریف پروردگار
اپنے کے اور بخشش مانگ اُس سے تحقیق وہ ہے پھر آئیو والا۔

میں پڑھتا جاتا تھا اور اشک آنکھوں سے رواں۔ جب خواب سے بیدار ہوا
تو مضمونِ سورہ اور اُس کی ہیبتِ نزول سے میرا خیال اسی طرف گیا۔ جو میں نے سوچا تھا
کہ جب فتح و نصرت الہی کا وقت آنے اور تو دیکھے کہ لوگ جادہ طریقت و حقیقت پر
فوج فوج آنے لگیں تو سب دستِ غفار کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اب و غفار ہے اور چونکہ سورہ
ہذا میں خاتمہ کلامِ ملکِ العلّام لفظِ تو اب ہے۔ اس لئے میں نے توبہ و انابت کی طرف
اشارہ حاصل کیا۔

اس کے بعد ایک ماہ سے کچھ کم ہی عرصہ گزرا تھا کہ میں شہرِ برہان پور پہنچا جو ہندو
کے مشہور شہروں میں سے اور دریاے عمان کے ساحل پر واقع ہے یہ قدیم شہر قبط الہام
طیب دہناے اسیران شیخِ برہان الدین غریب رحمۃ اللہ علیہ کا آرام گاہ ہے اور
آپ کے نام نامی کی طرف منسوب ہے۔

برہان پور پہنچ کر بمقتضائے رویے صادقہ جو پہلے دیکھ چکا تھا، تین سادات کبار
نزدہ بلند مقدار سے چشمہ ذوق و وجدانِ مژدم دیدہ مردمان جناب میر محمد نعمان سلمہ اللہ تعالیٰ

کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا +

آپ اس شہر میں شیخ برہان الدین غریب موصوف اعتدر کے سلسلہ سے اُس وقت سند ارشاد پر رونق افروز تھے۔ اور اپنے رکاشفات و جذبات سحرطالبا کے دل اپنی طرف کھینچ رہے تھے +

جب خدمت شریف میں حاضر ہوا تو جو صاحب دل مجھے خواب میں ابن بزرگ کے پاس لے گئے جن کا میں طالب تھا، ہو ہو آپ کو پایا۔ اور اس لفظ آپ سے ذکر و مراقبہ سلسلہ نقش بندہ مائل کیا اور خدمت شریف میں رہ کر ابن بزرگ (یعنی حضرت مجدد الف ثانی) کی محبت کا تخم دل میں بویا۔ جن کی طرف خواب میں آپ نے رہبری کی تھی۔ یہاں تک کہ سلسلہ جبری کو خود بامر و طلب اُس بزرگ عالی منقبت اور باجائز و خصص مرشدی تیر نعمان آستانہ اُس قدوہ خدا پرستان آپ (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قریباً عرصہ دو سال تک سفر و حضر میں خدمت شریف میں رہ کر آپ کے دامن برکات سے خوش چینی کرتا رہا۔ جو فوائد و برکات اور انوار ہدایت و ارشاد اس قلیل عرصہ میں اُس آفتاب عالیشان سے فقیر کو پہنچنے زبان و قلم ان کے بیان سے قاصر ہے۔

لوان فی کل مذبت شعری لسانا یذبت الشکر کنت مقتضرا

(اگر میرا ہر دھنکار و ٹٹکار زبان ہو جائے اور ان فوائد و برکات کے حاصل ہونے کا شکریہ ادا کرنے لگے تو بھی میں اداے شکر تیرے سے قاصر ہوں) جزا و عفی وعن سائلو الطالبین خیر الجزاء۔ ہر چند کہ وہ نور ادب آپ کے نام نامی کی تصریح سے مانع ہوتا ہے۔ لیکن کیا کرول کہ آپ کے نام نامی کی تصریح کئے بغیر زبان بیان حلاوت و شیرینی نہیں پہنچتی اور دل دیوانہ اس سلسلہ کو راحت و آرام نہیں مل سکتا۔ اس لئے آپ کے نام نامی کی تصریح ضروری ہوئی +

آپ کا نام نامی احمد ہے، بد الدین لقب اور کنیت ابو البرکات ہے اور مذہب امام الائمہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہے (یعنی آپ حنفی المذہب والسمکتے) اور سبب فاروقی ہیں۔ تمکین شہادت آپ کا شیعہ اور مشرب نقش بندہ ہے۔ نظر تریاق فاروق ہیں۔ اور قلوب ارباب ارادت سے نقش ماسوا ملاتے ہیں +

جس آپ کی کابل و غزنہ سے ہے اور مولد و موطن سرہند ہے اور سرہندی

میں آپ کا مزار فائض الانوار ہے۔ اور آپ کے آستانہ ارباب علم و عمل اور اہل فضل و کرم کا مورد و مہبط ہے قدس سرہ و افاض علی العالمین برکۃ +

سبب تالیف

جن ایام میں فقیر آپ کے سایہ عاطفت میں رہتا تھا، جامع العلوم والاسرار آپ کے فرزندان کبار نے جو آپ کے اخلاف نرشد ہیں اور جن کا ذکر شریف اس کتاب میں انشاء اللہ قلم لے آگے آئیگا۔ فقیر سے فرمایا کہ چاہئے کہ جو فوائد و اسرار و معارف خلو و جلوت میں موافق حال و زمان آپ کی زبان و رشتان سے ذکر ہوتے ہیں اور داخل مکتوباً نہیں ہوتے، مع چند آپ کے اوضاع و اطوار اور کئی ایک آپ کے خوارق عادات کے آپ جمع کرتے جائیں۔ اور اگر ساتھ ہی آپ کے پیر بزرگوار قطب یگانہ شاہ باز ملت آشیانہ وحید العصر فرید الوقت منور البواطن محدن المیامن سراج العارفین رضی اللہ عنہ و الذین یخلفونہ خواجه محمد الباقی الاولی نقشبندی قدس سرہ العزیز کے حالات و مناقب بھی اضافہ کر کے ایک مختصر سی کتاب مرتب کریں تو دونوں بزرگوں کے مریدوں و مخلصوں کے لئے کی کتاب مفید ہوگی اور آپ کے لئے زمانہ میں ایک یادگار رہ جائیگی +

ہر چند کم استعدادی اور قلت بضاعت، فرزندان بزرگوار کے تعمیل حکم کی جرات نہیں دیتی تھی۔ لیکن چار و ناچار مجھے اُن کا فرمان قبول کر کے تعمیل کرنی پڑی۔ چنانچہ میں ابھی چند اوراق ہی لکھنے پایا تھا کہ آپ کے انتقال پر ملال نے درویشوں کے دل کو پارہ پارہ کیا۔ اس لئے بھی اب ضروری ہوا کہ آپ کے حال و احوال کے ذکر سے دل کو تشفی دیجائے

للمؤلف

ماہیے کاں گشت محروم از فرات	از کف آبے ہے جوید حیات
چوں شد از دست یکے نور نظر	از عصا بر کف نهد جزع بصر
چوں نماد منضع پستان طلب	بہند از انگشت خود پستان بلب
چونکہ شد ساقی و صافیہاے خم	قوت مخموران چہ باشد لے خم
چوں بروں شد ناخمن شمع چکل	بجس او پروانہ جست از تاب دل

چونکہ اس کتاب میں آپ کے اور آپ کے پیر بزرگوار کے حالات مرقوم ہیں۔ اس لئے اس کا

نام برکات الاحمدیہ الباقیہ اور اس لئے دونوں بزرگوں کے برکات و فوائد اور
مکتوبات کو لفظ برکت کے تحت میں لکھا ہے اور اُس کا اشارہ حرف ب سے کر دیا ہے
لیکن چونکہ تاریخی نام اس کتاب کا زبدۃ المقامات نکلا ہے۔ اس لئے اس کتاب کے
مربطۃ المقامات کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں +

اس کتاب کے ختم ہونے پر ارادہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ نقشبندیہ
کے دیگر متاخرین کے حالات بھی بالاختصار قلمبند کئے جائیں۔ اور وہ اس کتاب کا
دفتر اول ہوں +

سردست فقیر اس کتاب کو دو مقصدوں پر اور ہر ایک مقصد کو کئی یا کئی فصلوں
پر تقسیم کرتا ہے :-

مقصد اول :- آپ کے پیر بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ - آپ کے
فرزند ان اور آپ کے خلفاء کے حالات میں ہے +
مقصد دوم میں خود آپ کے اور آپ کے فرزند ان اور آپ کے خلفاء
کے حالات ہیں +

مقصد اول

آپ کے پیر بزرگوار اعنی سراج العارفین رضی اللہ عنہما الباقی
قدس سرہ آپ کے فرزند ان اور آپ کے خلفاء کے حالات میں

فصل اول

آپ کی پیدائش و وفات آپ کی سکونت فیروز آباد دہلی میں
اور ہدایت ارشاد طالبین کی طرف آپ کی عنایت و توجہ خاص

آپ کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام مراد باب علم و فضل سے تھے۔ اور موصداق آیہ کریمہ
فَلْيَصْطَفُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكَوْا كَثِيرًا نہایت نرم دل اور رفیق الغلب تھے۔ ولادت آپ کی

باختلاف قولین ^{۱۰} یا ^{۱۱} یا ^{۱۲} بھری کو خاص شہر کابل میں ہوئی۔ آثارِ جررگی زمانہ طفولیت سے آپ کے اوضاع و اطوار سے ظاہر تھے۔ اور بلند ہمتی آپ کے چہرہ سے نمایاں تھی۔ زمانہ طفولیت میں آپ کبھی کبھی دن دن بھر خاموش و سرگرمیاں بہتے تھے۔ علومِ رسمیت میں آپ جامع العلوم مولانا صادق حلوانی کے شاگرد تھے جو علمائے اعلام میں گذرے ہیں۔ برفاقت مولانا موصوف آپ کابل سے مادر النہر گئے۔ اور بھٹوڑی ہی رہے آپ کے درس میں رہ کر اپنے اقران و امثال کے درمیان امتیازِ خاص پیدا کر لیا اور فضیلت و بزرگی میں بہرہ تمام پایا۔ اگرچہ تحصیلِ علوم کا بھی کچھ حصہ باقی رہنا تھا کہ ترک تحصیل کر کے سلوک میں قدم رکھا۔ لیکن بوجہ ذکا و فطرت و صفائیِ باطن عقل و دانش میں بلند پایہ کھڑے تھے چنانچہ آپ کے مخلصوں میں ایک صادق القول بیان کرتا ہے کہ ایک روز آپ کی ایک خادمہ فتنائے وقت میں سے آپ کی ایک مجلس میں حاضر ہوا۔ فاضل موصوف نے اٹلے گفتگو میں کہا کہ اگر خواجہ صاحب چند روز رہ کر باقی کتبِ علوم و فنون کا مطالعہ بھی کر لیتے تو اچھا تھا کیونکہ آپ کی مولویت درجہ کمال کو پہنچ جاتی ۛ

آپ نے یہ خبر سنا کر فرمایا کہ مقصود کمال مولویت سے ہی ہے کہ کتب متداولہ و مشککہ جیسا کہ حق ہے مطالعہ کر سکے اور میں بلا دعوئے کے کہہ سکتا ہوں کہ جس کتاب کا جو ناستاقا مشکل ہو میرے سامنے لاؤ۔ بے شکفی تمام اس کا مطلب حل کر دوں گا ۛ

خود اس فقیر سے مولانا صادق موصوف کے بعض تلامذہ نے بیان کیا۔ کہ جب لوگوں نے سنا کہ آپ تحصیلِ علوم سے فارغ ہو کر سلوک کی طرف متوجہ ہوئے ہیں تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں آپ کی ذکا و فطرت اور عالی ہمتی سے واقف ہوں۔ آپ جس کام میں قدم رکھیں گے اسے انجام کو پہنچائیں گے۔ چنانچہ میں نے جو خیال کیا تھا وہی ہوا۔ سلوکِ طریقت کا جوش و خروش زمانہ طفولیت سے ہی آپ پر غالب تھا۔ یہی جوش و خروش آپ کو اہل طریقت و محبت کی مجلسوں میں کھینچ لیجاتا تھا، یہاں تک کہ آپ صا ورا النہر تک پہنچے، جو اس وقت اس گروہ عزیز الوجود کا مخزن تھا۔ وہاں پہنچ کر آپ بہت سے مشائخِ وقت سے ملے اور فیض حاصل کیا ۛ

بعض بعض مشائخ سے تو یہ واثابت اور بعیت بھی کی چنانچہ غفریب ہی آگے ذکر کیا جائیگا ۛ اس زمانہ میں آپ کا گزر ہندوستان میں ہوا۔ آپ کے عزیز و قریب چونکہ باہر و شریعت

رکھتے تھے۔ اس لئے وہ تو یہی چاہتے تھے کہ آپ بھی انہیں کی طرح جاہ و ثروت حاصل کریں، لیکن آپ کی خواہش یہ نہ تھی کہ آپ دولت دنیا حاصل کریں۔ بلکہ آپ کی دلی تمنا دولت دین اور تو نگری متاع اہل یقین حاصل کرنا تھی۔ یہی آپ دل سے چاہتے تھے۔ اور اسی کی سہی کیا کرتے تھے۔ تا چار آپ کے اعزہ و اقربا کی کوشش کا رگڑ نہ ہوئی اور سلطنت جذبات الہیہ نے آپ کو اپنے ہستانہ خلعت کی طرف کھینچ لیا۔ اور اس رتبہ کو پہنچایا جسے سب جانتے ہیں *

جب مقتضائے تقدیر الہی یہ تھا کہ ان مقامات و مراتب حقیقی کو پہنچیں تو اول آپ کو تدبیر الہی نے ان دنیوی تعلقات سے الگ کر کے آپ کے دل نا زمین کو معشوق مجازی کے دام میں گرفتار کیا۔ اور اس ٹیڑھی سے بام حقیقت پر پہنچایا۔ *

جب آپ عشق مجازی کے دام میں گرفتار ہوئے اور چند روز کے بعد ہی معشوق سے ہجر و فراق ہو گیا۔

کان خال بجز دانہ اس دام نبود

تو اس ہجر و فراق کے زمانہ میں آپ ارباب طریقت و معرفت کے حالات پڑھنے لگے اور اس گروہ کی تفتیش حالات کا شوق آپ کو دامگیر ہوا۔ *

ایک درویش بیان کرتا ہے کہ آپ نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے کہ میں ایک دفعہ کتب اکابر مشائخ سے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ مجھ پر سختی ہوئی اور از خود رفتہ ہو گیا۔ اس از خود رفتگی میں کششاہے روحانیت حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ نے تمقین فکر و انفا سے جذبات سے سرفراز کیا۔ جب بیدار ہوا تو دست ہمت سب سے کوتاہ کر کے ہمدن ارباب معنی کے سراغ میں لگ گیا۔ *

آپ کے مخلصوں میں ایک درویش بیان کرتا ہے کہ آپ سالکوں اور مجذوبوں کی جستجو میں اس قدر تنگ و دو کرتے تھے کہ اس سے زیادہ قوت بشریہ ممکن نہیں۔ چنانچہ لاہور میں بارش کے موسم میں کیچڑ پانی کے باعث چلتا پھرتا دشا رہوتا، باوجود ضعف و نقاہت کے ویران و خراب اور گورستان و بیابانوں میں صاحب دلوں کی تفتیش میں پھرا کرتے تھے۔ ایک دن ازراہ دوستی میں نے چاہا کہ میں بھی اس سیر و سیاحت میں آپ کے ساتھ شریک ہو جاؤں۔ ہر چند آپ نے منع کیا، مگر میں

باز نہ آیا۔ اور کئی ایک گلی کو چول میں آپ کے ساتھ پھرتا رہا۔ آخر کو کچھ کے سبب سے
تھک گیا۔ اور پیروں میں درد ہونے لگا۔ لیکن حیا و ادب مانع تھا کہ آپ سے اس حال کا
اظہار کرتا۔ لیکن آپ نے خود ہی معلوم کر کے مجھے منع کیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ آپ کسی اور
پیروں سے تگاپو کر رہے ہیں ع

قطع ایس راہ بجز پابے جنوں نتوان کرد

ایک درویش آپ کے دوستوں میں سے بیان کرتا ہے کہ لاہور کے اطراف
و جواںب ایک گورستان کے قریب ایک مجذوب عارف رہتا تھا۔ آپ اُس کے پیچھے لگے۔
اور وہ آپ کو مار مار کر بھگاتا تھا۔ یا آپ کو دیکھ کر خود ہی کہیں چلا جایا کرتا تھا۔ لیکن آپ باوجود
اس وحشت و نفرت کے نہ نہیں موڑتے تھے ع
سنگھا دید و دل از پیشینہ مے رونے فتا

یہاں تک کہ ایک وزاں دیوانہ و بحقیقت فرزانہ کا خون الفت جوش میں آیا اور خوش ہو کر اُس
نے آپ کو پاس بلایا اور حصول مراد کے لئے آپ کو دُعائیں دیں۔ اور اُس کی دعاؤں سے
آپ کو بہت کچھ فوائد نصیب ہوئے +

چنانچہ خود آپ نے بیان کیا ہے کہ اگرچہ ہم نے ریاضات شاقہ جیسا کہ بعض اہل
نے برداشت کی ہیں نہیں اٹھائیں۔ مگر بسیار انتظار اور قلق عظیم برداشت کئے ہیں جو
بہت سی ریاضتوں پر مشتمل ہیں +

نیز آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب ہماری والدہ ماجدہ شدت بیقراری و بیداری
میرے غلبہ نا توانی و بیزاری کو دیکھتیں تو نہایت شکستہ و آزرده دل ہوتیں اور بارگاہ الہی
میں عجز و نیاز کے ساتھ گریہ و زاری کر کے دُعا کرتیں، کہ اے پروردگار! میرے اس فرزند
کو جو تیری طلب میں سب سے پھر گیا ہے اور دنیا سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے، بار آور کر۔
اور یا مجھ ہی کو اُٹھالے کہ میں اُس کی ناکامی و بے آرامی کو دیکھ نہیں سکتی +

آپ کی والدہ ماجدہ دو دمان سیادت اور قانات و صلاحات سے تھیں او
خدمت فقرائے شفقت تمام رکھتی تھیں +

خواجہ صاحب کے مخلصوں میں سے ایک مخلص نے بیان کیا ہے کہ باوجود کثرت
کنیزوں اور خادموں کے درویشوں کی خدمت آپ خود کیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ تنور پر

آپ ہی روئیں لگاتیں آپ ہی نکالتیں آپ ہی ہانڈی پکائیں اور کھانا بھی آپ ہی تقسیم کرتی تھیں اور خود نان خشک پر قناعت کرتی تھیں۔ اور پورے پر سو یا کرتی تھیں۔
خواجہ صاحب نے کئی دفعہ آپ کی ضعیفی و ناتوانی پر نظر کر کے کہا بھی کہ یہ خدمت آپ کسی اور کے سپرد کر دیں۔ لیکن آپ یہ بات سنا کر یہ ونا رسی کرنے لگیں اور فرمانے لگیں۔ مجھ سے کیا خطا صادر ہوئی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے اس نیک خدمت سے محروم کیا۔ کیونکہ جو خدمت اس عاجزہ کے سپرد تھی وہ فقرا و درویشوں کا کھانا پکانا تھا وہ بھی مجھ سے چھین لی گئی۔ لیکن کمال انکسار و ادب کے باعث آپ نے خواجہ صاحب سے اس کا اظہار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ خود خواجہ صاحب نے آپ کا قلق و اضطراب معلوم کر کے خدمت سابقہ پھر آپ کے سپرد کر دی۔

الغرض آپ ساروں اور مجتہدوں سے ملنے کی بڑی سعی و کوشش کیا کرتے تھے۔ شہر بہ شہر ان کی تلاش میں پھرتے اور ان سے ملکر فیوض و برکات حاصل کرتے اس اشعار سیاحت میں آپ عظمائے مشائخ میں سے ایک کی صحبت میں پہنچے۔ چنانکہ آپ ان سے اخذ طریقت کریں۔ لیکن جب آپ نے اس بارے میں استخارہ کیا تو بخدا میں حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ حاصل سلوک تہذیب اخلاق ہے اور جب یہ دولت حاصل ہو تو پھر سلوک اختیار کرنا۔

نیز آپ نے اپنے ابتدائی حالات میں لکھا ہے کہ اول توبہ و انابت خواجہ عبید کی خدمت میں میسر ہوئی۔ لیکن خیال رجوع الی اللہ و عزم ترک مناسی باطن میں تھا اور التماس فاتحہ ظاہر نہیں خواجہ عبید قدس سرہ العزیز مولانا لطف اللہ سے تھی اور مولانا لطف اللہ خلیفہ مولانا خواجہ گنجی و ہمدانی علیہ الرحمۃ کے تھے۔ بعد ازاں چونکہ توفیق استقامت میسر نہیں ہوئی۔ اس لئے بار دیگر بندگان افتخار شیخ کی خدمت میں توجہ انابت کی گئی۔ آپ سمرقند میں تشریف رکھتے تھے اور خاندان کبار خواجہ احمد یسوی سے تھیں اگرچہ آپ میری توبہ و انابت پر رضامند نہ تھے اور فرماتے تھے کہ تم ابھی ایک مرد جوان ہو لیکن جب فقیر کا عزم باجزم پایا، فاتحہ پڑھی اور فرمایا اللہ تعالیٰ استقامت نصیب کرے آخر کو آپ کی فراست صادق آئی اور عزیمت پھر درہم برہم ہوئی اور خرابی غیب پیش آئی اس کے بعد پھر بار دیگر بدون تصنع و اختیار فقیر نے خواجہ امیر عبد اللہ مغلنی کی خدمت میں

توبہ و انابت کی۔ آپ سے مصافحہ کرتے ہی نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوئی۔ اور اب توبہ قوی ہو گئی کہ آپ کے برکات و تاقیامت باقی رہیں گے۔ القصد چند عرصہ تک نگاہداشت حدود کی گئی۔ لیکن پھر تاثیر اسم افضل سدا رہ ہوئی۔ آخر الامر چند عرصہ کے بعد توفیق و ہدایت الہی شامل حال ہو کر خواب میں خواجہ بزرگ خواجہ بھاوالدین قدس سرہ کی محبت میں توبہ و انابت نصیب اور طریقہ اہل اللہ کی طرف میلان کامل پیدا ہوا۔ بحکم الغریب یقیناً متعلق بکل حشیش (ڈوہنے والے کو تنکے کا سہارا بھی بہت ہوتا ہے) ہر طرف مانتھیں تو رہتا ہی تھا کہ بعض مخدوم نے فرمایا کہ جو ذکر سمعن (یعنی مسلسل) بحضرت رسالت ہے سوہ مند ہے۔ لہذا آرزو اس بات کی ہوئی کہ انہیں مخدوم سے طریق ذکر و مراقبہ اخذ کیا جائے۔ چنانچہ مدت دو سال تک آپ کے ذکر و مراقبہ پر موانعت کرتا رہا۔ اور چونکہ سن چکا تھا کہ جب تک کہ چالیس برس تک میدان لا الہ کی مسافت طے نہ کرے منزل الا اللہ تک نہیں پہنچتا اور سادہ لوحی کا بھی یہی اقتضا تھا کہ جس قدر زمانہ بھی ذکر و اذکار میں گزرے غنیمت ہے اور اسی قدر ظاہر عبادت پر قناعت کرنا کافی و بس ہے۔

ہر چند اس قسم کی بیانات میں غلبہ سلوک طریقہ دیگر کے ارشادات مفہوم ہوتے تھے۔ لیکن میں نے قدم استقامت اس جگہ سے نہیں اٹھایا۔ اور زمین کرم بزرگواران اس گروہ میں اوقات سال گذشتہ الا نفس کاشت کیا۔ اور انشاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے اُمید ہے کہ عاقبت میں اس تخم کو جو بار مالا عین دات ولا اذن جمعیت سے سیراب کر بیگا۔

الغرض رفتہ رفتہ میں کشمیر پہنچا اور شیخ بابا والی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے برکات نظر سے بہرہ مند ہوا۔

الحمد للہ والمنة کہ آپ کی توجہات و برکات سے درقبولیت کشادہ ہوا۔ چونکہ آپ سلسلہ علیہ نقشبندیہ سے پیر مجاز تھے۔ بقدر استعداد اس فقیر کے نفحات ربانیہ آپ کے آستانہ سے رونوہ ہوئیں۔ پھر آپ کے انتقال کے بعد عینیت معبودہ حضرت سلاہ یعنی جن باتوں کی کفایت خواہش کر کہ اس سے اپنے اشارہ کیا جانے عالم شباب کی طرف اور مالا عین دات ولا اذن سمعت سوا اشارہ جنت کی نعمتوں کی طرف ہر چہ نہ کسی کی آنکھ نے دیکھیں کان نے سنیں اور نہ کسی کے دل ہی پر ان کا خیال گذر سکتا ہے اور یہ الہی ان سب میں افضل ہے۔

خواجگان بزرگواران جلوہ گر ہوئی۔ اور اُن کی ارواح طیبہ بشارت دینے لگیں اور یقینات فرمانے لگیں یہ بین توجہ اُن کے نسبت قوی ہوئی۔ اور دارالرعینیت وسیع ہوا اور راہ روشن ہو گئی اور فی الجملہ جمعیت حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ اُن کی کشش عنایت سے مخدومی حقائق پناہی مولانا خواجگی انکیلی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پہنچا اور اور بطوع و رغبت بیعت کی اور طریقہ خواجگان اخذ کیا بطفیل آپ کے ابو طفیل ارواح طیبہ خواجگان نقش بند اور اُن کے خلفاء کے زمرہ افتادگان راہ و نیا زمندان اس درگاہ میں داخل و شامل ہوا۔ اللہم احیی مسکیناً و امتنی مسکیناً و احشرنی فی زمرة المساکین والسلام علی من اتبع الهدی انتہی کلامہ الشریف آپ کے اس کلام اور نیز آپ کی سندِ جہ ذیل ابیات شہ یغہ سے جو یہ ہیں ابیات

مستندم کاشف از نہانی	ابو القاسم پیر غ کبر کانی
کہ ہونے و روحان نام پوش	کہ باشند شربانے جام اویش
کہیم من کہیں ہوس گیر و مانم	نیا بد نور ایں سود چہ اعلم
زبانم زین تلفظ گرچہ بندہ است	سرم خواست صید ایں گشت

مستفاد ہوتا ہے کہ آپ اویسی تھے۔ اور کہ آپ نے بروحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بھاؤ الدین قدس سرہ اور بروحانیت آپ کے خلفاء کے تربیت پائی تھی۔ اور توجہات ایں بزرگواران آپ کی تربیت انجام کو پہنچی تھی۔ اور بعد حصول کمال بہ تربیت روحانیت، چونکہ بغیر یہ ظاہر کے چارہ نہیں ہے۔ لہذا ماورائہر جا کر مولانا خواجگی انکیلی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اجازت خلافت حاصل کی۔

آپ کا ایک مخلص بیان کرتا ہے کہ قبل ازیکہ آپ ہندوستان سواما و تہر روانہ ہوں ایک روز لاہور کی ایک مسجد میں اداے نماز فریضہ کے لئے تشریف لائے اثنائے نماز میں آپ کے سینہ سے ایک مہیب آواز سنائی دی۔ اہل صف حیران ہوئے۔ بعد فراغت نماز جلد آہستہ آہستہ چلے گئے۔ اور پھر آئندہ دو تین آدمیوں کو جمع کر کے گھر میں ہی نماز پڑھ لیا کرتے۔

میں چونکہ اکثر آپ کے پیچھے ہی نماز پڑھا کرتا تھا ایک روز نماز میں میں نے

دیکھا کہ آپ باوجودیکہ رو قبلہ میں بیچھے سے ہماری طرف بھی دیکھ رہے ہیں۔ اس حالت کے مشاہدہ سے مجھے رعشہ ہو گیا، جیسی جیسی نماز پوری کی۔ بعد نماز جو کچھ مشاہدہ کیا گیا تھا۔ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا، کسی سے افشاں سے راز نہ کرنا۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ دونوں مذکورہ بالا واقعہ اس امر کے مشاہدہ عدل ہیں۔ کہ آپ کو خواجہ عالم سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کمال مناسبت بتعین حاصل تھی۔ کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ نماز میں جوش سنیہ انور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ایک میل تک جاتی تھی۔ اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے تھا کہ آپ نے پیچھے سے بھی اُسی طرح دیکھا ہے جس طرح آگے سے لیکن یہ خصوصیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ کے لئے حاصل تھیں اور بزرگانِ اہل سنت کو بوجہ کمال اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جو معراج مومنین ہے کچھ حصہ اس دولت کا حاصل ہونا محالات سے نہیں۔ چنانچہ بزرگانِ دین نے فرمایا ہے کہ تابعِ کامل پر متبوع تمام صفات کا پرتو پڑتا ہے۔

باوجود حصول ان حالات و کمالات کے اور باوجود رجوع طلب کے آپ بوجہ اپنی عالی ہستی اور تجربہ و تفرید کے مسند شیعیت پر نہیں بیٹھے۔ بلکہ تصحیح احوال کے لئے ماوراء النہر اور پنج و بدخشاں پہنچے۔ تاکہ شائع اُس دیار سے بھی جو اس سلسلہ علیہ اور دیگر سلسلوں سے سند ارشاد و ہدایت پر ہیں مستفیض ہوں۔ اور اپنے احوال کی تصحیح کریں۔ چنانچہ اس سفر میں آپ مولانا سپہر علی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے بعض احوال عرض کر کے آپ سے اُن کی تصحیح کی۔ چنانچہ عنقریب کتاب شہادت القدس میں مولانا کے حالات میں بیان کیا جائیگا۔

اس کے بعد آپ توجہ سمتِ قند ہوئے اور اثنائے راہ میں بعض دوستوں کو خط خطوط لکھتے رہے یہ خطوط آپ کے مکتوبات میں مرقوم ہیں۔ اور اُن کے شروع میں یہ شعر لکھا ہوا ہے

سن از محبہ محبت خبر ہے بدہم کہ استخوان غریزاں بسا حل افتاد
اثنائے راہ میں جب آپ ماوراء النہر جا رہے تھے حضرت مولانا خواجگی انکیلی قدس سرہ ایک اقعہ میں ظاہر ہوئے۔ اور فرمایا اے فرزند ہماری آنکھ تمہارے راہ پر ہے

آپ یمن کر بہت خوش ہوئے اور یہ بیت پڑھی
 میگز شتم و غم آسودہ کہ ناگاہ زکیں
 عالم آشوب نگاہے سر را ہم بگرفت

مولانا موصوف ایک بزرگ معترف تھے اور اُس وقت اُس دیار میں مشائخ کبار
 سلسلہ علیہ نقشبندیہ سے تھے۔ نسب آپ کا بدو واسطہ خواجہ احراق قدس سرہ تک
 پہنچتا ہے۔ آپ کو ارادت اپنے والد ماجد مولانا درویش محمد انجیکی قدس سرہ سے
 حاصل تھی۔ اُن کو اپنے ماموں مولانا محمد زاہد دستاوی سے۔ اُن کو قطب الاخیار
 خواجہ احراق قدس سرہ سے۔ چونکہ ان بزرگوں کے حالات انشاء اللہ تعالیٰ کتاب
 نشات القدس میں تفصیل بیان کئے جائیں گے۔ لہذا اس جگہ صرف اس قدر ذکر پرکتفا کی گئی ہے
 بالجملہ جب آپ مولانا موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا نے آپ
 پر عنایات و توقہات خاص مبذول کیں اور آپ کے احوال علیہ معلوم کر کے تین شبانہ
 روز آپ کے ساتھ تخلیہ کیا اور بعض فوائد نامہ سے اطلاع دی اور فرمایا کہ تہا را معاملہ
 بہ تربیت اکابر اس سلسلہ علیہ انجام کو پہنچ چکا ہے۔ چاہئے کہ آپ ہندوستان واپس
 جائیں۔ وہاں اس سلسلہ کو آپ سے بہت رونق ہوگی اور بہت سے طالب اس طریقہ
 کے آپ سے استفادہ ہونگے۔

آپ نے ہر چند راہ انکسار و عاجزی اختیار کی اور اپنے قصور کو تاہی کا اعتراف
 کر کے بہت کچھ عذر و معذرت کی۔ لیکن مولانا موصوف اصرار ہی کرتے رہے۔ جسے کہ
 مولانا موصوف نے اس بارہ میں استخارہ بھی کیا اور بفضلہ تعالیٰ موافق آیا۔
 مولانا موصوف کے بعض عزیزوں نے بیان کیا ہے کہ جب آپ کے قیام کو
 نے دیکھا کہ آپ خواجہ صاحب کو اس چند روزہ مدت میں ہی اجازت خلافت دیتے ہیں
 ازراہ غیرت بہت کچھ شور و شش کی۔ مولانا نے فرمایا کہ دوستوں کو امر واقعی کی خبر نہیں۔
 اس نوجوان کا معاملہ تربیت درجہ کمال کو پہنچا کر ہمارے پاس بھیجا۔ اور مقصود اصل بھروسہ
 اور کچھ نہ تھا کہ انہوں نے ہمارے پاس آن کر تصحیح احوال کی ہے۔ بیشک جو اس طرح آئیگا
 اسی طرح جائیگا۔ چنانچہ مولانا نے آپ کو اجازت خلافت دی اور رخصت کیا اور آپ
 زبان حال سے یہ شعر پڑھتے ہوئے ہندوستان واپس ہوئے۔

شکر شکن شوند ہمہ طویبان ہند

نہیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

جب آپ ہندوستان پہنچے ایک سال آپ نے لاہور میں بھی قیام کیا اور بہت سے علما و فضلا آپ کے شیفۂ محبت ہوئے۔ پھر لاہور سے آپ ذیلی تشریف لے جو بقیعہ دارالاولیاء بیت الفقرا ہے۔ ذیلی آکر قلعہ فیروزی میں جو نہایت دلکش اور لب لباب واقع ہے، سکونت اختیار کی۔ پھر یہاں سے کسی اور جگہ آپ نے نقل حرکت نہیں کی +

فصل ۲

آپ کا شروع و موضوع آپ کا انکسار و افتقار آپ کے اقادات و انفاضات آپ کی عبادت آپ کی تجرید و تفرید اور

آپ کے انتقال کے حالات

آپ کی عادت تھی کہ آپ کمال انکساری سے اپنے حال و احوال کو چھپاتے تھے اور اپنے قصور و کوتاہی پر ہمیشہ نظر رکھتے تھے۔ بقدر ضرورت اُفت کو کرتے۔ اور بجز خواہ اہل مجلس یا جواب سائلین تکلم نہ کرتے اگر کوئی مسئلہ غامضہ معروض بیان میں آتا تو بڑی تفصیل و تنقیح کے ساتھ اُسے بیان فرماتے۔ یہاں تک کہ سائل کو تمام و کمال تشفی ہو جاتی یہ بھی آپ کی وفور شغف کا باعث تھا کہ مبادا سائل کو غلط فہمی ہو اور کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھے۔ جو لوگ آپ کے پاس آتے، آپ کمال بشارت کے ساتھ اُن سے ملتے اور اُن کی جائز و مباح حاجت روائی میں کبھی کوتاہی نہ کرتے۔ سادات عظام اور علمائے کرام کی تعظیم و تکریم میں کمال مبالغہ کیا کرتے تھے۔ اور جزوی و کلی مسائل میں فقہائے متورعین کی طرف رجوع کیا کرتے تھے +

جب کوئی طالب آپ کے پاس آتا تو کمال عاجزی و انکسار کے باعث خود کو اس کے لائق نہ بتلاتے۔ اور عذر و معذرت کرتے۔ اگر طالب صادق ہوتا پہچان جاتا اور اپنے آپ کو آپ کے سپرد کر دیتا اور بقدر استعداد بہرہ ور ہوتا۔ اور زبان حال سے یہ ابیات پڑھتا رہتا۔ للمؤلف

انہیں نذر ایم روئے گذر اگر از دو عالم گذر کردہ ایم
 بیان نکمہ ایں نیگار حوالہ بریش جبکہ کردہ ایم
 جب آپ طالب کا عزم بالبحزم پاتے۔ تب تو اسے اپنی آغوش تربیت میں
 لیتے۔ ورد نہیں ۛ

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نوجوان خراسانی خواجہ قطب الدین بختیار
 اوشی قدس سرہ کے مزار فاضل انوار پر مدت سے مجاور تھا۔ اور آپ کی روحانیت سے
 رہبری پر کامل کا خواہشمند تھا۔ چنانچہ جب ہمارے خواجہ صاحب دہلی پہنچے تو خواجہ
 بختیار کا کی قدس سرہ نے خواب میں اُس نوجوان سے فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ کے ایک
 بزرگ اندونوں وارد دہلی ہوئے ہیں، اُن کی ملازمت اختیار کرو۔ چنانچہ طالب آپ کی
 خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض حال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سب کچھ اس قابل نہیں وہ کوئی
 اور بزرگ ہونگے۔ بوجہ آپ کے کمال انکسار اور عذر بسیار کے نوجوان واپس چلا گیا۔
 دوسری شب کو پھر خواجہ صاحب نے خواب میں اُس سے کہا کہ وہ یہی بزرگ ہیں جن کے
 پاس تم کل گئے تھے۔ اور جن کا عجز و انکسار تم نے دیکھا۔ نوجوان پھر حاضر خدمت ہوا۔ اور
 پھر واپس نہیں گیا۔ آخر کوشش قبولیت کو پہنچا، اور دیکھا جو کچھ دیکھا ۛ

بسا اوقات آپ ازراہ کمال انکسار اپنے بعض صادق العقیدت اور صاحبِ احوال
 درویشوں سے فرماتے کہ یہ فقیر صیبا کہ تم خیال کرتے ہو نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ کسی اور جگہ
 تجسس کرو اور اگر کوئی رہبر پاؤ، مجھے بھی اطلاع دو۔ تاکہ میں بھی اُس سے فیض حاصل کر لوں
 شاید کہ وہ میرے زخم پر مرہم لگائے ۛ

راقم المحررت نے خواجہ حسام الدین احمد سلمہ اللہ کی زبان مبارک سے سنا ہے
 کہ آپ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب نے مجھ سے بھی ایک فقہ ایسا ہی فرمایا۔ جب آپ نے
 نہایت اصرار کیا تو میں نے تقییل نہ کرنا خلافت ادب جانا اور آگرہ کو روانہ ہوا۔ آگرہ
 پہنچنے کے بعد میں نہایت حیران ہوا کہ کیا کروں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب آپ
 چلوں اور عرض کروں کہ میں نے تقییل کی، لیکن کوئی شخص ایسا نہیں پایا۔ صیبا کہ آپ نے
 فرمایا۔ میں اُس وقت ایک راستہ سے گذر رہا تھا کہ ایک سرائے سے سرود دربار کی
 آواز کان میں نہی۔ جب میں نزدیک گیا۔ تو قوالوں کی زبان پر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی

یہ بیت تھی ۷

تو خواہی آستین افشان خواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی

یہ بیت سنئے ہی میں آتش فراق سے جلنے لگا اور دوڑتا ہوا آپ کی خدمت میں پہنچا اور
جو دیکھا تھا کہ سنایا۔

ایک اور وقت کا ذکر ہے کہ ایک فقیر نے لاہور میں آپ کو خواب میں دیکھا
کہ آپ ابلق گھوڑے پر سوار ہیں اور بیشمار غلقت آپ کے پیچھے ہے اور کہتی ہے یہ
قطب وقت ہے۔ اس خواب کے بعد فقیر آپ کے آستانہ پر پہنچا اور التماس کیا۔
آپ وہی غدر در میان لائے۔ فقیر بیچارہ مسجد میں آیا اور گریہ و زاری کرنے لگا اور کہنے لگا
یہ کیا تازہ گداز ہے کہ پہلے تو خود کو دکھا کر مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور جب میں غامد
ہو چکا تو مجھے بھگلتے ہیں میں بیچارہ کہاں جاؤں اور کیا کروں۔ اور اس طرح کہا کہ لوگ
رونے لگے اور عجب شور مچایا۔ آپ کے کان میں بھی آواز پہنچی۔ پوچھا، کیسا شور ہے۔
عرض کیا گیس ع

کدلب شیریں تو شورے است در ہر خانہ

آپ نے جہنم کیا اور درویش کو بلا کر ذکر و جذبہ الہی کی تلقین کی ۷
تا مگر بیطل کے جوش لبین تا مگر یہاں کے خستہ چمن

آپ کا طریقہ تھا کہ جس طالب کو آپ بیعت کے لئے قبول کرتے اول تو برکاتے
اور اگر طالب کو آپ کے ساتھ عشق و محبت زیادہ ہوتا، بطریق رابطہ و تصور نگاہداشت
اپنی صورت کا حکم کرتے اور اس احضار و نگاہداشت صورت شریفہ سے طالب کو
بہت کچھ کشائش حاصل ہوتی۔

چنانچہ خواجہ برہان نام جو خواجگان دہنیدی سے تھے اور اپنے اکابر
بزرگان سے نسبت و اجازت حاصل کئے ہوئے تھے آپ کی خدمت میں آئے۔ اور
انادہ و انافضہ کے خواستگار ہونے۔ آپ نے نگاہداشت صورت کا ایما کیا۔ تو سخت
متعجب ہوئے اور اپنے دوستوں سے کہنے لگے۔ یہ شغل اس جماعت کے مناسب حال
ہے جو اول اول اس راہ میں قدم رکھے۔ اگر آپ کرم فرما کر مجھے مراقبہ عالی کا اشارہ کرے

بہتر تھا۔ دوستوں نے کہا امتثال امر کرنا چاہیے اور فصولیات سے احتراز رکھنا چاہیے۔ چونکہ عقیدت اُن کی درست تھی، ناچار رنگ داشت صورت شریف میں مشغول ہوئے اور وہی روز گزریے تھے کہ نسبت عظیم حاصل ہوئی اور غلبہ سکر اس حد تک پہنچا کہ باوجود کبر سنی کے زمین سے دو گز اونچے کو دجاتے تھے۔ اور ہر طرف درود یوار اور شہاب سے اپنے آپ کو دے مارتے تھے۔ حتیٰ کہ کئی نوجوان پکڑ کر انہیں نہیں ختم کتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے دیکھا جو کچھ کہ دیکھا۔

اور زیادہ تر آپ ایسا کرتے تھے کہ طالبوں کو ذکر قلبی بطریق مقررہ اکابر اس سلسلہ تلقین فرماتے۔ بعض کو ذکر نفی و اثبات اور بعض کو صرف ذکر اثبات یعنی ذکر ذات جلالہ اور بہت سے بوجہ قوت نسبت کے پھر آپ کے دیکھنے کے مجذوب و مغلوب ہو جاتے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ خطیب منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا کہ آپ کے چہرہ جمال کی طرف نظر کرتے ہی غش کھا کے منبر سے گر پڑا۔

اسی طرح ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ ماہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا کہ ایک شب کو ہمارے خواجہ صاحب یعنی حضرت مجدد الف ثانی کو آپ نے فالودے کا پیالہ بھیجا۔ خادم چونکہ سادہ لوح و سادہ شخص تھا۔ آپ کے دروازے پر پہنچ کر زنجیر بٹائی۔ آپ نے کسی کو بیدار نہیں کیا اور خود آکر فالودے کا پیالہ اُس کے ہاتھ سے لیا اور پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ عرض کیا میرا نام بابا ہے۔ فرمایا چونکہ تم ہمارے شیخ احمد کے خادم ہو۔ بیشک بابا ہو۔ پھر واپس ہونے کے خادم پر غلبہ سکر ہونے لگا۔ اور نسبت پیدا ہو گئی اور فریاد کرتا ہوا اُقتال و خیزاں خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ پوچھا کیا حال ہے۔ اُس سکر وستی کی حالت میں کہا، کیا شجر، کیا حجر، کیا درود یوار، کیا زمین و آسمان، غرض ہر طرف ایک نور بیرنگ و بے غایت و بے نہایت دیکھتا ہوں۔ اور حقیقت و کیفیت اس کی بیان نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب اس کے بالمقابل ہوئے ہیں۔ اور بوجہ مقابلہ کے آپ کے آفتاب کا پرتو اس کے اوپر پڑا ہے۔ صبح پھر اُس کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے قسم فرمایا۔

بروز شہ شہیدان چوں خوں بہا طلبت

تنبہ کن و خاموش کن زبان ہم

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عسکری آپ کی خدمت میں آیا آپ طہارت کیلئے مسجد سے باہر گئے۔ سچائی کا خادم گھوڑے کی نگام پکڑے ہوئے بیٹھا تھا کہ اس اثنا میں آپ کی نظر کیا اثر اُس پر پڑی۔ جب آپ مسجد میں واپس آئے خبر پہنچی کہ خادم عسکری کو جذبہ دستک ہونے لگا اور وہ زمین پر گیند کی طرح لڑختا پھرتا ہے۔ رات گئی تک وہ اسی طرح مضطرب یسین رہا۔ اور پھر یکایک شوریدہ سر ہو کر بازار کی طرف بنگلا اور صحرا و بیابان میں چلا گیا اور پھر اُس کی کچھ خبر نہ معلوم ہوئی +

سیدی مرشدی میر محمد نعمان سدا شد تھائے فرماتے ہیں کہ میری ٹانگی لکی دایہ تھی۔ کئی دفعہ اُس سے کہا گیا کہ وہ آپ کی مرید ہو جائے لیکن وہ انکار کرتی رہی۔ اتفاق سے ایک تقریب پر لڑکی کو دایہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے لڑکی کو گود میں لیا اور پیار کرنے لگے۔ لڑکی اُتھ آپ کی ریش مبارک کی طرف لے گئی اور ایک بال اُس کے اُتھ میں آگیا۔ آپ نے فرمایا یہ لڑکی ہماری یادگار سے ہوگی۔ انہیں ایام میں آپ نے انتقال کیا اور مومے مبارک آج تک آپ کی یادگار رکھا ہوا ہے۔

مرا از زلف تو سوسے پسند است فضولی سیکم بجے پسند است

جب دایہ اپنے گھر واپس آئی، آثار رستی و جذبات اُس پر پیدا ہونے لگے جنہیں وہ مضبوط نہیں کر سکتی تھی۔ یہاں تک کہ اُس کے منہ سے ایک فریاد نکلی اور بیہوش گر پڑی اور اُس کے بائیں پہلو سے حرکت قلبی اس طرح غلبہ کرنے لگی کہ لوگوں نے معائنہ کیا۔ ایک عرصہ کے بعد جب ہوش میں آئی۔ پوچھا گیا، کیا حال ہے۔ بیان کیا کہ ساعت بساعت خواجہ صاحب بصورت میب و عجیب نمودار ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ میں بیہوش ہو گئی۔ پھر مجھے نہیں معلوم کیا ہوا۔ اور اب میں اپنے دل کو ذکر اُتھ کرتا ہوا پاتی ہوں۔ آپ کی خدمت میں اُس کا حال عرض کیا گیا۔ آپ نے مبشر کیا اور اُسے تعلیم ذکر کی دگنی۔ وہ صاحبِ حوت فیروز آباد میں نساء صاحب احوال سے ہے۔ اور لڑکی خود راقم الحروف کے گھر میں موجود ہے۔ اور برہمن آپ کی نظر با اثر صاحبِ عفت و حضور ہے کیونکہ آپ نے اُس کو بعض اہل ذکر و شغل عورتوں کے سپرد کیا تھا +

اور آپ کا یہ قاعدہ تھا کہ آپ بوجہ غایت مخلص پروری و شفقت گستری کے جس کسی کو تعلیم و ملقین فرماتے اُنہیں تعلیم و ملقین میں اپنی ہمت و توجہ شریف بھیج دیتے تھے

شامل حال رکھتے۔ اور راہ نقوش کو نبیہ کو اُس کے ادراک حقیقت جامعہ سے وابستہ کرتے
گو یا سرچشمہ نقشبندی کو اس طرح ظاہر کرتے کہ اُسی وقت زبان و دل پر ذکر جاری ہو
اور حضور و جذبہ غلبہ کرتا۔ بعضے تو مرغِ بسل کی طرح زمین پر لوٹتے پھرتے۔ اور بہت
سے از خود رفتہ ہو کر بحر حیرت میں غرق ہو جاتے۔ اسی کیفیت میں عوالمِ مثالِ ارواح و معانی
کے ساتھ منکشف ہوتا۔ اور مصداق الشیخِ یحییٰ و یمیت ظہور پاتا۔ یہ آپ کی عنایت
و شفقت سب پر یکساں شامل حال رہتی +

ایک روز ہمارے خواجہ صاحبِ امینی حضرت مجدد الف ثانی نے ایک تقریب کے
موقع پر فرمایا کہ ابتدا میں طالبین اس طریقہ کو عالم طور پر یہ نعمت یعنی ذکر قلبی و حصولِ جذبہ
ہمارے خواجہ صاحب کی برکات لازم سے ہے۔ بندے نے عرض کیا کہ اگلے اکابران
سلسلہ کو اس طرف توجہ نہ تھی فرمایا تھی کیوں نہیں۔ لیکن ابتدا ہی میں یہ مقام حاصل نہیں
ہو جاتا تھا +

نیز فرمایا کہ جب میں نے خواجہ صاحب سے اس ستر اختیار کی کے شمول و عموم
حال پوچھا۔ فرمایا اُس زمانہ سے اب تک اہل ارادت کی طلبِ ہمت میں قصور و کوتاہی
اور فتور بسیار ظہور میں آیا۔ بوجہ شفقت کے طالبوں سے اس قدر ریاضت و مجاہدہ
کم کرایا جاتا تھا۔ شاخ چاہتے تھے کہ بدون ریاضت و مجاہدہ اور سستی و تر و دُشربِ عوام
حاصل ہو جائے۔ جب آپ نے یہ حکایت تمام کی ایک آدھ کھینچی اور کہا جزاء اللہ
عنا و عن سائر الطالبین خیر الجزا۔ غرض آپ کی نسبت افاضہ بقوت آپ کے پیر
بزرگوار کے از بس عالی تھی +

چنانچہ ایک مخلص نے بغرض حصولِ حضور ایک رسالہ پیش کیا۔ آپ نے دو روز
اُسے اس رسالہ کا سبق دیا اور فرمایا نسبت اس سے بھی نزدیک ہے کہ رسالہ
کے ذریعہ اخذ کجائے +

آپ کی شفقت و رحمدلی

آپ کی شفقت و رحمدلی اس درجہ تھی کہ ایک وقت شہر لاہور میں سخت قحطِ سالی
واقع ہوئی اس زمانہ میں آپ شہر لاہور میں تشریف رکھتے تھے۔ کئی روز تک آپ نے

کھانا نہیں کھایا۔ جب آپ کے سامنے کھانا لایا جاتا، فرماتے انصاف سے بے حد ہے کہ کوئی بھوکا پیاسا گلی کو چوں میں جان دے اور ہم کھانا کھائیں جس قدر کھانا ہوتا ہے آپ بھوکوں کے لئے بھجوا دیتے اور خود قوتِ روحانی پر جو میراثِ اہیت عندِ ربی ہے بسر کرتے۔ اور جب آہور سے آپ ذہلی روانہ ہوئے۔ تو ہوا اوقات ایسا ہوا ہے کہ آپ سواری پر سوار ہوتے اور کسی غریب سلکین کو پیدل چلتے دیکھتے، سواری سے اتر پڑتے۔ اور سواری پر اُسے سوار کر دیتے۔ اور خود منزل تک پایادہ جاتے۔ اور سر پر چادر ڈال لیتے تاکہ کسی دوست کو اس پر اطلاع نہ ہو۔ اور جب منزل کے قریب پہنچتے بہ نیتِ اخفا سواری پر سوار ہو جاتے +

یوانات کے حال پر بھی آپ نہایت شفقت کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز آپ نماز تہجد کے لئے اٹھے تو بقی آپ کے لحاف میں سوتی آپ صبح تک سروی کی تکلیف برداشت کرتے رہے۔ لیکن بقی کو بھگانا پسند نہ کیا +

آپ کے خوارق

اگر آپ سے کوئی خرقِ عادت صادر ہوئی ہے تو وہ بھی غلق اللہ پر شفقت و رحم کرنے کے باعث۔ چنانچہ آپ کے جملہ خوارقِ عادت سے میں خرقِ عادتِ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ان کے ظاہر ہونے کا سبب محض آپ کا غلبہٴ شفقت ہے والا آپ خرقِ عادت ظاہر ہونے سے اجتناب رکھتے تھے +

خوارقِ اول

ساکنانِ دہلی میں سے ایک شخص کا واقعہ ہے کہ اس نے ایک بار کہ عورت سے نکاح کیا۔ کئی سال گزر گئے کہ وہ اُس سے ہم بستر نہ ہو سکا اور ادویہ و ادویہ کا بھی طلاق کوئی اثر نہیں ہوا۔ آپ کے اوصافِ سُنکر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ سواری پر سوار ہو کر کہیں تشریف لیجا رہے تھے۔ اُس نے اُن کو آپ کے گھوڑے کی گھام پڑائی۔ اور حالِ بیان کر کے زوالِ نامرادی کا خواستہ گار ہوا۔ آپ نے تین فیض اس سے سخت معاف کیا اور فرمایا کہ ابھی جا کر ہم بستر ہوؤ۔ چنانچہ اُسی وقت اُس نے اپنے اندر

عجیب قوت پائی اور سہولت تمام وہ عورت پر قادر ہوا +

خوارقِ دوم

ایک ضعیفہ کا تین چار سالہ لڑکا حصار فیروز آباد کی دیوار سے جس کے نیچے فرش بچتہ ہے۔ تقریباً تیس گز کی اونچائی سے گر پڑا۔ اور کانوں کے سوراخوں سے خون جاری ہو کر اُس کا دم ٹوٹ گیا۔ اُس کی ماں گریہ و زاری کرنے لگی اور نہایت بیقرار و بے آرام ہوئی اور بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا کہ لڑکے کو لا کر آپ کے قدموں پر لیجا کر ڈال دیا او اُس کی زندگی کے لئے التماس کیا۔ آپ کی عادت شریف تھی کہ اپنی توجہ و تصرف کے پوشیدہ رکھتے تھے۔ آپ نے ایک طب کی کتاب طلب کی اور فرمایا، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ لڑکا مر گیا نہیں۔ حاضرین نے تعجب کیا کہ کونسی کتاب سے ایسا معلوم ہوتا ہے تھوڑی دیر آپ خاموش رہے اس کے بعد دیکھا کہ لڑکا اپنے حال پر ہو گیا۔ حاضرین کو اور بھی حیرت ہوئی +

خوارقِ سوم

ایک وقت کا ذکر ہے کہ ایک سپاہی نے خلافتِ سیوہ مروت و فلاح اپنے بعض ہمسایوں پر جو رو غلم کیا۔ آپ اُس کی یہ حرکت دیکھ کر سخت بے آرام ہوئے۔ اور اُس سپاہی کو نصیحت کی۔ لیکن بوجہ کمالِ بدبختی کے اُس نے آپ کی نصیحت قبول نہ کی مظلوم کے حال پر کمالِ شفقت و رحمت کر کے باعث آپ نہایت متغیر الحال ہوئے اور ظالم سے فرمایا۔ یہ لوگ فقرائے خواجگانِ بزرگوار کے قُرب جوار میں رہتے ہیں۔ جو نہایت غیور ہیں خبردار رہنا۔ چنانچہ دو تین روز کے درمیان ہی چوری کی تہمت میں گرفتار ہوا اور مارا گیا +

آپ کا تحمل و بردباری

آپ کے تحمل و بردباری کے متعلق میں نے اس قدر حکایات سُنی ہیں کہ ایک دفتر میں نہیں سما سکتیں +

ایک نوجوان کا ذکر ہے کہ آپ کے ہمایوں میں ہی تھا اور منکرات منوعات کا مرتکب ہوا کرتا تھا۔ اور انواع و اقسام کے شر اس سے ظہور میں آتے تھے۔ آپ اس کی تعریف کرتے اور تحمل کرتے تھے۔ ایک روز کو تو اس نے بابائے خواجہ حسام الدین سلمہ اللہ تعالیٰ قید کر کے قید خانہ میں بچھیدا۔ آپ کو اس کی خبر پہنچی۔ خواجہ حسام الدین کو آپ نے بلوایا اور عقاب کیا۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ یہ نہایت فاسق فاجرا و شریر شخص تھا یہاں تک کہ اس کی شرارت مد سے تجاوز کر گئی تھی۔ آپ نے ایک سرد بھری اور فرمایا، میں تم چونکہ اپنے آپ کو صلح و با صفا پاتے ہو۔ وہ تمہاری نظر میں طالع و شریر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ ہم اپنے آپ کو اس سے متاثر کرنے کی کوئی وجہ نہیں پاتے، کیونکہ اپنی زبان سے اسے برا کہیں۔ یہ فرما کر آپ نے اسے جس سے خلاصی دلائی۔ اور وہ برکت و شفقت آپ کے، صلحا سے ہوا۔

آپ کا یہ انگار اور شرط مقصود احوال اس قدر غالب تھا کہ اگر اتفاق سے کسی طالب سے کوئی جریہ صادر ہوتا۔ تو آپ فرماتے یہ ہماری ہی بدصفتی کا اثر ہے۔ ہر گاہ کہ جب خود ہمارے اندر بدی ہوگی، لامحالہ ان پر ہمارا عکس پڑے گا۔ ان بیچاروں کا کیا قصود اسی طرح اگر آپ کسی کو مکروہات و منوعات شرعیہ میں پھنسا دیکھتے تو بصراحت شدت امر و معروف نہی عن المنکر نہیں کرتے بلکہ بکناہ اشارہ نصیحت کرتے۔ کہ اس کے دل میں ہو جاتے۔ اور بصراحت امر و معروف نہی عن المنکر نہ کرتے۔ بلکہ بیشتر سبب یہ تھا کہ آپ اپنے کو اور لوگوں سے ممتاز نہیں سمجھتے تھے۔

آپ کی مجلس میں ہرگز کسی کی غیبت و بُرائی نہیں کی جاتی تھی اور نہ خود آپ اپنی زبان سے کبھی کسی کو ایسا کہتے۔ اور آپ کے سامنے کسی مسلمان کی تحفیف و تخفیر کا خیال گذرتا۔ تو آپ اس شخص کی تعریف و توصیف کرنی شروع کر دیتے۔

راقم الحروف ایک روز ایک مسجد کے گوشہ میں تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ اور ایک ویش دوسرے ویش کے ساتھ طریقہ ادبیاء اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔ اسی ضمن میں اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنی مدت العمر میں ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اس جیسا بے نقص بُرود بار اس زمانہ میں کوئی نہ ہوگا۔ اور ہمارے خواجہ صاحب قدس سرہ کا نام نامی لیا۔ اور کہا کہ میں ایک وقت خواجہ قطب الدین کے مزار پر تھا۔ کہ ناگاہ خبر پہنچی کہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ

قدس آمد سترہ تشریف لاتے ہیں۔ خام مزار نے مزار شریف کے قریب ہی ایک جگہ تخت بچھا دیا۔ اور فرش کر کے تکیہ لگا دیا۔ آپ کے آنے سے پہلے ایک آزاد فقیر آیا۔ اور فرش پر نظر پڑتے ہی پوچھا۔ یہ کیا فرش ہے اور کس کے لئے ہے۔ آپ کا نام لیکر کہا گیا ان کے لئے ہے۔ یہ سنتے ہی وہ آزاد فقیر آپ کی بڑی خدمت کرنے لگا اور بڑا بھلا کننا شروع کیا۔ اسی اثنا میں آپ بھی آگئے۔ آپ کے سامنے بھی اُس نے اسی طرح ہرزہ گوئی کرنا شروع کیا۔ اور نام لیکر کہا اے فلاں شخص تو کس لائق ہے کہ تیرے لئے اس جگہ فرش بچھایا جائے۔ آپ کے جس قدر درویش اس وقت آپ کے سامنے بوجو تھے، سخت بیچپن ہوئے اور چاہا کہ اُسے تنبیہ کریں۔ آپ نے سب کو خشم آلودہ نگاہ سے دیکھا اور باز رکھا اور خود اُس درویش کے پاس جا کر برہمنی تمام غدر کیا۔ اور فرمایا میں ویسا ہی ہوں جیسا کہ تم کہہ رہے ہو۔ ایسا اور ایسا ہوں اور کس لائق ہوں۔ یہ فرش میرے بدون ایسا و اشارہ اور بدون میرے علم کے بچھایا گیا ہے، مجھے معاف رکھو اور میری بدبختی کے پیچھے اپنا سترہ دکھاؤ۔ پھر آپ نے اپنی ہستین سے اُس کی پیشانی پکڑ لی پونچھا۔ اور بہت تواضع کی اور کچھ پیسے منگا کر اُسے دئے +

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اُس وقت آپ کے چہرہ پر فوراً بھی تغیر ڈال نہ پایا۔ اور نہ آپ کے کلام میں کچھ تذبذب پایا۔ اُس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ بیشک اس عالم میں بھی نفس ملکی پایا جاتا ہے +

بسا اوقات امراے مخلص آپ کے پاس سیم و زر بھیجتے تاکہ بصواب دید فقرا تقسیم کیا جائے۔ لہذا باوجود تفریق کے آپ خود متوجہ ہو کر محض بغرض شفقت بخلق اللہ مستحقین تقسیم کرتے۔ اور اس ضمن میں کچھ اپنے پاس سے بھی دیتے۔ باوجود اس کے دور دراز کے بعض محتاج آپ کو بُرا بھلا کہتے۔ آپ کے دوست انہیں منع کرنا چاہتے آپ اسی طرح راہ انکسار اختیار کرتے کہ دوستوں کا غیظ و غضب فرو ہو جاتا۔ اور نرمی و شکستگی ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتی +

آپ اپنے دوستوں کو نیت سی اور اپنے آپ کو فقیر جاننے اور تحمل و بردباری کرنے کی طرف راہ نمائی اور اُسے راہ عرفان فرماتے۔ اور آپ کے دوستوں سے اس کے خلاف امر سرزد ہوتا تو بہت غناپ کرتے اور نصیحت فرماتے۔ جیسا کہ آپ کے ایک مکتوب سے

جو آپ نے شیخ تاج کو اس باب میں تحریر فرمایا ہے ظاہر ہے۔ مکتوب انشاء اللہ قلم آگے لکھا جائیگا۔

آپ کا زہد و استغنا

آپ کا زہد و استغنا متاع دنیوی میں اس درجہ تھا کہ کسی دنیوی معاملہ کا آپ کی مجلس میں ذکر نہیں کیا جاتا۔ مگر سفارش کسی حاجت مند کے اور ہرگز آپ اپنے لئے اور نہ درویشوں کے لئے دنیوی معاملات پر غور و فکر کرتے۔ اور مریدوں کے لئے بجز فقر و فاقہ اور مسکنت و قناعت کے اور کچھ نہ چاہتے اور فرماتے۔ جس کسی کے لئے ہماری امداد مالی ظہور میں آئے بلیقین جان لے کہ ہم کو اس کے ساتھ دینی محبت کم ہے بعض تو مگر جہل ارادت تھے آپ سے اتنا س کرتے کہ کچھ کفاف فقرائے آستانہ کے لئے مقرر کیا جائے۔ آپ نے ان درویشوں کے لئے جو آپ سے ارادت و نسبت معنوی رکھتے تھے یہ تجویز پسند نہ کی۔ اور دوسرے درویشوں کے لئے اجازت دی، مگر نفرت کے ساتھ۔ کیونکہ ان درویشوں کو امتعہ دنیویہ سے رغبت تھی جن وقت آپ نے عزم بالجزم سفر حجاز کیا تو آپ کے ایک مخلص عبد الرحیم نامی المشور بخان خانان جو کہ مخلصان مشائخ سے تھے اور خصوصاً آپ کے ساتھ حقیقت و ارادت تمام رکھتے تھے ایک لاکھ روپیہ ارسال کیا اور اتنا س کیا کہ جناب اسے قبول فرما کر خادم کو ممنون فرمائیں۔ کیونکہ آپ کے ہمراہ بہت سے درویش بھی تھے۔ جب آپ کو اس کی خبر ہوئی۔ آپ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ہمارا حج کو جانا ہمارے لئے بارگاہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کا اس قدر روپیہ ہم اپنے اوپر صرف کر کے ضائع کریں۔ بہر کیف قبول نہیں کیا اور واپس کر دیا۔

کھانے پینے پہننے اور رہنے میں آپ کی آزادی اس درجہ تھی کہ اگر کئی روز تک ایک قسم کا غیر مرغوب طبع کھانا آپ کے سامنے لایا جاتا تو ہرگز یہ نہ کہنے کہ اس کے ماسوائے اور کھانا لایا جائے۔ اسی طرح کئی روز تک ایک ہی لباس آپ پہنے رہتے اور نہ کہتے کہ اور دوسرا کپڑا لاؤ۔ اسی طرح مدتوں تک تنگ و تاریک مکان میں رہتے۔ چونکہ آپ بحر رضا و تسلیم میں غرق تھے۔ اس لئے جب تک ہشتاد ہفتا

یا خاک و خاشاک سے پُر نہ ہو جاتا دو سراسر اسکان تعمیر کرتے کی یا اسے صاف کرنے کی اور روشن کرنے کی خواہش ظاہر نہ کرتے۔ باوجود رضا و تسلیم، فنا و خود فتنگی اور باوجود ضعف بدن کے جو ہمیشہ سے آپ کو لاحق تھا، دوام و صفا اور کثرت عبادت سے شغف تمام رکھتے تھے۔ اور بعد ازاں نماز عشا حیرے میں شریفیت بیجا کر قدرے مراقبہ میں بیٹھتے۔ جب ضعف غلبہ کرتا اٹھ کر تجدید و صفا کرتے اور دو گانہ نماز ادا کرتے اکثر شب آپ ایسا ہی کیا کرتے +

اکل حلال

اور فقر حلال میں آپ اس قدر احتیاط کرتے کہ جو کچھ ہدیہ و تحفہ آپ کے پاس آتا اگرچہ حکم حدیث صحیح لا تَزِدُ اَهْلَیْہِ اِہْمَ ہدیہ کو واپس نہیں کرتے، رو نہیں کیا کرتے تھے اور بالخصوص اُسے خرچ بھی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ غیر مشکوک جگہ سے آپ قرض حسنہ لے لیتے اور اُس کی ادائیگی میں اُسے دیدیتے۔ کیونکہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے۔ اس صورت سے اُس میں حلت پیدا ہو جاتی ہے (اس میں ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ جب لوگوں کو اکل حلال کی بابت اس قدر اہتمام معلوم ہوگا تو وہ مشکوک چیز تحفہ بھیجینگے بھی نہیں) +

کھانا پکانے والے کو تا کیہ بھی کہ وہ باوجود ہے۔ بلکہ اگر باب حضور و صفا اور نیز پکاتے وقت دنیوی باتیں نہ کیا کرے +

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو فقیر بے حضور و ذکر قلبی، اور بدون احتیاط کھایا جاتا ہے، اُس سے ایک قسم کا دھواں اُٹھتا ہے جو مجاہدی فیض کو بند کر دیتا ہے اور ارواحِ طیبہ جو وسیلہ فیض ہیں قلب کے مقابل نہیں ہونے پاتے۔ اس حزم و احتیاط کی آپ مریدوں کو بھی ترغیب فرماتے اور جو لوگ اس میں تساہل کرتے آپ فوراً اُن کے احوال میں اس کا مضر معائنہ فرماتے +

ایک روز ایک درویش صاحب کشف و حال آیا۔ اور عرض کی کہ میں اپنے کام میں بستگی دیکھتا ہوں اور باطن میں کہورت پاتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ مجھ کو کیا قصور سرزد ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ فقیر بے احتیاط شکم میں گیا ہے۔ عرض کیا اسی

روزانہ لقمہ میں بے احتیاطی عمل میں آئی ہے؟ فرمایا تفتیش کرو، اس کے سواے اور کسی میں بے احتیاطی معلوم نہیں ہوتی۔ شاید اُس کے جزدی امور میں فتور واقع ہوا ہو چنانچہ تفتیش کرنے سے معلوم ہوا کہ جلانے کی لکڑیوں میں دو تین لکڑیاں بے احتیاطی سے جلائی گئی ہیں۔ الغرض اسی طرح تمام امور میں آپ حزم و احتیاط کرتے تھے۔

قرآنہ خلف الامام

چونکہ کتب احادیث میں قرأت فاتحہ خلف الامام کی روایتیں بھی بکثرت ہیں اس لئے آپ چند روز تک نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے رہے۔ اس اثنا میں آپ نے امام الامامہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ قصیدہ مدحیہ اپنی مع میں پڑھ رہے ہیں۔ جس سے یہ بھی متفاد ہوتا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایسا کرتے ہیں کہ میرے مذہب مسلک میں بہت سے اولیائے کبار گزرے ہیں۔ اس واقع کے بعد سے آپ نے قرأت خلف الامام ترک کی۔

اور یہ حزم و احتیاط آپ اکل حلال میں کیا کرتے تھے بالخصوص آپ کی نزاکت و صفائی نسبت لطیفہ و شریفیہ کی وجہ سے تھی۔ جس طرح آئینہ کمال صفائی کے باعث بجاپ کی تاب نہیں لاسکتا اور دھندلا ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ ناپ زکی صف میں آپ اپنی ہر دو جانب اپنے مخلص دوستوں کو کھڑا کرتے تھے۔ کیونکہ اگر میکانہ کھڑا ہو گا فی الحال اُس کی غفلت اور اُس کے خطرات آپ کے آئینہ دل میں منکس ہو گا۔ ایک روز ایک درویش جو لحاف کا محتاج تھا اور اُس کے دل میں اُس کے طلب کرنے کا خیال گزر چکا تھا، آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہوا۔ اُس کا وہ خطرہ آپ کے دل میں گزرا۔ بعد نماز آپ نے فرمایا جس کو لحاف کی ضرورت ہے نماز اُس کو دیدیا جائے۔ وہ درویش کہتا ہے کہ اُس روز سے میں ہمیشہ ترساں ہوں۔ کہ کوئی ایسا خطرہ جو آپ کے حلال کا موجب ہو میرے دل میں گزریں۔

آپ کی نفسیہ و تجربیہ

آپ کی تجربیہ کا یہ پایہ تھا کہ آپ نے ابتدا سے انتہا تک کسی حال بندہ و کاشف جہنم سے سر بہت نیچا نہیں کیا۔ اور جو کچھ پایا عین دریا میں پایا اور نایافتہ سے لب خشک کھا جیسا کہ آپ کی اس رباعی شریفہ سے ظاہر ہوتا ہے رباعی

در راہ خدا جلد ادب باید بود تا جاں باقیست در طلب باید بود

دریا دریا اگر بکا مست ریزند گم باید کرد و خشک لب باید بود

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ ہی کے مخلصوں میں ایک عزیز نے ایک کتاب لکھی۔ آپ نے اُس کی نُسخت پر رقم فرمایا کہ مبادا اس عاجز گرفتار کو کام کی قوت نہ رہے۔ و اگر نہ بتوفیق اللہ عزوجل اس دوروزہ عمر میں دیوانوں کی طرح اپنی در ماندگی کا ماتم کرتا۔ اور اپنے مقصود اصلی میں جستجو اور تلک و دو کرتا۔ اور اپنی زندگی کو اس راہ میں فدا کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس افتادگی میں بھی درود آشوب عنایت فرمائے اور دونوں جہان کا کام اپنے قبضہ و اختیار میں رکھے۔ تاکہ ہم ان تمام گرفتاریوں سے خلاصی پائیں۔ آمین یا رب العالمین ۴ اُسید اُس بھائی سے یہ ہے کہ خاکسپر پیشانی رگڑ کے فقیر کے لئے اللہ تعالیٰ سے اُس آرزو کے حصول کے لئے دعا کریں۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ دُعَاءُ الْعَالَمِیْنَ لِلْعَاقِبِ اسْتَجَابَ لَہُ غَائِبٌ کَ لَہُ غَائِبٌ کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے ۴

شیخ تاج الدین سلمہ اللہ تعالیٰ سے کہیں نے مناسبت ہے کہ ایک نوجوان خواجہ ما قدس سرہ الغیر پر ایسا وقت پیش آیا کہ آپ اس حال میں کہ قبائ کے بند کھلے ہوئے تھے سینہ عریاں تھا اور دستا پر اکندہ تھی، دریا کی طرف جا رہے تھے اور آتار شکستلی اور تعلق و رنج آپ کے چہرہ پر نمایاں تھے۔ میں آپ کا یہ حال دیکھ کر آپ کے پیچھے ہوں یا۔ ایک عرصہ کے بعد آپ میرے آنے پر مطلع ہوئے اور ایک آہ سرود ساتھ فرمایا۔ کہ اے فلاں شخص اس قدر دروات و احوال اور فیضات اور انوار و اسرار اتر رہے ہیں۔ کہ اگر یہ دریا سیاہی ہو تو اُن کے لکھنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجھے ان سب سے کیا سروکار کیونکہ میرا مطلوب دیدہ و دانش سے دور ہے کہ قدس سرہ

طلب چھوٹا مطلب بچکانہ نماز شریف میں اس رائے

نیز شیخ تاج الدین موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نماز جماعت میں آپ کے برابر کھڑا ہوا تھا کہ میں نے نماز میں آپ کی گریہ وزاری کو احساس کیا۔ نماز کے بعد آپ اسی طرح حیران و پریشان حجرہ شریف میں چلے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے چھوڑ آیا اور آپ کو گریاں اور محزون و منہمک پایا۔ ایک ساعت کے بعد جرات کر کے میں نے دریافت کیا کہ اس گریہ و اندوہ اور ہتھوڑی کا کیا سبب تھا۔ فرمایا، مت پوچھو۔ اور ہمیں اس حال میں بہتے دو۔ چونکہ مجھے آپ کی خدمت میں جرات و دلیری حاصل تھی ہر گز فرمایا کہ عین نماز میں جو مجلس موعظین ہے میری رُوح طلب مقصود میں درآ، الوراۃ تک پہنچی۔ اور طلب مقصود میں جس قدر کہ مقدور ہے جستجو کی۔ اور بہت کچھ اس مُرخ نے پروا بال مارے لیکن اُس کے ہاتھ میں کچھ نہیں آیا۔ ناچار حیراں و گریاں ہو کر قفس غالب میں ڈالا اس حسرت پر یہ گریہ اور حزن و غم تھا۔

نیز شیخ تاج الدین موصوف بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں آپ کے حجرہ شریف میں آیا۔ آپ کو میں نے نہایت مغلوب و استہلک دیکھا۔ میں آپ سے حال پوچھنے لگا۔ لیکن میں نے آپ کے کلام میں آثار شعور نہ پائے۔ ہر چند کہ میں نے آپ کو بہت کچھ بلایا۔ لیکن گفتگو آپ سے ایک ساعت کے بعد کی۔ اور پھر ساعت و ساعت آثار صحو و ہوش آپ پر ظاہر ہونے لگے۔ اس کے بعد فرمایا آج فلاں شخص ہمارے پاس عجیب پہنچا کلینینی یا حنفیائی کہنے لگا۔ اور ہم تھے کہ حسرت و وہشت اور فتنی میں غرق تھے۔

یہ بھی آپ کی تجرید و تقریر کا باعث تھا کہ آپ کو سند شیخ پر اور لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کا خیال مطلق نہ تھا۔ درویشوں کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی آپ کی توجہ دو تین سال سے زیادہ مبذول نہ رہی۔

جب ہمارے خواجہ صاحب قدس سرہ (یعنی حضرت مجدد الف ثانی) آپ کے بین برکات سے درجہ کمال و تکمیل کو پہنچے تو درویشوں کی تعلیم و تربیت آپ کے حوالہ کر دی اور خود آپ نے عورت و گوشہ نشینی اختیار کی۔ چنانچہ آپ کے حالات میں اس کا بیان تفصیل آئیگا۔

اس کے بعد آپ بجز نماز جماعت کے باہر نہ نکلتے۔ جو کوئی آپ کو دیکھتا مگر
 مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى صِدْقٍ يَمْشِي فِي وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ
 (جو شخص مرنے کو زمین پر چلتا ہوا دیکھنا چاہے وہ ابن ابی قحافہ (یعنی حضرت سیدیق)
 کو دیکھ لے) باوجود اس کے دیکھنے والے پر آپ کی ہیبت و وحشت اس قدر غالب
 ہوتی کہ جس جگہ سے وہ آپ کو دیکھتا نقش دیوار بن جاتا۔ اور غفلت شعاروں پر بجز آپ
 کی نظر پڑنے کے بمصدق حدیث شریف إِذَا رَأَا ذَاكَ وَاللَّهِ فَرَّكَ رُكُوعَهُ عَلَيْهِ كَرًا +

ایک فدا کا ذکر ہے کہ آپ کا گذر اتفاق سے ایک ایسی بستی پر ہوا، جہاں کے
 کسان بندہ تھے۔ جوں ہی اُن لوگوں کی نظر آپ پر پڑی کہنے لگے۔ یہ عجیب مرد خدا ہے
 کہ اس کے دیکھنے سے فدا پاؤ آتا ہے +

بجز آپ کے دیکھنے کے کیا لگانے اور کیا لگانے آپ کو دیکھ کر خاموش
 اور صامت و ساکت ہو جاتے۔ اس ہیبت و رعب کے ساتھ آپ کا انکسار اس
 کہیں بڑھ کر تھا +

چنانچہ ایک معزز بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز نماز جماعت کی ایک
 صف میں پہنچا، جو پڑھو گئی تھی۔ اور خواجہ صاحب کے قریب درویشوں نے بوجہ ادب
 کے آپ کے قریب تھوڑی تھوڑی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ مجھ کو چونکہ آپ کے ساتھ
 کچھ زیادہ اعتقاد نہ تھا۔ کیونکہ میں آپ کو ملفوظیت کے زمانہ سے جانتا تھا۔ اور اب بھی
 میرا خیال آپ کے ساتھ ویسا ہی تھا۔ الغرض میں رعایت ادب نہ کر کے آپ کے برابر
 جا بیٹھا۔ تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ آپ کی عظمت و ہیبت میرے دل پر غالب
 ہوئی۔ ہر چند میں نے اس خیال کو مٹانے کی کوشش کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ
 آپ کی ہیبت و عظمت مجھ پر اس درجہ مستوئے ہوئی کہ عین نماز میں قدرے قدم
 میں نے اپنے آپ کو پیچھے ہٹایا۔ یہاں تک کہ اگر میں ایک قدم اور ہٹاؤں تو نصف سے
 انگ جا رہوں۔ یہ حال دیکھ کر میں متنبہ ہوا۔ اور آپ کے مخلصوں میں داخل ہوا +
 باوجود اس ہیبت و عظمت کے جوش خلق و سقوط دی خلق کے باعث

گاہ گاہ آپ تنہا کوچہ و بازار سے گزرتے اور دیوار کے سایہ کے نیچے زمین پر بیٹھ
 جاتے۔ اس سستی و فروفتگی اور حیرت کے باوجود التزام امور شرعیہ میں ہر مؤخر فرق نہ آتا

سماع و رقص اور وجد کی آپ کے احوال میں مطلق گنجائش نہ تھی۔ یہاں تک کہ ایک روز آپ کی مجلس میں بادار بلند ایک درویش نے اللہ کہا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کہ ہمارے مجلس میں آداب مجلس ملحوظ رکھ کر آیا کر دے۔

اگر آپ کے مریدوں میں سے کسی سے ترک ادب ظہور میں آتا تو آپ اس پر سختی نہ کرتے۔ اور نہ مجلس سے نکال دیتے۔ لیکن توجہ باطنی اس سے کھینچ لیتے۔ یہاں تک کہ وہ اثر نادید کو اپنے احوال میں محسوس کرتا۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ خواب میں اس سے تنبیہ کرتے۔

لے تو مجموعہ خوبی زکد است گویم

شاہ عظیم آپ کے رتبہ عالیہ کے لئے صرف ایک ہی کافی ہے کہ دو تین سال کی قلیل مدت میں ہی کس قدر لوگ آپ کی کف تربیت سے بہرہ ور ہوئے جن کے فیوض و برکات اب تک باقی موجود ہیں۔

پہلے سلسلہ نقشبندیہ ہندوستان میں نادر و کم تھا۔ تمام و کمال آپ کی ذات بابرکات سے رائج و شائع ہوا۔ آپ سے پہلے بہت سے مشائخ اس سلسلہ کے سالسا سال تک ہندوستان میں رہے۔ لیکن آپ کے دو تین برسوں کی برکات کا ان سے مقابلہ کرنا چاہئے۔

ایک فاضل نے احقر سے بیان کیا کہ بعض مشائخ برگوار صاحب حال و قال ساٹھ اور ستر سال تک مسند ارشاد و تلقین پر بیٹھے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ کس قدر فیض انہوں نے چھوڑا۔ تھا یہ خواجہ صاحب کے لئے ہی بس ہے کہ آپ چالیس برس کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ اور دو تین سال کی ہی ہدایت و ارشاد میں ایک عالم کو بہرہ مند کیا۔

اور شیخ بلند مکان تجرہ فقر و نیاز و عرفان شیخ محمد بن فضل الشدرمۃ اللہ علیہ کو احقر نے فرماتے سنا کہ اس عزیز بزرگ کے لئے صرف یہی بس ہے کہ تین چار سال سے زیادہ ہدایت و ارشاد میں مشغول نہیں ہوئے اور آج تک آپ کے آثار روز افزوں ترقی پر ہیں۔

نیز بیان کیا جاتا ہے اس چند روزہ ارشاد و تلقین کے زمانہ میں بہت سے

مشعل کو زائد طالعی میں آپ جن کی خدمت میں پہنچے اور فاتحہ و دعا و تقبیل و ذکر ان سے حاصل کیا۔ آپ کی کشش سے وہ بھی آپ کے مریدوں میں داخل ہوئے +
 نیز بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے قدم میرٹ لڑوم کے بعد شہر دہلی کے بعض مشائخ کبار آپ سے رشک و غیرت کرنے لگے۔ آپ کے پرغلاف بہت سعی و کوشش کی۔ لیکن بجز ضرر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور آخر کو آپ کے مخلصوں میں داخل ہوئے +
 بعض مکتلاب دور دراز جگہ سے بھی آپ کی خدمت میں آئے اور بہنوں کو اثنائے راہ میں ہی آپ کے انتقال کی خبر پہنچی +

ترشدی میر محمد نمان سلاطین الشان بیان کرتے ہیں کہ میں نے آگرہ کے ایک شفاخانہ میں خراسان کے ایک نوجوان کو بیمار دیکھا۔ حال و احوال پوچھا۔ اُس نے بیان کیا کہ میں دکن میں تھا کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور آپ کے عشق و محبت میں یہاں تک پہنچا ہوں۔ اب آپ کے انتقال کی خبر سننے سے مجھے سخت صدمہ پہنچا اور میں بیمار ہو گیا۔ اور اب میرا جو کچھ حال ہے آپ خود دیکھ رہے ہیں۔ یہ کہا اور زار و قطار رونے لگا +

حالیہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اب چونکہ آپ کے انتقال کا بیان و در بیان میں آیا، بہتر ہے کہ آپ کے انتقال کا ذکر کیا جائے۔ جب آپ کی عمر شریف مدت چالیس سال کو جو انتہائی زمانہ تکمیل تام طبعی انسان کا ہے پہنچی۔ اور تکمیل معنوی کو بھی اس زمانہ سے تعلق خاص ہے لاجرم آپ بعد اربعین اس عالم تنگ و تنیرہ و تاریک سے انتقال کر گئے +
 اگر آپ اس زمانہ میں کسی کے انتقال کی خبر سنتے آہ سرد نکالتے اور فرماتے خوب ہوا۔ اس جہان سے خلاصی پائی۔ مراد آپ کی اس سے یہ ہوتی تھی کہ ہستی مہیوم سے جو لازمہ زندگانی اس جہان کا ہے رہا ہوا۔ جیسا کہ بروقت انتقال عارف رومی قدس سرہ کی زبان پر یہ شعر تھا

من شوم غرایں زرقن ادا ز خیال تا خرام در نہایات الوصال

انہیں ایام میں آپ نے خواب میں یہ عبارت دیکھی فبقیت و حیداً طریداً فریذاً

انہیں دنوں میں اپنے اپنے ازواج طاہرہ میں سے ایک سے فرمایا۔ کہ جب میری عمر چالیس برس کو پہنچے گی تو مجھے واقعہ عظیم پیش آئیگا۔ اس واقعہ کی تفہیم کے لئے فرض ہو کہ آپ نے اپنی کف دست کھولی۔ اور فرمایا یہ خط جو میری تصیلی پر ہے نشان اس واقعہ کا ہے تیز انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ آپ نے اپنے بعض ازواج سے فرمایا۔ آؤ سیکر ساتھ اس آئینہ میں نظر کرو۔ چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے اس آئینہ میں آپ کو پیچیدہ محاسن دیکھا۔ میں اس واقعہ سے خوف زدہ ہوئی۔ اور کہا مجھے آپ یہ کیا دکھاتے ہیں میں اس کے مشاہدہ کی طاقت نہیں رکھتی۔ آپ نے قسم کیا اور اپنے آپ کو اپنی معورت میں دکھایا۔ کیونکہ دراصل آپ کے محاسن سیاہ و غبریں تھے +

تیز انہیں دنوں کا ذکر ہے جیسا کہ آپ کی قدیم عادت تھی کہ آپ کشف کو خواب سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ ایک روز بیان کیا کہ بعض خوابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فقیر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے کوئی بزرگ فوت ہونے والا ہے۔ پھر فرمایا شہر دہلی کے کنارے کوئی جگہ اختیار کرنی چاہئے۔ چنانچہ آپ نے ایک جگہ اختیار کی اور لوگوں سے خط ملط ترک کیا اور وہیں آپ مدفون ہوئے +

اور ایک روز فرمایا مجھ سے کہا جاتا ہے کہ جس غرض سے تمہیں بھیجا تھا تمام ہوئی۔ اب تمہیں سفر اختیار کرنا چاہئے +

ایک دفعہ فرمایا کہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ قطب زماں گذر گیا اور میں اپنے مرتبہ میں ایک قصیدہ پڑھ رہا ہوں جس میں تعریفات عالیہ درج ہیں۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۸۱۷ ہجری میں امراض نے آپ پر غلبہ کیا۔ اسی زمانہ میں آپ نے فرمایا کہ خواجہ احوار رضی اللہ عنہ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ پیرا ہن بہن لو یہ خواب بیان کر کے آپ نے قسم کیا اور فرمایا اگر زندہ رہے تو پیرا ہن پھینکے۔ والا ہمارا کفن ہی پیرا ہن ہے +

آپ کے ایک مخلص ان دنوں کہیں سفر کو جانے والے تھے۔ آپ نے فرمایا، چند روز تک کہیں مت جاؤ۔ کیونکہ ہمارا اب آخری وقت ہے +

آپ کے بعض خاص مخلصوں نے آپ کے ضعف کے زمانہ میں بہت سے خواہش عدم تحقیق کئے آپ نے تحقیقات عالیہ بیان کیں۔ اس درمیان میں ایک شب ضعف نے

سخت غلیہ کیا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا حالت نزع شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد افاقہ ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر مرناسی کا نام ہے تو کیا یہ عجیب نعمت ہے کہ اُس سے پھرنا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ بعد ازاں شعبہ کے دن ۲۵ جمادی الثانی کو آثار انتقال ظاہر ہوئے شروع ہوئے۔ آپ دوستوں کو الوداعی نگاہ سے دیکھتے تھے اور دوست آبدیدہ ہوتے تھے اور آپ بے غم و تعجب کرتے۔ گویا آپ پندہوس امر کا افادہ کرتے تھے کہ اے دوستو! تعجب تمہاری طرف سے ہے کہ تم دائرہ رضا و قضا سے باہر ہو کر جزع و فزع کرتے ہو۔ اسی اثنا میں ایک درویش نے کہا یا الہ العالمین آپ نے بہرعت تمام اُس کی جانب دیکھا اور منہ اس کی طرف کر لیا۔

ایک درویش انہیں درویشوں میں سے بیان کرتا ہے کہ یہ توجہ و تہرک آپ کا بوجہ شوق استماع نام محبوب کے تھا۔ کیونکہ اس کلمہ مبارک کے سننے سے اشک آپ کی آنکھوں میں بھر آئے۔ ابھی دن کا ایک پہر باقی تھا کہ آپ باواز بلند ذکر اہم ذات میں مشغول ہوئے اور اسی طرح اللہ اللہ کہتے ہوئے جاں بحق تسلیم ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

انتقال کے بعد جو جگہ آپ کے دوستوں نے تجویز کی تھی وہیں قبر کھدوائی گئی جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو بوجہ دیوانگی و پریشانی کے لوگ اُس جگہ جنازہ نہیں لی گئے جہاں قبر کھدوائی گئی تھی۔ بلکہ ایک اور جگہ لے گئے۔ اور جنازہ رکھ دیا۔ اور رکھنے کے بعد دیکھا کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں ایک روز خواجه صاحب نے اس جگہ خوشی و ضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی تھی اور وہاں کی خاک آپ کے دامن میں چپک گئی تھی۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ اس جگہ کی خاک ہمارے دامگیر ہوئی۔ لامحالہ اسی جگہ شاہ زاد کے قریب آپ کو دفن کیا۔ اور آج کل کُجُن دسوی خواجہ حسام الدین سلمیہ اللہ تعالیٰ آپ کے مزار پر انوار کے گرد ایک چھوٹا سا باغیچہ لگایا گیا ہے لوگ آپ کے مزار پر زیارت کرنے آتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔

شیخ مزار اوہمہ نور غفور باد دلیئے زائران در ش غرق نور باد

بہت سے فضلاء و عرفانے آپ کے مرثیہ کہے اور تائیں نہیں لکھیں۔ اس جگہ صرف ایک ہی تائید و فائز کی نقل پر اکتفا کی جاتی ہے۔

فزانے کہ بدوست بود باقی از خود ہمد فانی بصفت بود
بر خالق خویش جملگی عشق بر خلق تمام عا طفت بود
مے تشنہ دلم بسال خوش خوش گفت کہ بحر معرفت بود

فصل سوم

آپ کے کلمات شریفہ و انفاس لطیفہ

واضح ہو کہ آپ کی تصنیفات میں سے بہت سے رسائل دقیقہ و مکاتیب بے یعد ہیں۔ آپ نے بہت سی تفلیں بھی لکھی ہیں۔ بعض مکاتیب آپ نے تقریبوں کے کے موقع پر لکھے ہیں اور وہ آپ کے دوستوں کے احوال میں بیان کئے جائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ *

آپ کے بہت سے مفید نکات بھی ہیں جو آپ کے ایک مخلص نے جمع کئے ہیں۔ اس جگہ صرف چالیس برکات پر مبنی بہت عدد آپ کے سن و سال حوالہ قلم کئے جاتے ہیں *

باب

معانی استعاذہ کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بوقت تکلم کرنے کا تہود کے اُس کے اعلیٰ معنی متحقق ہوئے ہیں۔ پس طریق متابعت یہ ہے کہ صرف اس کلمہ کے پڑھنے پر ہی اکتفا نہ کرے۔ بلکہ باطن میں بھی اپنے آپ کو عاجز و محض سمجھے۔ اور دفعہ و سانس شیطانیہ میں قادر مطلق سے التجا کرے۔ تاکہ تلاوت کلام الہی میں ہر قسم کی کدورتوں اور اندیشوں سے اس حال اور اس قسم کا تہود از قبیل توکل ہے کہ قاری تلاوت قرآن میں اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل بناتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُسے ان کدورتوں اور اندیشوں سے مامون و محفوظ رکھے۔ یہ توکل فروع ایمان سے ہے۔ کیونکہ جو شخص ایمان لاتا ہے کہ ہر جزو کل کا پیدا کر نیوالا اللہ تعالیٰ ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ہر ایک فعل و صفت جو اُس سے ظہور میں آتی ہے، بعض قدرت کا لہذا اللہ عز و جل ہے نہ یہ کہ اُس کے خزانہ ہستی میں کوئی ایسی شے

موجود ہے یا موجود ہو جایا کرتی ہے۔ جو دفعہ ضرر و جلیب منفعت کرتی ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے بعد ازاں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نفوذ کا حکم کیا۔ یہ بھی فرمایا۔
 اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ قراب نفوذ کے یہ
 معنی ہوئے کہ شر شیطان سے اُس رحیم و کریم کے ساتھ پناہ حاصل کرو۔ جس کے بالقابل
 شیطان کو اُن لوگوں پر کوئی تصرف و قدرت حاصل نہیں جو ایمان لائے اور قیصانے
 اپنے ایمان کے اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل بنایا۔ یہ آیت شاہد عدل ہے اس معنی پر جو ہم نے
 بیان کئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اُمید ہے ہمیں اس سے نصیب کامل ملے گا۔ آخر میں فرمایا
 کہ اگر بوقت نفوذ اور ارادہ تلامذات حقیقت ایسا نہ جو مورث اس قسم کے توکل کی ہے
 بطریق کامل متحقق ہو۔ تو تلامذات کرنے والا مقام، فرائض سے مشرف ہوگا۔ چنانچہ
 آیہ کریمہ فَاَجْرُكَ حَتّٰی يَنْتَفِعُمْ كَلَامَ اللّٰهِ سے بعض نتائج کبار نے تحقیق فرمایا ہے۔ نیز
 اُس وقت قاری کی زبان پر حکم شجرہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کا رکھیلی +

ب

نیز آپ نے دربارہ تحقیق استعاذہ فرمایا ہے کہ اللہ عز و جل نے اپنے پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
 الرَّجِيْمِ (اے پیغمبر جب تو قرآن مجید پڑھے تو پہلے پناہ مانگ لے اللہ کی جناب میں
 شیطان بعین سے) یہ امر متضمن تقرب اللہ ہے۔ کیونکہ استعاذہ کے معنی کسی التنا کرنے
 اور اُس کی حمایت میں ہونے کے ہیں۔ پس متبع سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کو منزاوار ہے کہ اپنا عجز مشاہدہ کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے۔ اور دفعہ سارے
 میں حق تعالیٰ کو اپنا وکیل بنائے۔ اس طرح کہ ہر تن اُس کے انوار و تجلیات میں متفرق
 ہو جائے۔ اور کلمات کے معانی سمجھنے اور اُن میں غور و تدبر کرنے میں اپنی توجہ پورے
 و پریشان نہ کرے۔ اور بالیقین سمجھے کہ وہ حافظ وکیل ہے جس طرح چاہیگا ظہور میں ملے گا
 حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حق سبحانہ تعالیٰ ہم اہل بیت کے دل
 میں نماز کے اندر مثل یعنی خطرہ غیر پیدا نہیں کرتا۔ کیونکہ اُس نے فرمایا ہے اِنَّمَا يَزِيدُ اللّٰهَ
 لِبَيْتِهِ عَمَلُكَ الرَّجِيْسِ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرُ كَعَمَلُكَ تَطْهِيرًا (اللہ ارادہ نہیں کرتا
 کہ میری اہل بیت اللہ تمہاری نجاست دور کرے اور تمہیں پاک کر دے جیسا کہ

پاک کرنا چاہئے) ۛ

اور فقراتِ احرار یہ ہیں مذکور ہے کہ نسبت و حقیقت نسبت اہل بیت ہے۔ اور چونکہ آپ نے اپنی نسبت کو بیان فرما دیا ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ بوقت نماز ہمارے باطن میں نشانِ ملک و ملکوتی نہیں ہوتا۔ یا یہ کہ ہوتا ہے۔ لیکن لباسِ غیرت اُن سے اُتار لیا گیا ہے۔ جیسا کہ قربِ نوافل میں یا باوجودِ لباسِ غیرت نسبتِ غیرت اُن سے الگ ہو گئی۔ جیسا کہ اربابِ توحیدِ صوری کے لئے ہوتا ہے۔ اس قسم کا تعوذِ منستی کو حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی کے قریب قریب اُس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کی نہایت ہدایت میں مندرج ہو۔ لیکن جو لوگ کہ یقینِ ایمان سے مشرف ہیں مرتبہ اخیر اور وہ احسان ہے اللہ سے نہیں دیتے۔ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تواد فان لست کن تواد فانہ یراک عبادت الہی اس طرح کرو کہ گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو اور اگر دیکھ نہیں رہے تو یہی سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہے ۛ

ب

سورہ فاتحہ کی تفسیر کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ آیہ کریمہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ میں عبادت سے مراد عبادتِ اضطاری ہے اور مراد عبادتِ اضطاری سے بندہ کا اسادۃ الہی کے موافق قضاء و قدر کی طرف اُس کا مضطر و محتاج ہونا ہے اور اس صورت میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے معنی مَلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ کے موافق ہونگے۔ یعنی اُسے پروردگار! ہمارے جمیع احوال و اوقات کا مالک تو ہی ہے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے آخر تک سب دعا ہے۔ یعنی اُسے پروردگار! ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں کہ تو ہی ہمیں صراطِ مستقیم دکھاتا کہ ہم اُس راہ پر چلیں اور ہماری عبادتِ اختیاری تیری رضا کے موافق ہو۔ اور اگر اِيَّاكَ نَعْبُدُ عبادتِ اختیاری پر محمول ہو تو مقصود اُس سے اظہارِ انقیاد ہوگا۔ اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے بھی وہی معنی ہونگے جو مذکور ہو یا اظہارِ اس امر کا کہ یہ تمام انقیاد و تیری ہی توفیق سے ہے یا استعانت سے۔ یہ مراد ہے کہ ہمیں اس انقیاد پر ثابت رکھ ۛ

ب

صراطِ مستقیم کی بابت آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ آیہ کریمہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں صراط سے باجماع اہل حق - صراطِ اہلسنت و الجماعت مراد ہے - جیسا کہ النیات اور ثواب و عقاب آخرت میں بیان کیا گیا ہے +

صاحب فتوحات مکیہ رضی اللہ عنہ نے چند عقاید علمائے ظاہر پر اضافہ کئے ہیں - بدون اُس کے کہ اُن کے عقاید میں سے کسی عقیدہ کا انکار کیا ہو، کیونکہ سلف صالحین سے انکار کرنا ضلالت و گمراہی کا باعث ہے - اور بحمد اللہ ہمارا اعتقاد بھی اسی تقریرِ باتملکن پر ہے - اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات سے اُمید ہے کہ اُن پر ہمارا خاتمہ ہوگا - اور اسی عقیدہ کے ساتھ ہم اُٹھائے جائیں گے +

صاحب فتوحات کے عقاید میں سے ایک یہ عقیدہ ہے کہ اس طرح کہو کہ اے پروردگار! دکھا ہم کو راہِ انبیاء و صدیقین کی نہ راہِ اُن لوگوں کی جو خلق کو دیکھتے ہیں اور مبداء کی خبر نہیں رکھتے - خواہ صرف خلق کو دیکھیں - جیسے دہریہ و کبیرہ کیونکہ وہ مغضوب علیہم ہیں اور خواہ بعنوان حقانیت دیکھیں، جیسے بعض صوفیہ کہ توحیدِ صوری میں گرفتار ہیں - اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر صادق آتا ہے کہ باوجود علم کے اللہ تعالیٰ نے انہیں گمراہ کیا - اُن لوگوں نے بھی اپنی توجہ مبداء سے پھیر لی ہے اس لئے یہ بھی ضال و مغل ہیں - نہ راہِ اُن لوگوں کی جو سب کو حق جانتے ہیں - بس اور عالم کو محض خیال و شعبہ سمجھتے ہیں، یہ لوگ بھی راہِ مستقیم سے الگ ہو گئے ہیں - اور (فلاسفہ) سفسطائیوں کا پہلو اختیار کیا ہے - نہ راہِ اُن لوگوں کی جو باوجود دیدِ حق و خلقِ خلق کے لئے وجودِ مخلوق ثابت کرتے ہیں، کیونکہ اُن کی راہِ انبیاء علیہم السلام کی شاہِ راہ پر نہیں ہے انتہی کلام صاحب فتوحات المکیہ +

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ صاحب فتوحات المکیہ کے قول کہ ”اُن لوگوں کی راہِ انبیاء علیہم السلام کی شاہِ راہ پر نہیں ہے“ کے حاشا و کلامِ معنی نہیں ہیں کہ اُن لوگوں کی معرفت خلاف معرفتِ انبیاء علیہم السلام ہے - کیونکہ یہ برگزیدہ لوگ ہیں - بلکہ صاحب فتوحات المکیہ کے قول کے معنی یہ ہیں کہ اُن کی معرفت کی اس قدر رسوخ نہیں رکھتے جتنی کہ انبیاء علیہم السلام کی معرفت و معرفت رکھتی ہے پس صراطِ مستقیم

معرفت و اعتقاد صاحب قنوعات و دید حق و خلق ہے۔ لیکن خلق کے لئے وجود علیہ نہیں ہے۔ بلکہ خلق اُس وجود و صورت کی طرح ہے جو آئینہ میں مرنی ہوتی ہے۔ اور بظاہر معلوم ہوتی ہے اور حقیقت کچھ نہیں۔ اور یہ نمود بقدرت کا مدق ہے اور خلق عالم عبارت اس اظہار و نمود سے ہے۔ اور عالم علم حق میں ثابت ہے۔ لیکن وہ ثبات جسے علمائے متکلمین صور علمیہ میں اذعان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بلکہ ثبات سے از قسم ثبات موجود خارجی مراد ہے۔ یعنی موجود خارجی نے بحسب شیون و صفات علم الہی میں تنزل کیا اور حقائق عالم ظاہر ہوئے۔ جس طرح عکس آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے اور آثار و افعال ظاہر ممکنہ اصل سے ہیں۔ لیکن چونکہ ممکن پردہ و حجاب ہے۔ اس لئے بحکم لَوْ اِلَہَآءُ کَثَرَتْ اِلَہُ لَفِ سَاقَطَ الْعِلْمُ لَوْ اِلَہُآءُ کَثَرَتْ لَفِ سَاقَطَ الْعِلْمُ کہ وہ فعل و اثر حق تعالیٰ کا ہے وَاللّٰہُ کُمُ الْاِلَہُ فَاَحَدٌ لَا اِلَہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

ب

تحقیق میں آیہ کریمہ وَہُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر معیت غیب ہوتی حق سبحانہ و تعالیٰ اشیاء کے ساتھ غایت خفا و بطون میں ہے اور دریافت حقیقت اس امر کی موقوف ہے۔ تنزیہ بطلاق اور اطلاق ذات محضہ پر اور اُس کے تنزیلات صور علمیہ کے جاننے پر اور کہ وہ صور علمیہ برزخ میں درمیان موجود و معدوم کے یعنی جامع ہیں وجود و عدم کے اور یہ خصوصیات مرتبہ علم سے ہے۔ از تو لے بزرگ ماچندیں صور ہم مشتہ ہم منترہ خیرہ سر

اسی طرح دریافت حقیقت اُس کی موقوف ہے اس امر کے جاننے پر کہ اُن صور علمیہ کو اُس ذات کے ساتھ ظاہر میں ایک نسبت مجہول الکفیت پیدا ہو کہ وہ ذات ان صور علمیہ کے لباس میں ظاہر ہوئی ہے۔ بایں معنی کہ صور علمیہ اُس کے اسما و صفات کے آئینہ ہیں اور اسما و صفات اُس کے عین ہیں فہو معکم فی العلم والعین روحا کان اوصالاً و احساٰ لیکن محققین کے مذہب و مسلک کے مطابق معیت خانہ اعمال ہے اشجار و قصور و غیرہ صور جنانیہ کے ساتھ کیونکہ اشجار و قصور کو مرتبہ ذات میں عمل کے ساتھ ایک کہتے ہیں۔ جس طرح مرتبہ عمل میں عرض ہے اور مرتبہ ذات میں جوہر ہے لیکن ذات الیہ مرتبہ ذات میں تعین و تیز اشارہ و تعبیر سے منترہ ہے اور مرتبہ صفات

میں اُن امور کے قابل ہے اور حیثیت فناء عین ہے جس طرح سمیت نقطہ جو دائرہ دائرہ موجود
فی الخارج کے ساتھ۔ پس جس طرح نقطہ کو دائرہ کی نسبت حاصل ہے کہ نقطہ خارج میں دائرہ
کے نمود و ظہور کا واسطہ ہوا ہے۔ اسی طرح ذات حق و غیب مطلق کو اُس کی قدرت کاملہ
سے ان تنزلات علمیہ کے ساتھ ایک نسبت واقع ہوئی ہے جو خارج میں ان تنزلات
کے ظہور کا سبب ہے اور ذات مطلق بحسب اپنے اسما و صفات کے ان تنزلات
کے لباس میں نمودار ہوئی +

ب

نیز سمیت مفہور از آیہ مذکورہ کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ عز و جل
بدون توہم حلول و اثنت و بے شائبہ چونی و یگونی سب جگہ موجود ہے۔ چنانچہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے ہو مع کل شیئ لا لمقارنتہ و غیو کل شیئ بمن ائللہ
کہ وہ ہر شے کے ساتھ ہے مگر نہ بطریق نہ مقارنتہ اور نہ غیر ہر شے ہے نہ بطریق نہ انی
کے۔ اگر اثنت ہوتی مقارنت ہوتی۔ اور غیرت منصور نہ ہو سکتی۔ اور اگر وہ ہم محض
میں کہ کما حاسبانہ کہتے ہیں، تو سمیت صادق نہیں آتی۔ لا محالہ العز و جل
الادانک صادق آیا یعنی اُس کے ادراک سے عاجز ہونا ہی ادراک ہے امر یا
وجہ مطلق و مشتاقان غیب ہونیت کہتے ہیں کہ جو کچھ کہ دیکھا اور جانا گیا ہے۔ سب
غیر ہے کہ لا سے اُس کی نفی کرنی چاہئے +

کسی نے عارف صرف ہی قدس سرہ سے پوچھا کہ حق کیا ہے اور عقل کیا چیز
ہے۔ فرمایا حق وہ ہے کہ کسی وجہ سے مدک نہ ہو۔ اور عقل وہ ہے کہ ہرگز بغیر اُس
کے آرام نہ ہو ع قلقیت بے نہایت درد دیت بے دوا +

ب

آیہ کریمہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوا فَشَہِدْہُ اللہ کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر تم
چاہتے ہو کہ حقیقت اس معنی کا پتہ تو پڑے۔ ایک جو ہر فرض کر کہ جس قدر صفات آئینہ
میں اُس کی ذات ہر مترتب ہو سکیں یاں معنی کہ اُسی کی ذات ان صفات و صور
(کوئیہ) کی نمائش کا موجب ہے۔ اور کہ اُس کی ذات خارج میں ان صفات کی عین
واقع ہوئی ہے +

اسی طرح فرض کرو کہ ان صفات میں سے ہر ایک کی صورت تہا خیال میں منعکس ہے جس طرح شیر کی صورت علم ہے۔ عالم مثال میں۔ اس کے بعد فرض کرو یہ صورت خیالی اُس جو ہر میں منعکس ہوئی ہے۔ یعنی اُس جو ہر نے ان جو اہر کی ایک نسبت مجہول الکیفیت پیدا کی ہے۔ یہی نسبت ان جو اہر کے نمود کی نسبت ہے۔ پس جس صورت کو ان صورتوں میں سے کہ تم دیکھتے ہو اُس میں جو ہر نہیں ہے اور حقیقت وہی جو ہر ہے جس نے ان صورتوں کے ساتھ نسبت مجہول الکیفیت پیدا کی ہے جس جگہ کوئی صورت پائی ہے۔ وہ جو ہر اُس جگہ موجود ہوگا۔ لیکن یہ جو ہر اُس صورت سے منزہ ہے کہ خارج میں اُس کے وجود خارجی کی ثبوت تک نہیں پہنچی ہے اور جو کچھ اُس کے وجود خارجی سے معلوم ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ بقدر ان صورتوں کے اُس کی صفات مشابہہ کی جاتی ہیں۔ پس جس طرف منزہ کرو وہی صفات بلکہ صاحب صفات سامنے ہوگا۔ اگر ہزار سال تک پرواز کرو یا چلے کھینچتے رہو۔ جذبات الوہیت میں سے ایک جذبہ بھی نظر نہ آئیگا۔ اور صورت اشباح و ارواح نظر سے ساقط نہ ہوگی۔ اور نہ محبت ذاتی جو ایک سر کیوں ہے جلوہ گر ہوگی اور نہ نسبت مجہول الکیفیت جو مقوم اور اک و مقتداے محبت ذاتی ہے اور جسے اور اک بسیط سے بھی تغیر نہیں کر سکتے پیدا ہوگی۔ نہ ارادہ و جہاد نہ تحقق ہوگا۔ معرفت و شناسائی کا تو ذکر ہی کیا +

ب

نیز آپ نے انہیں دونوں مذکورہ بالا آیتوں کی تحقیق معنی میں تحریر فرمایا ہے کہ پاک ہے ذات خداوندی جو اشیاء عرصہ ظہور میں لایا۔ اور اپنی صفات و شئیوں کو اُن کے پردہ ظہور میں آشکارا کیا اور خود کو اُن کے مراتب اعتبارات میں جلوہ گر کیا۔ اور اُس کی تنگنہ وحدت میں اثنیتیت و دونی کی گنجائش نہیں۔ مطلق ہے اور دائرہ طلاق سے باہر۔ نہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کیسا ہے اور کس طرح کا ہے قادر ہے کہ ایک کلمہ کُن میں خفگان خوابِ عدم کو بیدار کیا۔ جب سر اسید شوق سے وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو آئینہ اُن کے سامنے رکھا اور سادہ لوحی سے اُنہوں نے اپنا عکس اُس میں دیکھا اور پندار جو دہر میں سامی۔ جب صدائے وَهُوَ مَعَكُمْ آئیناً کُنْتُمْ کان میں پہنچی معلوم کیا کہ معیت بجز دولتی تصور نہیں ہو سکتی حیرت پیش آئی حالانکہ جمال عکس بشارت وجود تیا

ہے۔ اور نو لے محبت اشارہ عدم کی طرف کرتی ہے۔ پس جو عدم کو ایک کر لیا۔ اور جو حقیقی کو فراموش کر گئے۔ اور در مقصود اپنے اوپر بند کر لیا۔ لیکن اُس کریم مطلق نے اَیْمًا تَوَكَّلُوا فَتَحَهُ وَجْهَ اللّٰہِ (جس طرف بھی مُنہ کرو اُسی طرف اللہ کا مُنہ ہے) کی بشارت دی اور فرمایا وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ (اُوہ خود تمہارے نفسوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے، جن کی قوت سامعہ تیز تھی انہوں نے پہچان لیا کہ ہم اپنے حجاب خود ہی ہیں۔ خودی کو اپنے درمیان سے اٹھانا چاہئے۔ اس دست بُرد کے وقت اُنکشتِ اراوتِ دامن مقصود پر پڑی اور عروق کی راہ سے نسیمِ تجا و لیلِ قلبیہ میں نغمتِ دوست پہنچائی یہ بیچارہ پا افتادہ ہوا اور کرشمہ معشوقی نے حجابِ درمیان سے اٹھا دیا۔ اور مَظَنُّنہ لَمِنَ الْمَلَائِکَہِ الْیَوْمَ سَلَمُنَّہُ آیا۔ اور صدائے فَاسْتَقْبَحُوا اَمْرًا (پس ثابت قدم رہ جیسا کہ تجھے حکم دیا گیا، کان میں پہنچی، محمورِ سیحوی نے سر اٹھایا۔ اور غفلتِ معرفتِ نفسہ فقد عرف دہلہ درمیان میں آیا۔ لیکن وَاللّٰہُ مِنْ وَدَّ اَنْ یَّحْضَرَ حَیْطَ (اللہ ان کے پیچھے سے احاطہ کئے ہوئے ہے) نے اُس کے حال میں قلق و اضطراب پیدا کر دیا۔ ایک طرف سے دَخَّ نَفْسَکَ وَتَعَالَ (اپنے نفس کو چھوڑ اور آگے آ) اور ایک طرف فَوَکَّ وَجْہَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (تو اپنا مُنہ پھر مسجدِ احرام کی طرف) نے بقراری پیدا کر دی۔ لیکن غنایتِ اَمِّنْ یَّحْیِیْبُ الْمَضْطَرَّ اِذَا دَعَا (اُوں کوں قبول کرنا ہے حاجت مند کی جب کہ وہ اُسے پُکارتا ہے) نے پردہ حجاب کو جلازمہ وجودِ ہر عینک بنا کر سامنے کیا۔ اور صورتِ قَابِ قَوْسَیْنِ رونود ہوئی۔ اور مقامِ انتہا نہیں کہتا +

ب

حصولِ محبتِ ذاتی کے متعلق جو تحقیق آئیہ کریمہ کے تحت مذکور ہوئی تحریر فرمایا ہے۔ کہ چاہئے کہ ایسے درویش کی خدمت اختیار کرو۔ جو از خود خانی جو کہ محبتِ ذاتی میں باقی ہوا ہو۔ کہ اُس کے میدانِ وجود میں محبتِ محبوب اور شاہدہ محبوب کے کچھ نہ رہا ہو۔ اور مقامِ فنا فی اللہ میں پہنچا ہو۔ کیونکہ اس کا دیدار بحکم اِذَا دَوَّذَکَ اللّٰہُ فَاُذِہُ ذِکْرٌ دِیتا ہے۔ اور اُس کی صحبت بحکم ہم جلسا اللہ نتیجہ ہے صحبتِ مذکور کا۔ ایسا درویش منظر ہے اسمِ حکیم کا، جو کچھ کتا ہے خالی از حکمت نہیں ہوتا۔ ہر خپد کہ اُس کی حکمت تم پر ظاہر نہ ہوئی ہو۔ لہذا اُس کی تابعداری میں دل و جان سے کوشش کرنی چاہئے

تاکہ قبولیت الہی اُس کے درپچہ باطن سے ظاہر ہو۔ اور تمہیں سعادت ابدی حاصل ہو اور اگر اسم التوحید یا الکریم مقدمہ اسم القدوس ہو۔ اور تمہارے کام میں تصرف کرے، سلطانِ غیبت و بے شعوری تمہارے کارخانہ ہستی میں خلل انداز ہو تو اس غیبت میں روشناس ہدایت ہو گئے۔ اور عجب نہیں کہ بحسب استعداد معنی اللہ نُود السموات والارض اسی ایک غیبت میں تمہاری چشم بصیرت کو کھیلے اور اگر تمہاری استعداد میں کسی قسم کی کدورت ہو تو طریقہ علاج درویشِ انا سے سیکھ کر تقویت حاصل کرنا چاہئے۔ اور متابعت شریعت و رعایت آداب طریقت مثلاً اکمل طلال، صدق مقال اور اجتناب از صحبت اصدا دناہل وغیرہ (غیر از جنس) وغیرہ کامل اہتمام کرنا چاہئے۔ اور اُس نسبت غیبت و تجلی ذاتی کو اس طرح پہچاننا چاہئے کہ گویا تم یکا یک قرص آفتاب کے سلسلے ہو گئے اور اُس کی شعاعوں سے تمہاری بصر و بصیرت خیر و تار یک ہو گئی۔ اور جب فی ابعد تمہارے باطن میں بہت تکرار ظہورات حالت قوت پیدا ہو جائیگی۔ تو اگرچہ نور بصر خیر و تار یک ہو گا۔ لیکن بصیرت بحال رہیگی۔ اُس وقت جان لو گے کہ وہ نور خورشید ہے، لیکن یہ نہ جان سکو گے کہ کس طرف سے آیا ہے اور کہ تم کو اُس کی نسبت قرب ہے یا نہیں۔ اور جب طوبیٰ عنصر یہ مشک ہو جائیں اور حرارت طبیعت درہم ہو جائے اُس وقت یہ قوت پیدا کرنا کہ چشم بصیرت اچھی طرح کھول سکے اور اپنے آپ کو قرص خورشید کے پاس پاؤ۔ لیکن اُس کی سطوت سے خود کو مدہوش نہ کرنا اور اگر تم اسی مقام میں پہنچے تو ہو سکتا ہے اور اگر چاہینگے کہ تمہیں عارف موحد کریں سطوت اُس نور سے بیہوش ہو جاؤ گے۔ نور خورشید حملہ آور ہو گا۔ اور درپچہ بصیرت سے ظاہر ہو گا اور بنیائی حاصل ہوگی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۛ

نہ

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ اگر تمہاری استعداد لطیف ہوگی اور اگرچہ بحسب قوت حجابِ لطیف کے باعث اولاً راہِ تم پر روشن نہ ہوگی۔ لیکن ایک قسم کی توجہ ضرور حاصل ہوگی۔ کہ بے تحلف دل غیبت ذات کا ٹکڑا ہو گا۔ چاہئے کہ اس توجہ کی نگرانی کرو اور دل جمعی و مہارت کاملہ کے ساتھ شب و روز اُس کی تقویت میں مصروف رہو۔

نور ذات پر نہیں ٹپکتی کہ وہ اس کا ادراک کر لیتے ہوں۔ بلکہ وہ اس کی ہستی کو بطریق فوق و استہلاک و اضمحلال پاتا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ ایک آئینہ اس قدر صاف و شفاف ہو کہ بدن اُس کے کوئی صورت اُس کے روبرو ہو، اُسے نہیں معلوم کر سکتے۔ اگر کوئی شخص آئینہ پر عاشق ہو کہ جب اُس کی آنکھیں آئینہ کی شعاعوں پر پڑیں۔ اُس کے شوق و محبت میں محو ہو جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ بجز ذات آئینہ کے اس جگہ اور کوئی نہیں ہے۔ اور جو صورت کہ آئینہ کے سامنے پائی جاتی ہے نمود محض اور وجود بیجان ہے۔

۳۲

تحقیق معنی یہ کہ **رَمِیَ وَاللَّہُ اِذَا اَنْجَلٰہَا** کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ چونکہ آفتاب کو ظاہر کرتے ہیں ایام بیض کے دن میں بخلاف اور دنوں کے انہیں آفتاب ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ طریقہ بمنزلہ اثر سے مؤثر کی طرف استدلال کرنے کے ہے اور وہ بمنزلہ مؤثر سے اثر کی طرف۔ اور یہ علما کا اور وہ عوفا کا طریقہ ہے۔ اور تعظیم شب کی جب وہ نور آفتاب کو چھپائے اس لئے ہے کہ وہ عابدوں کی فراغت کا ذاکروں کے آرام کا اور اہل محبت کی خلوت کا وقت ہے۔ اور شب کے نور آفتاب کو چھپانے کے یہ معنی ہیں کہ نور آفتاب اُس وقت منضیع برنگ عدم ہوتا ہے۔ کیونکہ سایہ بھی ایک نور ہے کہ برنگ ظلمت ظاہر ہوتا ہے اور ظلمت عبارت ہے بعض مشیا ظاہرہ کے چھپ جانے سے۔ یہی بات ظہور عالم پر بالکل صادق آتی ہے کہ واجب تنائے الان کما کان اسی طرح منقرض ہوتا ہے۔ لیکن اُس کے احکام و آثار کہ عبارت اُس کے اسطے صفت ہیں۔ ظاہر ہوئے ہیں۔ اسی طرح ممکن پردہ عدم میں ممکن ہے۔ لیکن احکام و آثار جوہر کے ساتھ اُس کا حکم و اثر بھی ظاہر ہے۔ اور مقصود چونکہ حجاب ہے، اس لئے پوشیدہ اس بیان سے جاننا چاہئے کہ **وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰہَا** کو سیالی ایام بیض پر بطریق دیگر حل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان اوقات میں آئینہ ماہتاب آفتاب کے بالمقابل ہوتا ہے اور آفتاب اُس میں تمام ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اُس کا ظہور منضیع برنگ آئینہ ہے۔ اس لئے نظر عام سے مخفی رہا۔

۳۳

آیہ کریمہ **وَقَدْ خَابَ مَنْ دَلَّہَا** کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے کہ

نفس کا گم کرنا رُوح کے گم کرنے سے عبارت ہے کہ بعد تو یہ تبدیل ارکان کے اُس میں رُوح پھونکی گئی ہو۔ اور وہ اپنی اس صورت میں ہوا ہو یہی وجہ ہے کہ بہت سے علما جو نفس اور ریکل محسوس کے کوئی اثر ثابت نہیں کرتے۔ اور اُس وقت عام لوگ اسی بات پر ہیں۔ اور رُوح کا گم کرنا خواص رُوحانیت کا گم کرنا اور حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرنا ہے۔ یہی لوگ ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُولَئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ اَعْمٰی اَصْلُ ذٰلِكَ لَوَ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور اُن سے بھی اہل یعنی غائب و خاسر ہیں۔ اور اُمید کی کفار کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّهٗ لَا یَسْتَأْذِنُ مِنْ رَّبِّهِ اللّٰهُ اِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرُوْنَ کہ اللہ کی رُوح سے اُمید نہیں ہوتے لیکن کفار کیونکہ جو شخص خدا و رسول پر ایمان لایا، اُسی وقت قید نفس سے آزاد، اور خاصہ طوئیت سے مشرف ہوا۔ بلکہ اخلاق النبیہ میں سے ایک خلق کے ساتھ متخلق ہوا۔ اس لئے کتب احناف میں لکھا ہے کہ ایمان غیر مخلوق ہے ۷

لے گردہ مومن شادی کنید بچو سرو و سوسن آزادی کنید

محققین مشائخ اسی پر ہیں کہ جو شخص خدا و رسول پر ایمان تحقیقی لایا۔ وہ ایمان سے ہرگز نہیں پھر سکتا۔ اور جو ایمان سے پھر گیا وہ ایمان تقلیدی رکھتا تھا۔ شافعیہ نے جو کہا ہے انا مومن انشاء اللہ کہ میں انشاء اللہ مومن ہوں۔ اس کو بعض علما نے اسی معنی پر محمول کیا ہے کہ میں انشاء اللہ مومن تحقیقی ہوں ۸

بے

سورہ اخلاص کے معنی کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ اس سورہ کو سورہ اخلاص اس لئے کہتے ہیں کہ اُس کے سننے پڑھنے سے بندہ کا اعتقاد شرک جلی و خفی کی گرد و غبار سے بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور عمل میں اُس کے اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔ شرک جلی و خفی کی گرد و غبار سے اعتقاد کے پاک و صاف اور خالص ہونے کے یہ معنی ہیں کہ الوہیت کا اعتقاد اُس ذات پاک کے ساتھ رکھو کہ میدان امکان میں کوئی بھی اُس کا نظیر مشیل نہیں۔ ورنہ وہ معتقد ممکن کا ہوگا۔ اسی سبب سے اکابر مشائخ نے کہا ہے۔ التوحید اخلاد القدر عن الحدیث کہ توحید ذات قدیم کا حدوث سے پاک کرنا ہے۔ اور ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کے متعلق فرمایا ہے۔ التوحید عن بیہ لا یفطنی دینہ کہ توحید ایسا قرص دار جہں کا قرص
 او انہیں کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ رسوم آثار بشریت با کلیہ کا گاہ ہی منجمل جوتے ہیں
 اور وہ بھی برق کی طرح آن واحد کے لئے اور غبار شکر جلی و خفی سے اعتقاد بالکل
 پاک و صاف نہیں ہو جاتا۔ پس اس سورہ سے صاحب صفائی قلب حاصل ہوتی ہے
 اور اعتقاد کے پردے میں توحید حاصل ہوتی ہے کہ اُس کا حال کسی کو میسر نہیں ہوتا۔
 حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے الاخلاص نفی الصفات کہ اخلاص صفات

بشریہ کی نفی کرتا ہے۔

شک نہیں کہ توحید اس درجہ میں ذات احدیت سے تعلق رکھتی ہے اور مقام
 احدیت میں تجلی قطعاً نہیں ہوتی۔ فہم من فہم۔

بھا

تفسیر من شتر ماخلق کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ
 ماخلق سے یہی صبح مراد ہو۔ اور شتر صبح عبارت اُس شتر سے ہے کہ بیدار ہی میں
 بوجہ لازم بشریت کے پیش آئے۔ اور سر اس میں یہ ہے کہ صبح میں شتر کو امانت نہیں
 کیا۔ بوجہ شان صبح کے کیونکہ ظہور انوار اللہ کا وقت ہے۔ یہ معنی بھی اسی طرح ہیں جیسا کہ
 بعض نے فلق سے خلق مراد لی ہے۔ اور معنی یہ کئے ہیں اعوذ برب المخلق معنی
 من شتر المخلق اور من شتر ماخلق میں لفظ شتر کے لانے سے اشارہ اس بات کی
 طرف ہے کہ شتر اُس کا خالق کے ساتھ حق ہے۔ لیکن تصریح نہیں کی گئی۔ بلکہ ظاہر
 اُس کی نسبت مخلوق کی طرف کی گئی ہے تاکہ طریقہ بندہ کا میں الحیر والقدیر ہو۔ قدر
 ظاہر ہو اور جبر باطن۔

اسی طرح من شتر غاسق میں ممکن ہے کہ امانت شتر کی شب کی طرف ہو
 بوجہ اُس مناسبت کے جو شتر اور شب کے درمیان موجود ہے۔ وہ یہ کہ جب شمع
 آفتاب فرو ہو جاتی ہے شب ظاہر ہوتی ہے۔ لہذا اُس کا وجود عدمی ہوا۔ اسی طرح
 شتر اہل تحقیق کے نزدیک نسبت معدوم ہونے ایک امر کے ہے نہ بحیثیت پائے
 جانے ایک امر کے، کیونکہ وجود خیر محض ہے۔

تیز من شتر ماخلق میں لفظ شتر کے لانے سے اشارہ اس بات کی طرف

ہو سکتا ہے کہ تاویلاً ایسا فرمایا ہے کہ مقتضای ادب یہ ہے کہ ذمائم کی خاطر اس کی طرف نسبت نہ کریں اور انہیں کی سیاہ بختی کے اسباب سے جانیں جیسا کہ بندہ اپنے اندر استدعا و کسب جان کر سکتا ہے رَبَّنَا ظَلَمْنَاكَ اے پروردگار ہم نے ظلم کیا اور یہ نہیں کہ سکتا کہ میں تو منظر ہوں اور جو کچھ مجھ میں ہے وہ کسی اور کی جانب سر ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں یہ سب اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے +

اسی طرح غاسق سے خلق مراد لے سکتے ہیں، کیونکہ دراصل غاسق متلی اور سیر کو کہتے ہیں۔ اور خلق کا بھی یہی حال ہے کہ وہ اپنے قائم کنندہ سے بڑھ کر اگر وہ ایک لحظہ کے لئے اُس سے جدا ہو جائے تو اُسی وقت وہ عدم کا راستہ نیکی +
تیز غاسق سائل کو بھی کہتے ہیں اور خلق بھی سائل ہے اور شر خلق سے پناہ مانگنے کے یہ معنی ہیں کہ غلبت خانہ سر میں آئے اور حجاب مقصود نہ ہو +

باب

الَّذِي يُوسُّسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ کے متعلق آپ نے لکھا ہے۔ جو وسوسہ کہ شیطان جن دانس کی جانب سے پیدا کرتا ہے دلوں میں پیدا کرتا ہے اور فعل انہیں کا ہوتا ہے۔ یہ وسوسہ تین قسم پر ہے :-

اول۔ صرف خواطر و خیالات ہیں اور اُس شخص کے دل میں پیدا ہوتے ہیں کہ بتوفیق الہی اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ خالق افعال حق سبحانہ و تعالیٰ ہے لیکن بظاہر عقل و حس مشاہدہ اس امر کا کیا جاتا ہے کہ افعال عباد ظاہر انہیں کے اختیار سے تعلق رکھتے ہیں +

دوم۔ یہ کہ خالق افعال عباد اعباد ہی کو جانے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں لیکن عام لوگوں کا خیال اس سے بھی بزرگ ہے۔ کیونکہ معتزلہ یہ تو کہتے ہیں کہ بندہ کا فعل تقییر الہی کے ساتھ وابستہ ہے یعنی حق تعالیٰ نے اُسے ایسا ہی پیدا کیا ہے۔ لیکن عام لوگ اس بات پر نظر نہیں رکھتے +

سوم۔ یہ کہ بندے کو الوہیت میں شریک کرے جیسا کہ فرعون و شاداد نے کیا + قسم اول کو بایں طریق دفعہ کر سکتے ہیں کہ خلق کو حق سے جدا جانے یعنی فعل و صفت خلق کو سایہ فعل و صفت حق جانے اور اعتقاد کرے کہ ربوبیت عبارت علو رب بصورت

مربوب سے ہے۔ چنانچہ شیخ اودھدی کا یہ شعر اسی قبیل سے ہے ۵
 تا جنبش دست بہت ادا م سایہ متحرک است تا کام
 اور استغاذہ پر کب انسان کے یہ معنی ہیں اور اس معنی سے دوسوہ دوم بھی مرتفع ہو جاتا
 ہے۔ لیکن استغاذہ بہ مَلَاکِ النَّاسِ کے لائق و مناسب یہ ہے کہ عباد کا عجز ظاہر ہو
 اُس امر میں جو دوسوہ دوم کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے وہ یہ کہ ظہور قدرت کو اس میں
 ظہور تام اعتقاد کرے تاکہ اُس کے اور معتزلہ کے درمیان بجز ظاہر اور منظر کے کوئی
 فرق نہ رہے +

پس علاج دوسوہ دوم کا استغاذہ بہ مَلَاکِ النَّاسِ ہے جو مرتبہ جمع ہے تاکہ
 ظاہر ہو کہ عارضیت ازلیہ پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
 فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَاجَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ کہ اے پیغمبر ہدایت
 نہیں کر سکتا ہے جسے تو دوست رکھے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جسے چاہے +
 جب جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حال ہے تو ما و شاکہ ذکر کیا۔
 استغاذہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے ہر چیز کہ منظر میں فعل و قدرت ہے لیکن خلق و تاثیر منظر
 میں نہیں ہے کیونکہ عالم ہر آن میں معدوم ہوتا ہے اور اسی کے مثل (دوسرا عالم) ظاہر
 ہوتا ہے۔ پس خلق و تاثیر تام مرتبہ الوہیت سے ہے اور اس بیان سے دوسوہ سوم
 بھی دفع ہو جاتا ہے بلکہ اُسی ظاہر و منظر کے فرق سے دفع ہو گیا تھا کہ صورت فرعون
 و شداد کو لوگوں نے معبود بنا یا تھا ان کی حقیقت کو لیکن استغاذہ بہ اِلٰہِ النَّاسِ اس
 دوسوہ کے دفع کرنے میں مناسب ہے +

باب

میز سورہ مذکورہ کی تحقیق میں آپ نے تحریر کیا کہ دوسوہ ختم اس (شیدطان) تین قسم
 سے باہر نہیں ہے یا وہ دوسوہ معصیت میں ڈالیا جائے کہ دل پر تصرف حاصل کر کے
 صرف خواطر و خیالات پیدا کرتا رہیگا بدون اس کے کہ اُس سے معصیت ظاہر ہو او
 یا یہ کہ نعوذ باللہ کفر میں ڈال دیا +

قسم اول میں حرکت انسان کی طرف التجا کرنا مناسب ہے کیونکہ معصیت موت
 کا سبب ہوتی ہے۔ جیسا کہ اکابر ارباب کشف و تحقیق نے فرمایا ہے کہ عَصَاۃ دوزخ میں

پڑ جائیگے نہ کفار کہ ان کی صفت لایموت فیہا ولا یحییٰ ہے اور ربوبیت فریبہ و دو
وجود و حیات ہے۔ اور قسم دوم میں کہ بندہ شیطان کا مسخر ہو جاتا ہے اتجا مایا للناس
کی طرف کرنا چاہئے اور قسم سوم میں اتجا الی الناس کی طرف کرنا مناسب ہے +

باب

حدیث کان اللہ و لکن معہ شعی (اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوچھ
نہ تھا) کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ کلام مشکوٰۃ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے
ظاہر ہوا ہے۔ اس سے اشارہ و مرتبہ اطلاق اور تقدّم ذاتی کی طرف ہے جو تمام مراتب
پر مقدم ہے اور الان کما کان (جیسا تھا ویسا ہی ہے) کہ انوار مشکوٰۃ نبوت علی صاحبہا
افضل الصلوات و التحیات سے اقتباس کر کے بعض اکابر صوفیہ کی زبان پر جاری ہوا
ہے، عبارت اس سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اب بھی اُسی طرح اپنی صرافت و اطلاق پر
ہے کہ ظہور مقیّدات نے جلوہ اطلاق کو ماتہ نہیں کیا۔ اُس کی ذات پاک میں ازلی و ابد
ظاہر و باطن ایک نقطہ میں جمع ہیں۔ اور ذرات عالم یکے بعد دیگرے دو سو ہو ملامت اتصال
آن میں نفس رحمت و قہر معدوم ہوتے اور ظاہر ہوتے ہیں اور ان دونوں آنوں کے
دریائے لاناہما میں اطلاق موجود ہے اور قریب ہے کہ نظر عارف کل شئی ہا لک
الک و جمیعہ ہمیشہ اس پر ہے +

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ حفظ مابین النفسین بھی عارف کے لئے ضروری ہے۔
اس کے پر معنی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو فنا و نیستی میں لیجائے کہ وہ دونوں نفس نفسِ رحمانی
ہیں۔ اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ عارف کے لئے نسبت حفظ بین النفسین سے نسبت
اصلاح میں بہتر ہے و الا حفظ بین النفسین کی عارف کو کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ حفظ
بین النفسین سے جدا ہو نہیں سکتا۔ کیا اصلاح اور کیا غیر اصلاح مہل اور یا یہ کہا جائے
کہ الان کما کان عبارت اس سے ہے کہ نمود و اشیا نمود بے بود ہے اور وجود خارجی
کی دُعا بھی اُسے ہو نہیں سکتی۔ یا یہ کہا جائے کہ کان اللہ اُس وقت کے ظہور کے بعد قوت
ہے کہ لی مع اللہ وقت جس کا بہتین ہے۔ اور اسی طرح الان کما کان بھی بعد ظہور اُس معنی
سے اشارہ ہے۔ اسی پر مشورہ کی بات کہ حضرت صفی اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے لی مع اللہ وقت لا یستغنی
فیہو ملک مقرب و لا نبی مؤسل کہ مجھ کو فنا کے ساتھ ایک خاص وقت ہے کہ جس میں
میرے ساتھ کسی ملک مقرب و نبی مؤسل کی گنجائش نہیں +

کے واقع ہوا۔ یا یہ کہا جائے کہ الان کماکان تو اس معنی میں صحیح ہے اور کان اللہ
بمعنی اول یعنی میری نظر شوہر میں ایسا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم +

ب

تحقیق معنی حدیث قدسی مَنْ قَتَلَ مُحِبِّيَّ فَاَنَا دِيْتُهُ (جسے میری محبت نے
قتل کیا اُس کی دیت میں ہوں) کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ
نے اس میں طریق مراقبہ کو بیان فرمایا ہے کہ جس وقت محبت ذاتی مرتبہ افتادِ امانت کو
پہنچتی ہے ذوق محبت حاصل ہوتا ہے اور تجلّی ذاتِ فائز ہوتی ہے اور اس جگہ دیت
یہی ذوق ہے جو بعدِ افتا کے محبت ذاتی میں ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی طریقہ مراقبہ مذکور کے بعد
ظہور محبت سے ہے موصول لے المطلوب ہے +

نیز اسی کے ضمن میں آپ نے فرمایا ہے کہ دار و مدار اس طریقہ کا تین چیزیں
پر ہے (۱) رسوخ بقایہ اہل السنۃ و الجماعۃ (۲) دوام آگاہی (۳) دوام عبادت +

ب

اور حدیث قدسی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي اَنْ ذَكَوْنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَوْتُهُ فِي
نَفْسِي وَاَنْ ذَكَوْنِي فِي مَلَاةِ ذَكَوْتُهُ فِي مَلَاةِ خِيَوْمَنِهِ فِي مَلَاةِ اَلْمَلَاةِ لَانْكَدِي فِي
بِنْدَةِ كَعْنَانِ كَعْنَانِ كَعْنَانِ كَعْنَانِ كَعْنَانِ كَعْنَانِ كَعْنَانِ كَعْنَانِ كَعْنَانِ كَعْنَانِ
کرتا ہوں اور اگر جماعت میں یا ذکر کرتا ہے تو میں اُسے اُس سے بہتر جماعت میں یا ذکر کرتا ہوں
یعنی فرشتوں کی جماعت میں) کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ چاہئے کہ اللہ عز و جل کے
ساتھ گمان نیک رکھے اور اپنے نفس کے ساتھ گمان بد رکھے اور نفس کے مکر سے خائف
ہے + اس امر میں مشائخ کو اختلاف ہے کہ مومن کا اغلب حال کیا ہونا چاہئے مرجا
یا خوف۔ بعض نے کہا ہے کہ پیری میں مومن کا اغلب حال مرجا ہونا چاہئے اور
 جوانی میں خوف۔ لیکن تحقیق ہے کہ ہر وقت مرجا غالب ہونا چاہئے۔ اور خیریت
یعنی برتری ملا اعلیٰ کی اُس صورت میں کہ ذکر اللہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی مجلس میں ہوا ہو۔ نہ باعتبار اس کے ہے کہ رُسل ملائک رُسل بشر سے افضل
ہیں بلکہ اس اعتبار سے ہے کہ وہ وجود روحانی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ملا اعلیٰ میں
ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اُس بندہ کا ذکر اس ملا اعلیٰ میں کرے یا خیریت (انفسیت)

ملاء اعلیٰ یاسی اعتبار ہے کہ جو ملائک ٹیپین کے نام سے موسوم ہیں وہ اس بشر فاضل ہیں۔ اللہ عزوجل اس ملائکے میں اس کا ذکر کرتا ہے ۴

باب ۲۱

حقیقت مراقبہ کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مراقبہ انتظار ہے اور طلب میں صفائی انتظار مطلوب ہے کہ اپنی کوشش و قوت سے نکلنے والے مقصود کا شائق ہو اور اسی کی ہو اسے بحر میں مستغرق ہو جائے۔ اور اس قسم کا مراقبہ بجز مستحی کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ابو اثنباب نجم الکبر کے قدس سرہ نے دس مہلوں کے بیان میں کہ موت بالا را وہ کو اس پر رکھا۔ اس مراقبہ کو اہل نعم قرار دیا ہے۔ اور متبندی کو مستحی کی تقلید کرنی چاہئے۔ اور اپنے آپ کو حلال قوت سے نکال کر محض انتظار میں رہنا چاہئے۔ باقی تمام مراقبہ کہ جن میں مطلوب کو مقتیدہ شکل و مثال و علم و خیال دیکھے اس سے فروتر ہیں ۵

ہر چیز پیش تو پیش از ان نیست غایت فہم تست اللہ نیست

باب ۲۲

تیز آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ نماز کی حقیقت و صورت ہے۔ اس کی حقیقت کا ظاہر ہونا موقوف ہے موت اختیار پر اور موت اختیار موقوف ہے دس مہلوں مشہورہ پر۔ طالب نماز حقیقی اکثر قابل زول جذبہ الہی ہوتا ہے اور قابلیت تقدم جذبہ کی سلوک پر بھی رکھتا ہے ۶

طریقہ نماز حقیقی کا یہ ہے کہ بعد طہارت باطن اور توبہ نصوح کے دل کو نفسانی آرزوں اور خواہشوں سے جو مضر سلوک میں غالی کرے اور پاک اعتقاد کے ساتھ حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور کہے اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ فِطَرَتِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِیْس نے اپنا منہ کیا سچائی کے ساتھ اس ذات پاک کی طرف جس نے آسمان زمین پیدا کئے اور میں شرکین سے نہیں، نماز کو اپنا شمار باطن بناے، ممکن ہے کہ کشش یہی اپنی طرف کھینچ لے اور وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ جلودگر ہو۔ اب تعلق سلوک قوت پکڑ لگا۔ اور حقیقت مراقبہ کہ انتظار حصول مقصود ہے ظاہر ہوگی۔ اور طہارت میں ایک دوسری صفائی پیدا ہو جائیگی اور پورے تجلی ذاتی

زبان حال سے مطلب بیان کر گیا۔ اور معنی توکل کہ عبارت رُوکِر دانی اسباب رویت سے ہے حاصل ہو گئے۔ اور اگر لطف الہی مدد کرے، طالب یکھیکہ کہ توجہ بھی اُسی کی جانب سے ہے اور خود کو اس سے خالی سمجھیکہ۔ یہی معنی ہیں اللہ اَلْکَبْر من ان یتوجہ الیہ غیوہ کے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس سے کہ اُس کا غیر اُس کی طرف توجہ کرے۔ اس وقت توجہ دیگر حاصل ہوگی اور وَمَا اَنَا مِنَ الشُّرَکَیْن کو دوسرے کی زبان سے پڑھیکہ۔ اور اُس کے قونے وحو اس تمام معزول ہو جائینگے اور بوراشت قبول خطاب فَتَحْتَدْرِیْہِ نَافِلَہٗ لَکَ صفت عزت متحقق ہوگی اور وَاذْکُذِّبَکَ اِذَا اَنْتَ کَیْنَتَ کے ذمہ سے عہدہ برآ ہوگا۔ اور تنزیہ حق کرتے ہوئے سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَیَحْمَدُکَ پڑھنا شروع کر گیا اور قدم مقام توحید میں کھیکہ اور یہاں تک ترقی کر گیا کہ کل کائنات کو مضمل وناچیز پائیگا اور کہلا اِلَہِ غَیْوَکَ نقاب ہٹا کر اپنا چہرہ دکھائیگا اور اس مقام خلاصہ فناءت مقام نیستی میں پہنچائیگا اور ممکن ہے کہ اب وَاذْکُذِّبَکَ اِذَا اَنْتَ کَیْنَتَ کا دوسرا لباس پہنکر اپنے کام میں مشغول ہو۔ اور ثبقت تمام صلیف تیار کر کے اس مقام پر رسولوں کے بھیجنے اور برداشت تکالیف شرعیہ کے نتائج واصل طالب پر روشن ہو گئے۔ اور وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھ کر بلا تکلیف کے نماز میں قراۃ کرنا شروع کر گیا اور اب فتح دیگر حاصل ہوگی اور صراط مستقیم کی طرف راہ پاک سعادت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوا عَنْہُ کو پہنچیکہ۔ جب اس مقام پر ممکن ہوگا تو سنی وَہُمْ فِیْ صَلَوتِہِمْ دَائِمُوْنَ (اور وہ اپنی نماز پر مداومت کرتے ہیں) اُس کا وصف و حال ہوگا یہ ہے نماز حقیقی۔ اگر طالب پر کثرت ذات حقیقی تجلی کرے خواہ اس منزل میں اور خواہ اُس منزل فناء حقیقی سے پہلے تو اب اس کا باطن تمام امور کی طرف سے سر ہو جائیکہ اور در دنیا یافت اُس کا دانگیہ ہوگا۔ اور معنی اشتہی عدما لا عود لہ دینے وہ عدم چاہتا ہوں جس سے واپسی نہیں، اُس کے دل نشین ہوگا۔

جانا بقمار خانہ رندے چند بامردم کم عیار کم پیوند نہ
رندے چند نہ کس نہ اند چند نہ برسیہ نقد ہر دوسالم خند نہ

ممکن ہے کہ اُس کا فقر نہایت کو پہنچے اور وہ منظر اسم الغنی ہو جائے اور ہنوز دردمند ہو۔ یہ وہ درد ہے کہ مقصود آفرینش عبادت روحانیہ کا یہی درد ہے۔

۲۳

تحقیق مقامات دیگر کا سلوک کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص مقام
سعیت میں ہے یا دنیا کی طرف رغبت اور اسباب پر نظر رکھتا ہے یا معاش لالچی پر
اکتفا نہیں کرتا یا خلق سے غلط رکھتا ہے یا اس کے اوقات ذکر حق سبحانہ و تعالیٰ سے
معمور نہیں میں یا اللہ تعالیٰ سے غیر واسو کو طلب کرتا ہے یا مقام مجاہدہ میں نفس کے
ساتھ مجاہدہ نہیں کرتا یا اپنے اور اپنے احوال اور اپنے حول و قوت پر غور رکھتا ہے۔
یا احکام ازلیہ کو برضا و تسلیم قبول نہیں کرتا، وہ سلوک طریق تحقیق میں ناقص ہے +

واضح ہو کہ بعض اہل نہایت کاپنی خودی و بایستی سے الگ ہو گئے ہیں۔ اکتفا
و عدم احتیاط اختلاط و مجاہدہ میں بطریق کامل ثابت قدم نہیں رہے ہیں۔ وَ کُلٌّ وَجْهَةٌ
هُوَ مُوَلِّیُّهَا +

اگر نقش بندہ قدس اللہ سرار ہم فرماتے ہیں کہ جس کسی کو اس راہ کا ورد و انگیزہ
چاہئے کہ بعد تو بنصوح (خالصہ راست) بقدر طاقت زہد، توکل، قناعت، عزت
صبر و توحید اور توجہ بقامات کی رعایت و مراعات کرتا رہے اور تمام اوقات ذکر الہی میں
مصرف رہے۔ اس عایت کو سفر دروہن کہتے ہیں اور زیادہ تر اہتمام ذکر و توجہ کی طرف
کرتے ہیں اور اس توجہ کو بازگشت کہتے ہیں +

مشائخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ طریق ذکر جذبہ کی طرف کھینچتا ہے اور جذبہ کی مد
سے تمام مقامات نہایت سہولت اور استقامت کے ساتھ حاصل ہو جاتے ہیں اور
تقویت نسبت جذبہ کمال کے بعد حقیقت توجہ مذکور اور مراقبہ مذکورہ جو وجہ و طریق یادداشت
میں سے ایک جہ و طریقہ ہے اور نیز صفت رضا بھی سہولت و آسانی حاصل ہوتی ہے +

۲۴

شرح رباعیات کے اخیر میں جو خود آپ نے کہیں اور سلسلہ الاحرار کے نام
سے موسوم ہیں آپ نے تحریر فرمایا ہے

ایں سکے کہ من ز دم بنام فقر است دین روشنی از نور تمام فقر است
بر خیز ز خواجہ اسرار عجیب کاں راہ ز سرحد مقام فقر است

اعلیٰ و اقرب طرق مشائخ قدس اللہ سرار ہم طریقہ علیہ الاحرار یہ نقش بندہ ہے

کیونکہ اُن کی اول درآمدِ دراکِ بسیط میں ہے اور اُن کا غلبہ حقیقتِ خلقت پر غالب ہوتا ہے اور محلِ تجلی ذات ہوتا ہے اور محلِ ظہور وجہِ خاص۔ اور اُس کے معنی کو جو مغلوبت اور اک ہوتے ہیں اور بتائیں سعادت ظاہر ہوتے ہیں، حضور و آگاہی کہتے ہیں۔ اور جب غلبات کشش و انجذاب میں تمام ادراکات درمیان سے اُٹھ جاتے ہیں بلکہ بلقی آگاہی کے شعور تک باقی نہیں رہتا۔ تو اس مقام کو فنا سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اس نسبت کے تو اتر کو وجودِ عدم کہتے ہیں اور اس نسبت تو اتر کو مقامِ عظیم سے شمار کرتے ہیں۔

وصلِ اعدام اگر تو انی کرد
کار مردان مردمانے کرد

اس وقت کہتے ہیں کہ وجودِ عدم بغير فنا ہوا۔ اور فنا سے مراد فنا سے صفات بشریہ ہے جب حق سبحانہ و تعالیٰ محض اپنی عنایت سے نورِ بخشش ہے کہ سالک اُس نور کے پر تو میں دیکھتا ہے کہ حضور بارگاہِ الہی میں ایک پر تو ہے۔ وصف حضور ذاتی سے اسی پر تو میں سالک فنا سے حقیقی سے شرف ہوتا ہے اور خود اس کی ذات سے کوئی نام نشان باقی نہیں رہتا اور جو کچھ کہ اس کی طرف منسوب تھا اہل کو پہنچا۔ یہی مقام مقامِ بقا باللہ ہے اسی وجود کو وجودِ فنا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وجودِ فنا ہرگز وجودِ بشریت کی طرف عود نہیں کرتا۔ ناقصوں کی تکمیل اسی منزل و مقام پر ہوتی ہے۔ اور اس کشف کو کشفِ علیہ کہتے ہیں۔ اور تجلی ذاتی و شہود ذاتی سے تعبیر کرتے ہیں۔ حقیقت اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَانَکَ نَزَاۃً بھی اس مقام پر حاصل ہوتی ہے۔ اور رویتِ اخروی بھی اسی مقام پر ثبات کی گئی ہے۔ اور فرق درمیان احسان اور رویت (دیدار) کے ایسا ہے۔ جیسا کہ کسی صاحبِ جمال کو صبح کے وقت اور اشراق کے وقت دیکھنا۔

فیرِ مشائخِ قدس اللہ اسرارہم بیان کرتے ہیں کہ ہر چند کہ انکشاف ذاتی صفتِ بصیرت ہے (صفتِ بصیرت) لیکن چونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ گوشہ چشم کو بھی مل ہوگا، اس لئے ہم آمنا و صدقنا کہتے ہیں اور بسر و چشم اُس پر ایمان لاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ فرماتا کہ تمہاری پیشانی کو بھی دخل ہوگا، تب بھی ہم صدقِ دل سے اقرار کرتے۔ اور شہودِ ما نظر تو فی شئی الا دایۃ اللہ فیہ اذ کبکدہ او معہ (میں نے کسی شے پر نظر نہیں ڈالی مگر یہ کہ میں نے اُس میں اللہ کو یا اُس سے پہلے یا اُس کے ساتھ) کا۔ قبل ازیکہ شائخِ طریقت کے اصول پر اطلاع ہو۔ اور اُن کے اصول کی تصدیق کیجا

کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔ اور نہ اس معائنہ پر شہود کا اطلاق کیا جاتا ہے، جیسا کہ بعض نے کیا۔ کیونکہ مشائخ طریقت کا زیادہ تر اہتمام کشف غلبہ قلبیات سالک میں ہے کہ غلبات میں نسبت کثرت صفاتیہ اُس کی نظر سے محو ہو جاتی ہے۔ اور صفت فعل سے بھی بجز ذات کے اور کچھ نہیں دیکھتا۔ اور اُس کے سیدان وجود میں بجز ایک ذات بخت کے اور کوئی نشان اُسے نظر نہیں آتا۔ یہ ہے نہایت مقام انبیا و اولیا۔

۲۵

نیز آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے متعلق عین الیقین عبارت علم حضوری سے ہے جو ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے متعلق درپردہ اسما و صفات حاصل ہوتا ہے۔ اور حق الیقین اس امر کا جاننا کہ یہ علم، علم حضوری ہے۔ اور عالم عین معلوم ہے۔ اور تجلی صورتی کمال توحید تک پہنچنے سے پہلے داخل عین الیقین نہیں ہے کیونکہ حاضر در کہ (حاضر فی الذہن) ایک صورت ہے بایں علم کہ وہ صوت حق ہے۔ اسی طرح کمال توحید تک پہنچنے سے پہلے تجلی معنوی بھی داخل عین الیقین نہیں ہوتی۔ کیونکہ حاضر در کہ صورتی علم میں و بایں علم کہ وہ معلوم حق سبحانہ ہیں اور کمال توحید کو پہنچنے کے بعد یہ سب عین الیقین بلکہ حق الیقین ہیں۔ کیونکہ اس مقام پر بجز تجلی ذاتی کے اور کوئی تجلی نہیں۔ اور حقیقت بجز احدیت مجردہ کے اور کچھ نہیں ہے۔

موجود کمال صاحب ذوق نے ان رموز سے جو ہم نے بیان کئے، یہ معنی معلوم کر لئے ہونگے کہ تجلی معنوی اور تجلی ذاتی میں فرق یہ ہے کہ تجلی ذاتی اسما و صفات کے پردہ میں ہوتی ہے۔ باجملہ جو کچھ کہ حاضر در کہ ہے تجلی اسی کی طرف منسوب ہے۔ ہمارے بیان سابق سے یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ سالک کو شہود ذات ہونے لگتا ہے اور درجہ کمال کو پہنچتا ہے۔ تجلیات صورتیہ و معنویہ سے اُسے فراغت ہو جاتی اور خلاصہ و مقصود تجلیات اُسے حاصل ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جو فرق تم نے تجلی معنوی کے درمیان بیان کیا اُس سے لازم آتا ہے کہ اگر باب عقائد جب اپنے اعتقادات کے متعلق یقین رکھتے ہیں۔ تو وہ صاحب تجلی معنوی ہونگے۔ حالانکہ تجلی معنوی کے خصوصیات سے ہے۔ کہ سالک فانی ہو گیا ہو۔ جیسا کہ اگر باب طریقت کے نزدیک ثابت و مقرر ہے۔ تو ہم

کہنے کے تجلی اعتقادی اور تجلی معنوی کے درمیان یہ فرق ہے کہ تجلی اعتقادی میں یقین اس بات کا ہوتا ہے کہ یہ صورت معتقدہ صورت حق ہے اور تجلی معنوی میں یقین اس امر کا ہے کہ یہ ذی صورت حق ہے بتقریر صورت علمیہ مد رک فی لذہن +
 بالجملة تجلی معنوی میں درپردہ علم معلوم ہے اور تفاسیل سے قطعاً تعلق نہیں رکھتا اور تجلی اعتقادی صورت علمیہ اور اس کے شیون مندرجہ میں بوجہ صورت ادبی کے متفرق و پریشان ہے +

۲۶

توکل کی بابت آپ نے فرمایا ہے کہ توکل اس کا نام نہیں ہے کہ ترک اسباب کر کے بیٹھ رہے۔ کیونکہ یہ توکل ادبی ہے۔ بلکہ ہر ایک جائز و مشروع سبب مثلاً کتابت وغیرہ اختیار کرے۔ لیکن اپنی نظر سبب پر ہی نہ رکھے، بلکہ سبب الاسباب تک بڑھ کرے کیونکہ سبب ایک دروازے کی مانند ہے کہ حق بھلائے و تقالے نے بندے کے حصول مقصود کے لئے کشادہ کیا ہے جو اس در کو بند کر کے اوپر سے کودنا چاہتا ہو وہ بے ادبی کرتا ہے کیونکہ یہ در اسی کا کشادہ کیا ہوا ہے، بند نہیں کرنا چاہئے بلکہ وہ جانے خواہ اس سے نیچے بھیجے خواہ اوپر سے +

۲۷

یزا آپ نے فرمایا ہے کہ جب تک حضور فراقی کہ عبارت حضور صاف سے ہے ساک کو حاصل نہ ہو تعلق توحید جسمانی سے خلاصی نہیں پاتا۔ کیونکہ توحید صوری مراتب اجسام میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ اپنے اور غیر کے وجود جسمانی کو حق جانے۔ اس وقت تیز و تفرق باقی ہے۔ اور روح فنا و اضلال کو نہیں پہنچی، کیونکہ تیز ہر ایک چیز کی روح ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ یہ موصد اس توحید کو نہیں پہنچا ہے جو مقررہ علمائے دین و صوفیہ محققین ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین +

اور وہ توحید جو مقررہ علمائے دین و صوفیہ محققین ہے۔ عبارت ہے ملول آیکریم و اللہ من و ذلکھم شیخہ یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے سے اُن کا احاطہ کئے ہوئے ہے، کیونکہ تنزیہ صرف صفت تنزیہ سے منزہ ہے۔ جب تک فروغ حضور فراقی حاصل نہ ہوگا اگرچہ لحد بھر کے لئے ہی ہو، روح فنا و اضلال کو نہ پہنچے گی اور

حجاب چہرہ مقصود سے نہ اٹھیکا۔ اور یہ فروغ علی تفاوت الاستعدادات اسی قدر
مستتر ہوتا ہے۔ جتنا کہ مقرر ہوا ہے۔ پس ہمیشہ منتظر رہنا چاہئے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ
موجود مہوہوب اُن صفات سے کہ اپنے مقربین کے ساتھ مخصوص کی ہیں، مشرق
کرے۔ کتب اکتساب کو اس میں اصلاً دخل نہیں محض مہوہبت الیہ پر موقوف ہے +

۲۸

ایک وزیر بعض علما کے درمیان آپ کی شیعہ رباعیات میں اس مقام پر گفتگو
ہو رہی تھی کہ صور علیہ اعتبارات وحشیات ذات کا عکس ہیں اور نمود خارجی کا کُسات
عکس العکس یعنی اُن صور علیہ کا عکس العکس ہے کہ آئینہ ذات پر پڑا ہے۔ اس میں وہ اس
امر پر تردد کر رہے تھے کہ اگر صور علیہ کا عکس ظاہر ہو جو وہ پڑ پڑ گیا، نہایت ذات حق اور محلیت
و جو د مطلق تعالیٰ شانہ لازم آئیگی +

اس وقت آپ نے اُن کے پاس جا کر دریافت کیا کہ کس مسئلہ کے متعلق ذاکر
ہو رہا ہے۔ شبہ بیان کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بے نہایتی حق سبحانہ و تعالیٰ نے نہ باین معنی
ہے کہ وہ اجسام کی طرح طول و عرض رکھتا ہے۔ بلکہ باین معنی ہے کہ بے تعین و تمیز
ہے۔ اور کہ اُس کا محل صورت ذات نہیں ہے کہ علیت لازم آئے۔ بلکہ محل اُس کا وہم خیال
ہے۔ جیسا کہ صورت متعینہ در آئینہ کہ نہ اند رہتی ہے نہ باہر۔ لیکن ہم حکم کرتا ہے کہ
آئینہ کے اوپر ہے، حالانکہ اُس کا محل خیال ہے۔ اس کو مثال تفصیل کہتے ہیں اور آئینہ
اُسی طرح اپنی صرافت و میرنگی پر ہے +

۲۹

تیز اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ توحید حاصل کرنا چاہئے۔ توحید متفقان متکلمین
لا مؤثر فی الوجود الا اللہ ہے۔ یعنی تمام قدرت اپنی کو حق تعالیٰ کی ذات میں جاننا
اور خود کو اُس سے خالی کرنا اگرچہ فی الجملہ بعض متاخرین علما نے بندہ کے لئے بھی توحید
مؤثر ثابت کی ہے اور اس لئے اُن کی توحید لا معبود الا اللہ ہے۔ لیکن مذہب
و مسلک صحیح یہی ہے کہ لا مؤثر فی الوجود الا اللہ صوفیہ کرام جس طرح قدرت کو حق تعالیٰ
کی طرف منسوب کرتے ہیں، اُسی طرح صفات ستہ (۱)، علم (۲)، سمع (۳)، بصر (۴)، حیا
(۵)، ارادہ (۶)، کلام کو بھی حق تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں +

ن

ایک روز آپ نے فرمایا کہ معرفت کے مراتب بہت ہیں۔ اگر سالک معرفت حقائق میں نصیب وافر رکھتا ہے بہتر ہے۔ والا اصل الاصل شریعت پر کار بند ہونا ہے۔ اور توحید سالم یہ ہے کہ اپنے تعین کو کہ انا اس سے صادر ہوتا ہے اپنی طرف منسوب کرو۔ اور اپنی استعداد سے شمار کرو اور کمالات کو حضرت اطلاق کی طرف راجع ہر غیب کہ متقدما موجود الا اللہ ہو +

ایک شخص نے سوال کیا کہ شیخ بوعلی فارمدی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے سالک متخلق بجمیع اسما و صفات الہیہ ہو، اور ہنوز اوصل نہ ہوا ہو۔ یہ اس قول مشہور کے ساتھ متناقض رکھتا ہے کہ متخلق باخلاق الہیہ بعد از وصول حاصل ہوتا ہے +

آپ نے فرمایا ہے کہ ان کے کلام میں لفظ تو امد بود واقع ہوا ہے یعنی ممکن ہے۔ پس ہو سکتا ہے کہ بعض کو سیر الے اللہ وصول سے پہلے حاصل ہو جائے اگرچہ کثرت ہی ہے کہ بعد از وصول بقام سیر فی اللہ حاصل ہوتا۔ لیکن اگر کوئی شخص صلاح یہ پقرر کرے کہ قبل از وصول کو متخلق سے اور بعد وصول کو تحقق سے تعبیر کرے مناسب ہو +

ب

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ کی نظر مبارک سے حضرت جامی قدس سرہ کی یہ عبارت گذری کہ ”کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بغیر حضور کے حق سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور بعض حقائق امور غیبیہ اس گروہ پر کشف ہوتے ہیں اور اس کو مکاشفہ کہتے ہیں۔ اور مکاشفہ ہرگز کاذب نہیں ہوتا۔ کیونکہ مکاشفہ عبارت ہے روح کے متفرق ہونے سے کہ بحالت تجرد از غواشی بدنیہ مغیبات کا مطالعہ کرتی ہے +

آپ نے فرمایا کہ یضمون حضرت جامی قدس سرہ نے عوارف المعاد سے اخذ کیا۔ اور تحقیق یہ ہے کہ بعض مکاشفات میں کہ خیال کو ان میں کوئی دخل نہیں ہے خطا بھی واقع ہوتی ہے۔ لیکن علوم یقینیہ کہ قوت مدد میں منہم ہوتے ہیں خطا کو ان میں کوئی نہیں +

ایک درویش نے عرض کیا کہ بعض علوم یقینیہ میں جو بطریق الہام معلوم ہو ہیں خطا بھی پائی جاتی ہے۔ آخر اس کا کیا سبب ہے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ

بعض مقدمات مسلمہ خود جو صاحب فن بطریق یقین کے اُس کے نزدیک مقرر و مسلم ہوتی ہیں علومِ ملہمہ میں ضم کر لیتا ہے۔ اسی راستہ سے خطا واقع ہوتی ہے۔ والا علومِ ملہمہ میں خطا کو کیا دخل ہے ؟

علمائے علوم عقلیہ جو قوانین منطقیہ کی مراعات کرتے ہیں، گاہ گاہ اُن کی نظر و فکر میں خطا واقع ہوتی ہے۔ اور سبب یہی ہے کہ اپنے بعض مسلمات کو یقینیہ خیال کر اُس میں داخل کر لیتے ہیں الا درحقیقت مراعات قوانین علم منطق ذہن کو نظر و فکر کے موقع پر خطا سے محفوظ رکھتی ہے۔ اگر قوانین منطقیہ کا استعمال کیا جائے۔ لیکن بدولت اپنے مسلمات کے ضم کرنے کے تو خطا ہرگز واقع نہیں ہو سکتی ؟

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ متوجہان اے اللہ کو کشف انکشاف کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ کشف دو قسم کا ہے (۱) ذیومی، وہ اس راہ میں کچھ کام نہیں آتا۔ اور (۲) کشف اخروی، وہ کتاب و سنت میں بیان کر دیا گیا ہے وہ عمل کرنے کے لئے کافی ہے اور کوئی کشف انکشاف اس کے (کتاب و سنت کی) برابر نہیں ہو سکتا ؟

۳۲

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ مشائخ کے خلق کو تربیت و ارشاد کرنے کے تین سبب ہو سکتے ہیں ایک امام حق سبحانہ و تعالیٰ، دوم حکم و امر پیرشد، سوم شفقت بخلق اللہ یعنی جب کہ وہ خلق کو صلاحت و گمراہی پر دیکھتے ہیں جو اُن کے عذاب و ضرر کا سبب ہے۔ لہذا کمال ترثم کے باعث چاہتے ہیں کہ خلق اللہ عذابِ آخرت سے بچ جائے پس جب شفقت و ترثم اس کا باعث ہو۔ تو چاہئے کہ ترویجِ شریعت کو لازم پکڑے اور حفظ و اقامتِ آداب و احکامِ شریعت کی نصیحت کرے۔ اور تعلیم و تعلمِ حدیث و فقہ اور اُس پر عمل کرنے کے لئے میں کوشاں رہے۔ اور جو لوگ کہ انہیں واصل الی اللہ چاہیں شفقت کے لئے یہ شرط نہیں۔ بلکہ یہ ایک امر زاید از شفقت ہے ؟

نیز آپ نے فرمایا کہ حاصل اس طریقہ (ہدایت و ارشاد) کا تربیت قوتِ ایثار ہے۔ اسی کے متعلق تمام انبیاء و رسل کی دعوت واقع ہوئی ہے ؟

باب ۳۳

فیر آپ نے فرمایا ہے کہ بندہ کا قرب و اتصال نسبت بذات حق اس سے زیادہ نہیں ہے کہ دوام آگاہی و آرام کائنات کی طرف کھینچتا ہے۔ حاصل ہو جائے۔ اور جب یہ نسبت حاصل ہوتی ہے۔ سالک بجز حصول اس نسبت کے مزید ولایت سر مشرف ہو جاتا ہے اور جو کمالات و مقامات تنجلیات اسما و صفات سالکان طریق دیگر کو حاصل ہوتے ہیں، اس کے علاوہ ہیں۔ نسبت قرب اتصال ذات حق ولایت خاصہ کے مرتبہ کو پہنچاتا ہے۔ اول در آمد اس طریقہ کی سرحد فنا ہے اور یہی معنی ہیں اندراج نہایت در بدایت کے، جیسا کہ کبار شائخ اس سلسلہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

باب ۳۴

ترقی بعد موت کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ینیت صحیح و اعتقاد درست راہ حق میں داخل ہو کر آداب شریعت عزاکماتہ بجالا لے اور اذواق و مواجید (وہد کی جمع ہے) اس گروہ سے نصیب حظ کامل رکھتا ہو۔ بیشک بعد موت احوال و اذواق اس گروہ کے اُس کے نصیب کئے جائینگے۔

اس کے بعد آپ نے تھوڑی دیر تاؤل کر کے فرمایا۔ بلکہ ایسے شخص کو اسی عالم میں حضور موت کے وقت ہی سے اس دولت سے مشرف کرتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اعتقاد درست و رعایت و مراعاة آداب احکام شریعت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور اخلاص و دام توجہ بجناب حق سبحانہ تعالیٰ جس کو حاصل ہو، دولت عظیم ہے کوئی ذوق و جدان اس دولت عظمیٰ کے برابر نہیں رکھتا۔
ایں داشتہ باش کو دگر سچ مباحث

باب ۳۵

فیر آپ نے فرمایا ہے کہ طریقہ انجذاب (کشش) و محبت الیہ موصول الی الطلوع ہے اور اُس کا منہ بجز ذات حق کے اور کسی طرف نہیں ہے۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ اُن کا منہ بجانب انوار سر ہوتا ہے۔ لامحالہ بعض انہیں انوار تک جاتے ہیں۔

یہ انجذاب و محبت جمیع افراد انسانیہ میں موجود ہے۔ مگر مخفی ہے۔ سلسلہ علیہ نقشبندیہ کے شاخ اس انجذاب و کشش کی تربیت کرتے ہیں +

باب ۳۶

تیز آپ نے فرمایا ہے کہ رویت بالبرجہ الموت ہوگی۔ کیونکہ رویت انکشاف کا نام ہے جب تک روح اس جدِ خاکی سے تعلق رکھتی ہے انکشاف تام متصور نہیں ہو سکتا ہر چند کہ روح اس جسم سے کتنا ہی تعلق کم کرے اور اپنی صرافت اصلی پر ہو جائے تاہم جب تک رشتہ حیات باقی ہے تعلق باقی ہے +

باب ۳۷

سماع کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ جو صوفیہ صافیہ سماع کے قائل ہوئی ہیں حکمت اس میں انہوں نے یہ دیکھی ہے کہ سماع کے وقت طبیعت ساکن برقرار رہتی ہے۔ اور بہت سے معافی مغنیہ کا ادراک کرتی ہے۔ یہی معنی اُن کا محبوب ہے اور غم کو وہ اس کا زیور سمجھتے ہیں۔ والا اُن کا نفس مبتلائے فقر نہیں ہوتا۔ حاضرین مجلس سے ایک شخص نے سعدی علیہ الرحمۃ کی یہ بیت پڑھی

کہ آواز خوش بہتر از بوی خوش کہ آن حظ نفس است این قوت روح

آپ نے فرمایا ان دونوں (یعنی بوی خوش و آواز خوش) کا ایک ہی حکم ہے یعنی اگر رائے و مستمع (دیکھنے و سننے والا) اہل نفس ہے دیدہ و شنیدہ دونوں نفسانی میں اور اگر رائے و مستمع اصحاب روح سے ہے ہر دو روحانی ہیں +

تیز آپ نے فرمایا کہ مفوضات شیخ نظام الدین اولیا میں مسطور ہے کہ کثر اظہار سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ محبت حق سبحانہ و تعالیٰ مستمع پر غالب ہو + ایک مخلص نے عرض کیا کہ غلبہ محبت حق سبحانہ و تعالیٰ کی علامت کیا ہے۔

فرمایا، اتباع کامل۔ عرض کیا ممکن ہے کہ صاحب اتباع کا مطلب بہشت یا نہات از عذاب و فرخ ہو۔ فرمایا، ایسا شخص صاحب اتباع کامل نہیں ہے اور اُسے اہل اللہ سے شمار نہیں کر سکتے۔ یہ اتباع ظاہری ہے اور اتباع باطنی یہ کہ سالک کے باطن میں جزق سبحانہ و تعالیٰ کے کوئی اور مطلب نہ ہو +

۳۸

ایک روز آپ نے فرمایا کہ طریقہ مشائخ سلف کا یہ تھا کہ اول تزکیہ نفس تحصیل مقامات میں مشغول ہوا کرتے تھے جب تک قرب الہی کے خواطر وہو جس میں تزکیہ سے دور ہو جاتے ہیں تو بقدر تزکیہ نور ایمان قوت پاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس درجہ تک پہنچتے کہ ان کی بصیرت میں بجز حق تعالیٰ کے باقی نہیں رہتا۔ اور تمام اوصاف افعال اسی کی جانب سے دیکھتے اور صورت و اجسام عالم کو اس ریت کے میدان کے رنگ میں دیکھتے جو آفتاب کی شعاعوں کی وجہ سے پانی کی طرح نظر آتا ہے۔ شیون و مظاہر کو مخلوق و معدوم پاتے۔ اور توحید صوری بعض کو حاصل ہوتی ہے اور بعض کو نہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس شمس ارہم وہی مشائخ سلف کا طریقہ ہے۔ لیکن ابتدا میں تحصیل مقامات میں مقید نہیں ہوتے ہیں۔ نیز آپ نے فرمایا کہ جو لوگ توحید صوری کی راہ سے جاتے ہیں خطرہ بسیار رکھتے ہیں۔ اور فرمایا کہ ممکن ہے، ایک شخص حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ سے اقرب ہو یعنی استہلاک و انحلال رکھتا ہو۔ لیکن اکرم نہ ہو۔ اور ایک شخص نے تحصیل مقامات کر لیا اور تہجد مقامات کے استہلاک و انحلال ہے اس عالم میں پایا ہو۔ یہ حق تعالیٰ کے نزدیک اکرم ہے اور آئیہ کریمہ ان آگوشکم عند اللہ انفقکم اللہ کے نزدیک یادہی عتہ تم میں وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے) مطلق ہے۔

۳۹

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ ولایت بفتح واو، قرب بندہ کو کہتے ہیں جو اسے حق تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ اور ولایت بالکسر کے یہ معنی ہیں کہ موجب قبول خلق ہو اور اہل عالم اس کی طرف رجوع کریں اور یہ کمونیات سے تعلق رکھتا ہے اور خوارق و تصرفات اسی قسم ثانی میں داخل و شامل ہیں۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ فیض و برکات جو لوگوں کو پہنچتے ہیں وہ ان دونوں قسموں میں سے کس کا اثر ہے؟

فرمایا ولایت بالفتح کا اثر ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جب طالب آئینہ مرشد کے بالقبول ہوتا ہے۔ جو کچھ آئینہ میں ہے بقدر مناسب (یعنی بقدر استعداد) طالب پر

اُس کا پرتو پڑتا ہے +

پھر فرمایا کہ بعض شخص ان دونوں میں سے ایک ہی قسم کی ولایت رکھتے ہیں۔ اور بعض دونوں قسموں سے نصیب وافر رکھتے ہیں۔ اور بعض کو دونوں قسمیں حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن ایک کی طرف زیادہ رجحان ہوتا ہے اور دوسری قسم کی طرف کم۔ شاخ نقشبندیہ رحمہ اللہ پر ہمیشہ قسم اول یعنی ولایت بالفتح ولایت بالکسر پر غالب رہی ہے +

تیز آپ نے فرمایا ہے کہ اگر مقتدا اس عالم سے انتقال کرتا ہے ولایت بالکسر یعنی ولایت قسم دوم اپنے مخلصوں میں سے کسی ایک کے تفویض کر جاتا ہے اور ولایت بالفتح اپنے ہمراہ لے جاتا ہے +

تیز فرمایا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی لغزش کے باعث ولی سے ولایت بالکسر چھین لی جاتی ہے جیسا کہ ابن الفارض رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور غنائت نس میں اُس کا مذکور ہے +

ب

ایک روز آپ نے فرمایا کہ برزخ و شتر کا معاملہ دور و دراز ہے۔ پھر کسی قدر سکوت و تامل کے بعد فرمایا۔ کہ کوئی سعادت اس کے برابر نہیں ہو سکتی کہ کسی کو حق بجانب و متعلق کا اُنس حاصل ہو۔ اور جب دوام اُنس حاصل ہوا کوئی انتظار باقی نہیں رہتا۔ پھر فرمایا کہ سبحان اللہ! انسان اخلاص و محبت کے ساتھ اسور ہو اسے۔ اگرچہ محبت کی قیامت یہ ہے کہ غیر محبوب کو سوختہ کر دیتی ہے بانیہر چند بحالیٰ شریعت بھی انسان پر رکھی گئی ہیں +

ب

ایک روز آپ نے بعض مخالفین کے اعتراض کے متعلق فرمایا کہ اولیاء اللہ کبار سے محفوظ نہیں ہیں (یعنی وہ معصوم تو ہیں نہیں) اگر ان سے کسی وقت بمقتضائے شریعت کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ان کے حال و احوال کے بطلان کا حکم لگانا محض جہالت ہے بلکہ ان کو اس امر میں معذور رکھنا چاہئے +

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اکثر مشائخ کبار کو خود ان کی زندگی میں لوگ انہیں زہیق کہتے رہے۔ چنانچہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو۔ لیکن بعد موت انہیں قبول عام حاصل ہوا۔ اس لئے کہ وہ دنیا سے بے لوث تھے۔ اگر وہ لباس دنیا میں ہوتے تو کوئی

شخص بھی موت کے بعد انہیں قبول نہ کرتا۔ اور لوگوں کی زبان طعن سے وہ خلاصی پاتے یہ بدعتی (مخالفین اہل سنت) مراد ہیں، بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن کرتے ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے، صرف یہی کہ بنا بر مصلحت و حکمت مسند خلافت پر بیٹھے۔ والا بہت سے صحابہ کرام کو وہ دشت و بیابانوں میں چلے گئے۔ اور فقر و تجرد اختیار کیا ان کی نسبت کوئی کچھ بھی نہیں کہتا۔

فصل ۳

آپ کے فرزندان اور آپ کے خلفاء کے بیان میں

خواجہ عبید اللہ آپ کے بڑے فرزند ہیں اور ان کی سال و تاریخ ولادت آپ کے والد ماجد کی ان ابیات سے معلوم ہوتی ہے۔ ابیات

او گشتہ دریں سہ ہنزل	روز یکم از ربیع اول
بود آخر عصر کاں یگانہ	افتاد و دریں سیاہ خانہ
طبع غزل نشاط میگفت	دیدم ناگاہ ہزار بگفت
تا رنج شناس تیز ہیں مرد	بگفت بہار و خط آورد

چونکہ ایک درویش نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ کے مگر ایک سپر حید و نولہ گاہ اس لئے انہوں نے فرمایا تھا کہ چاہئے اس کا نام خواجہ احرار عبید اللہ کے نام پر رکھنا۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی مثنوی میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے

در خانہ کتریں غلامے	شد بندہ کے بزرگ نامے
این نام مجتہد ملک زاد	انشاء اللہ شفیع سن باد

اس مثنوی میں آپ نے ان کی اذان اقامت کے متعلق اوجہ بد تو لہ نہ چنے کے کان میں کہی جاتی ہے، بہت سی ابیات کہی ہیں۔ ان میں سے صرف بائیس بیتیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں ابیات

برخیز ہلا مودن غیب	در گوش سن آ رہا نگار یب
--------------------	-------------------------

این خستہ بے نیاز مندست
 گر یک دم اللہ از تو گیرم
 یک شعلہ نرودہ بروزم
 خود را بتو بانم سپارم
 در خورشید من سیدوز
 لے دوست بخت دوستدار
 بچراں تو وصل جاودانی است
 گر حتی غلے بکس لوط کوئی
 در زیر کفن شوم فدایم
 من مرده و دوست دنیا زم
 افتاده بصفتہ تحبلی
 کردند دو کون مح خوانم
 ماں اللہ کوئی تابو ششم
 در ہزار اللہ ارشوم نیست
 در چشم من آن الف عظیم است
 من یک دم سر نہام دارم
 از شو کفایت است این کار
 چوں در نگری غرض تمام است
 گو بحر سد بر تشنہ کامے
 نے نے غلظم مقام درویش
 در یاسا نل بے شکوف است
 یک شہدم از لبست بسکتا
 واللہ کہ ہسان ماں بیرم
 تا خانہ ماسو نے بیوزم
 میرم شعلہ سیگندارم
 خود شعلہ خوشیتن برافروز
 خوانان تو ام بجاں سپاری
 ہمیش تو مرگ زندگانی است
 ہم خود بکس لوط کوئی
 رشک ہمہ زندگان عالم
 سبحان اللہ بخود بنام
 گویم و ہو اَلذی یصلی
 فتدفع آیت بشانم
 اینک چو صدف تمام کو شوم
 حاجت بساع اکبرمیت
 دانم کہ صراط مستقیم است
 یک رشتہ حیات کام دارم
 چوں من بروم چہ کم چہ بیار
 سر رشتہ رشتہ ہم بجام است
 سیر بے اوست ہم بجایمے
 عالیست ز حرف نیک و بیش
 سبحانک ثبت ایس چہ حقیقت

آپ کے ایک اور بھائی بھی تھے اُن کا بھی عنقریب ہی ذکر آئیگا۔ ان دونوں فرزندوں
 نے ایام طفولیت میں اپنے والد بزرگوار سے توجہ پائی ہے۔ اسی زمانہ میں آپ کے والد بزرگوار
 نے ہمارے خواجہ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) سے فرمایا کہ ان دونوں پر خور وادوں
 پر آپ توجہ کریں اور ان کے حق میں دے خیر کریں۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں

جوان دونوں گرامی پیر زادوں کو کھاتھا اس کا بیان کیا ہے کہ "فقیر تین فہم حضرت خواجہ صاحب کے در دولت پر حاضر ہوا۔ آخری دفعہ آپ نے اس فقیر سے فرمایا۔ کہ شمع بن مجھ پر غالب ہو گیا۔ اور امید حیات کم رہ گئی ہے آپ ان بچوں کے حال کی خبر گیری رکھیں +

اس کے بعد آپ نے دونوں بر خورداروں کو اپنے سامنے بلوایا۔ مائیں گود میں لے کر آئیں تو آپ نے فرمایا، آپ ان پر توجہ کریں۔ چنانچہ فقیر نے حسب حکم توجہ کی، یہاں تک کہ اس کا اثر بھی ظاہر ہوا۔ امید ہے کہ آپ کی برکت سے توجہ کو اپنے چہرے سے خارج ظاہر ہونے لگے۔ انتہی کلاما اثر لیت +

جب یہ دونوں فرزند ارجمند خواجہ حسام الدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی حسن شہادت سے فضل و صلاح سے بہرہ ور ہوئے تو بایا آپ شیخ الہ داود بہت بڑا جن کا ذکر آگے آئیگا، طریقہ علیقت شہید کا شغل اخذ کیا۔ اور بہرکت ان توجہات کے جن کا اوپر ذکر کیا گیا۔ اور بہرین بہت صحبت ان دونوں عزیزوں کے اپنے بزرگوں کی طرح یا نصیب ہوئے۔ بالجلد فرشتہ خصلت صاحب احوال صاحب فلق و ملکین اور ہمارے خواجہ صاحب قدس سرہ کی خدمت و صحبت کے نہایت آرزو مند رہتے تھے اور عرائض میں نہایت نیاز مندی کا اظہار کرتے تھے۔ اور آپ کی غنایات و توجہات کے خواہاں رہتے +

چنانچہ آپ کا ایک عریضہ جو آپ کی کمال عقیدت بلکہ آپ کی وفوق فیاضیت پر شاہ ہے۔ نظیر کے طور پر اس جگہ نقل کیا جاتا ہے۔ وہی ہذا

یہ عریضہ ہے جو حلاص کے مازوں اور خصوصیت کے اسراروں پر شامل ہے غلام غفلت عبید اللہ کی طرف سے جو خدا کے بندگان میں سے بہت حقیر ہے۔ ایسی بزرگ کی طرف جو کہ اہل ہوش کے مقتدا اور باب سلوک کے پیشوا، اسلام کے شیخ اندامیرے کے چہ رخ

عن ریضۃ شتویۃ علی
سرا نواخلاص و مکامن
الاختصاص من المملوک المفلوک
احقر عبید اللہ عبید اللہ
الی اسوۃ اہل الصلوۃ و قدوة ارباب
التلوک شیخ الاسلام مصباح
الظلام امام الانام و منبہ النیام

الاجل الاكمل المبارک الاور ۶
 الخیر النیر المنیو مشید ارکان
 المسند والمتطهر من الماشیة والزلة
 والنطاق بالحق والضواب ولحق
 کف اللوذ والایاب قائمة الدین
 وقایة احکام المتین والمتکین علی
 مسئلة افادة والمتصاعد من
 حسیض العادة الی افاق السعادت
 قلاد ذکبان الطريقة وصار عز
 الحقیقة نور حدیقة الاکوان و
 نور حدیقة الاعیان فارس مضمار
 الخطاب حارس اسرار الکتاب
 المتعین علی وسادة وراثة
 المصطفویة والمثبف علی عبادة
 خلافة نبویة دافند نیران المحیبة
 لقائه ومنهل عطش المحیبة
 حلال عقود الاشراقیة ودلال
 وفود الاشراقیة لیس مکرمه من
 الله الاله فیها حظه کامل ولا موبه
 الاله نصیب کافل الصفوة شعشة
 من نیر قلبه الوافی والعطوفه
 شعبه من دوحه کرمه الولف
 له التقدیة علی مشایخ الزمان
 الشفوق علی مشاهیر الدوان
 یستبرج ملاحظه اطوارہ منطوق

بڑے صاحب جمال کامل تر، بڑے پرہیزگار
 قسقی، بڑے عالم، روشن ستارے، دین کے ارکان
 کو مضبوط کرنے والے، گناہوں، لغزشوں سے
 حق اور صواب کے بولنے والے۔ حق کی باکشت
 کی جابے پناہ، دین کے رکن روشن، احکام
 کے محافظ، افادہ کی سند پر قیام پذیر، عبادت
 کے گھیرے سے سعادت کے کنارہ تک
 چھڑنے والے، طریقہ کے سواروں کے
 زاور، حقیقت کی آبادی کے پناہ، دلوں
 جہانوں کی آنکھوں کے نور، موجودات کے
 باغ کے نور، خطاب کے میدان کے
 شہسوار، کتاب کے اسرار کے حافظ،
 مصطفائی دراشت کی سند پر عین، نبویہ
 خلافت کے راستہ پر موصوف، ان کی
 ملاقات محبت کی آگ کو روشن کرنے والی
 ہے۔ ان کا پانی پلانا، جان کی پیاس کے
 لئے چشمہ ہے۔ اسراقی گروہوں کے کھولنے
 والے، اشتراقیہ جماعت کے راہ بتانے
 والے، اللہ تعالیٰ کی کوئی ایسی مہربانی
 نہیں، مگر اس میں ان کا کامل حصہ ہے،
 کوئی ایسی بخشش نہیں، مگر اس میں ان کا پورا
 حصہ ہے۔ برگزیدگی ان کے پورے دل
 کے تارہ کی ایک چمک ہے، مہربانی اس کے
 پورے کرم کے درخت کا ایک شیعہ ہے، زمانہ کو شام پران
 کو سبقت دینے والے مشہور بزرگوں پران کو نفیست ہو۔

الولاية وليتطلع بمشاهدة اعماله
على اسرار اهل النهاية من استند
ببرحة ارادته فهو الذي ارتقى على
مدارج الكمال ومن اعتصم بمجمل
اخلاصه فهو الذي استعد بئيل
الاماني وقاد حصول الكمال فاهلوا
يا ايها المتزددون في افاقي الطلب
وتعالوا ايها المنتمون الى العبادان
وحصول الرب واقرعوا باب دارة
التي يعلم بمنبع البركات وعاكفوا
على حضرة التي تسمى بمعد الخيرات
ترقبوا من تطفة حصول المقاصد
والمرادات وتوعدوا من نقره
نبيل المكارم والسعادات هو الشيخ
المكمل سيدنا و مولانا ملاك الدين
القائم في السبب الحمدي الحسيني عند
المولد القدسي المحتد لاندلسي في
حقه غبطة والسمناني في امره
عبوة طرد الطوسي عند ظهوره
وفراغ اباي من سطوة طلوعه
ومقر فضله الغزالي ومنبت
تفوقه الرازي اللهم ليسر اماله
وضاعف كماله واحفظه من طوائف
الايام وموجبات الاضرار الاكلام
ماهر عظامه وحده حمام بحرمة التقي

ولايت کے کوہ طور سے اپنے اطوار سے
خبر رکھتے ہیں منتہیوں کے اسرار پر اپنے
اعمال کے مشاہد سے مطلع ہیں۔ جو شخص کہ
آپ کے ارادہ کے مضبوط کرے سے
تکیہ لگائے، وہ کمال کے مارچ پر چڑھ جاتا
ہے۔ جس نے آپ کے اخلاص کی رشی
کو مضبوط پکڑا، تو وہ مقاصد کے پالنے میں
نیک نیت ہوا۔ کمال کے حصول کے لئے
کامیاب ہوا۔ پس اے طلب کے جنگلوں کے
بھٹکنے والو دوڑو۔ اور اے خدا کے پہنچنے کے
عبادان (نام موضع) کی طرف مستعد ہو کر چلنے والو
آؤ۔ ایسے حضرت کے دروازہ کو کھٹکھٹاؤ کہ جو چشمہ
برکات کے نام سے مشہور ہے اور ایسی درگاہ پر ظہان
کرو کہ جس کے نام معدن الخیرات ہے۔ اس کی مہربانی سے
حصول مقاصد و مرادات کی امید کرو۔ آپ کے نظر
سے بزرگیوں اور سعادتوں کے منتظر رہو۔ وہ مکمل شیخ
ہائے سراج، مولے دین کے مالک فاروقی نسب
محمدی حسب، اسمہندی مولد، قہمی اصل اندلسی کو، آپ کے
حق میں شک ہے۔ حتمانی کو آپ کے بارہ میں ہمت ہو۔
آپ کے ظہور کے وقت طوسی اندہ درگاہ ہوا۔ آپ کے
ظہور کے غلبہ سے فارابی بھاگ گیا۔ غزالی آپ کے فضل
کے منتظر ہیں۔ امام رازی آپ کے غلبہ کے
منبشت ہیں۔ خداوند انبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کی بزرگ آل و بزرگ اصحاب پسند
تا بعین کی حرمت سے جب تک باہل برتا رہو

والله اكبر وصحبه العظام اتباعه
الاخيار الى يوم القيامة عليه
الصلاة والسلام يا سيد ليس لي
طول البصاعة ولا حول الاستطاعة
الا مكرمتمكم ومرتكمكم قلبي قلبية
باصنا الذنوب الماشم وخوادي
مظلة باصنا الذمات والجرائم
ارحموا على احوالي وانظروا على
سريوتي وبالي حتى استخلص من هامة
الجهالة والضلالة وادقيق على
معارج السعادة والكمال اليوم
ليس اب مشفق الا انتم ومهرب
وما رب الا حضرة تكم كل الزمنة
عربي وجل وقاتي وعامة شهودي
وسنواقي مصر فة بمدحتكم
العاليه ومحمد تكم الكافية وافتقر
على الفائقكم ان كان في الادبة
والمنية سيدي لاني كليل دينة
عليل لا يطيق في العربي علم مقتضاي
اقتضائي فايتم المقصود بلسان
الفرس بتوفيق الله ذو القدس
عز شانہ وجل سلطانه انتهى

بکوتر بولتا ہے قیامت تک آپ پر اور ان سب
پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ آپ کی اسیدوں کو آسان
کرنے۔ زمانہ کی آنے والی آفات اور غموں اور
دردوں کے اسباب سے محفوظ رکھ لے میرے
سردار آپ کی مرافی اور رحم کے سوا میرے پاس
کوئی بڑا مال نہیں اور نہ مجھے گناہ سے پھرنے کی طاقت
ہے میرا دل طرح طرح کے گناہوں سے سخت ہو گیا
ہے میرا دل طرح طرح برائیوں اور برسوں سیاہ ہو چکا
میرے حالات پر رحم فرمائیں میرے باطن کی طرف
توجہ کریں۔ یہاں تک کہ میں جہالت اور لگاہی کے کٹے
سے چھوٹ جاؤں سعادت کمال کی ٹیڑھیوں پر چڑھ جاؤں
آج آپ کے سوائے میرا کوئی شفیق باپ نہیں اور سوا سچے
کی درگاہ کے اور کوئی بھانسنے کی جگہ اور مطالب نہیں۔
میری عمر کا تمام زمانہ میرے کثر اوقات اور اکثر مینے اور
سال آپ کی بلند تعریف اور رضائی مع میں مصروف ہیں
اگر میری حاجت اور خواہش ہے تو آپ کی زیارت پر
اس کو منحصر رکھتا ہوں۔ لے میرے سردار میری زبان
تھک گئی ہے۔ میرا بیان بیمار ہے۔ مجھے اتنی
طاقت نہیں کہ عربی میں اپنی خواہش کے مطابق
اظهار طلب کروں۔ اس لئے خدا کی توفیق سے جسکی
بڑی شان اور بڑی دلیل و محبت ہے۔ فارسی میں اپنا
مطلب عرض کروں گا۔

اس کے علاوہ فارسی زبان میں بھی آپ نے حضرت خواجہ صاحب کے ہر ایک
فصیح و بلیغ عرض لکھے ہیں جو آپ کے دستخطی راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ لیکن ان
کا وچ کرنا مالی ازموالت نہیں اس لئے صرف مذکورہ بالا عرضہ پراکتفا کی گئی +

اور دوسرے فرزند آپ کے خواجہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ آپ کے
برادر بزرگ دوسری والدہ سے ہیں اور آپ دوسری والدہ سے اور دونوں کی ولادت
کے درمیان چار ماہ سے کچھ زیادہ عرصہ ہے جیسا کہ آپ کے والد ماجد کی مذکورہ بالا فتویٰ
سے آپ کے تولد کی بھی سالن تاریخ وغیرہ ظاہر و عیاں ہے۔

تاریخ یکے چو شد نمودار	ہنگام تولد دگر آر
افتادہ بھر بر تلامس	ماہ رجب بچہ ششم +
ماہین خور این دو گوہر	گمذشتہ چار ماہ و اکثر
چوں صبح رسید آخر شب	چوں روز زدوشی لبالب
چوں ماہ تمام منشرح صدر	دظلمت شب چوں ساعت قدر

اس کے بعد آپ نے انہیں کے متعلق خدایات و عانیہ تحریر فرمائی ہیں اور

اسی ضمن میں آپ نے اپنی تشنگی و عطش کا بھی کچھ بیان کیا ہے۔

یارب کطلسم خود کشائی	ایں طفلک ما با و نسائی
خود را بہام خود گذارد	چوں غنجل زود سر برآرد
چندین ہر آفتاب فرستند	در بحر تو چوں جباب فرستند
ایں قطرہ ہم از شسا ایشاں	در موج خود ش کن پاشاں
باشد کام از د بر آید	چوں نیش از تو یا دم آید
بس تشنه و بس خرابم آید	در سرت یکدم آیم آید
ہر جا کہ ترشح تو بینم	در اعطش آیم و نشینم
اے بحر طرب بکام من شو	امروز یکے بجام من شو
من جام چہ سیکنم گدایم	مشتاق تو ام درکن گدایم
اکنوں دہنم کشادہ بہنہ	بحر من ایستادہ بہنہ
زیر گنت و شنو جان فکیت	حیران و نموش باید م زیت

آپ صورت و سیرت میں اپنے والد بزرگوار سے پوری مشابہت رکھتے ہیں
حافظ قرآن مجید ہیں اور علوم عقلیہ و نقلیہ سے بہرہ تمام رکھتے ہیں۔ چنانچہ بعض کتب متداولہ
کا نہایت ذکاوت و فطرت کے ساتھ آپ درس بھی دیتے ہیں۔ اور اصطلاحات و علوم

اس گروہ علیہ (نقشبندیہ) سے بھی نصیب کامل رکھتے ہیں۔ تعلیم کرومراقبہ اس سلسلہ کی آپ نے ہمارے خواجہ صاحب قدس سرہ (حضرت مجدد الف ثانی) سے حاصل کی ہے اور کئی مرتبہ دیوانہ دار اور کبھی پیادہ اور کبھی سوار ہو کر دہلی سے ترمذ پہنچ کر حاضر خدمت ہوئے اور خدمت بجا لے ہیں۔ اور ان لطافت و نظرات خاص حاصل کی ہیں +

بعض کتب علم کلام جیسے شریح مواقف وغیرہ یا بعض رسائل صوفیہ بھی آپ نے خواجہ صاحب سے پڑھے ہیں اور آپ نے علوم و اسرار خاص سے بہرہ کامل حاصل کیا ہے +

راقم الحروف نے کئی مرتبہ تنہائی میں خواجہ صاحب کی زبان مبارک سے آپ کی تعریف اور آپ کے اوصاف سنے ہیں۔ ایک روز آپ نے فرمایا کہ وہ محمدی المشربان محبوبان و معلو بان نسبت توحید اور صاحبان آزادگی و تقریب سے ہیں +

ایک وقت فرمایا کہ اگر یہ ہمارے خواجہ زادہ کمال و وسعت مشرب و بے تقدیری و تمیزی کی وجہ سے آزاد و شوریدہ حال نہ ہوتے تو میں اُن کو تعلیم طریقت کی اجازت دیتا۔ تاکہ وہ اپنے والد بزرگوار کی جگہ سجادہ نشین ہوتے اور طلبوں کو افادہ و انفاض پہنچا دیتے۔ کلامہ الشریف +

شک نہیں کہ ہمارے یہ مخدوم زادہ چونکہ مغلوب نسبت وجود ہو گئے ہیں اسلئے نہایت شوریدہ حال رہتے ہیں۔ نظارہ مظاہر جمیدہ اور سرود و آغانی سے حظ و افراحتا رہے ہیں۔ اس شوخ و حالی میں نارغ البال ہو کر ٹیڑھی ٹوپی سر پر لگائے ہوئے کوچہ و بازار میں پھرتے رہتے ہیں۔ کبھی جنگل و بیابانوں کی سیر کرتے ہیں اور اشعار پر سوز پڑھا کرتے ہیں اور آہ گرم و سرد دل پڑھتے ہیں اور خود بھی اپنے شعر کہتے ہیں +

ایک روز راقم الحروف آپ کی خدمت میں حاضر تھا فی البدیہ آپ نے شعر پڑھا

گشت گلستاں بہانہ اہیت نگاہ

ہوئے تو آوارہ کردہ باد صبارا

اس کے بعد آپ نے لفیق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم بھی اس پر چند ابیات

لکھو۔ چنانچہ بندے نے یہ دو مندرجہ ذیل بیتیں عرض کیں۔

راز نہانی لب ساندل شب خورے کیوتر کرداد لب لب لارا

خلق بحراب ابروت بچو دند شیشہ دل بنگشت قبلہ نما
 ہمارے خواجہ صاحب قدس سرہ نے اپنے بعض مکتوبات میں ایک مکتوب آپ کو نامی
 بھی جو آپ نے ان کے ایک عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ وہو ہذا
 صحیفہ مشہور فیہ رسید از ان فرحت فراوان بحصول انجاسید از شمول نسبت
 دستیلے آنکہ اندراج یافتہ بود نیک و مبارک است ایں دولت شمار اور
 چارہاہ میسر شدہ است در سلاسل دیگر اگر در وہ سال میسر گردد نعمت عظمیٰ شمرندہ
 عظیم تصور نمایند۔ شکر ایں نعمت بجا باید آورد۔ چوں سید انم کفایت شما بلند است
 و تحسین ایں قسم احوال از شائبہ عجب مبرا انظار ایں نعمت نمود آمد لکن شکوتم
 لا زید نگم رض قاطع است نوشتہ بودند کہ مشکوٰۃ توحید ظہور کردن گرفتہ است
 ایں دولت نیز مبارک باشد ادب تمام قبول ایں ارد نمایند۔ اما در غلبہ ایں حال
 آداب مشہور عتیرانیک مراعاة فرمائید و حقوق بندگی کمالی بفرمایید بجا آرد انتہی علی
 الا بجا باز +

یہ مکتوب آپ کے مکتوبات کی جلد ثانی کا چونتیسواں مکتوب ہے۔ اور بہت
 سے فوائد و معارف پر مشتمل ہے۔ من اراد الاطلاع بتفصیلہ فلیوجع الیہ۔
 پر شور و مستان لکھے ہیں اور اس جگہ صرف دو عریضوں کی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے :-

عریضہ اولیٰ

عوضداشت بندہ مجبور پر تقصیر محمد عبدالمقدّم آنکہ اوقات گرامی یہ غلے سلا
 انحضرت بیگز رود نہ امت و پریشانی کہ بردوری از خدا مان حضور دار و انقدر
 کہ گفت و نوشت مخچہ چندیں شوریدگی و سرگردانی سے دادہ کہ بشمار از ان شمار
 نتوان کرد سراپا در رواندہ است و ما ایں نہ اند کہ یم را شکر کہ در را بطہ اہلن
 کہ حاصل ان فنا و مہیتی است ذاتا و صفتا و عینا و اثر افتو سے نیست و چگونہ
 فتور را دیا بد کہ بعد از رجوع بوطن اصلی ہولے غربت در سر نہی ماندہ و انسائے
 غریبہ سے سید ہر داسرار عجیبہ جلوہ گر میا ز مد و باطن را با بیج ازینہا التفات نیست
 ہر دیا سنے عالم آب از سر گذر اند و اند اینہ فیض قدس شکر سی و بندگی انحضرت است

ذات والہی آنحضرت تاقیام قیامت بر فارق طُلاب سُلّاک باقی باد *

عریضہ ثانیہ

عزّنداشت کترین خدام والا درگاہ محمد عبد اللہ بعض اقدس باریان و گناہ
دراہ بردگان محفل غلامی مشاکل حضرت خداوند ہی قبلہ گاہی دام ارشادہ میرساند
کہ احوال بدان گونہ میگذرد کہ بیان آن فرصت دراز میطلبد تا سراسر انجام
چسیت و آخر بحسب کاشد شورشے شگرت سراپا پیچیدہ دریائے حقیقت کواج
است ہر لحظہ موج دیگر بر روی کار وارد و دو قطر در اباسوج بودن شریعت عشق
بیہات بہات چہ مے نویسم در حضرت قطب دائرہ ظہور دیوانگی سر دیگر
بیوانگی بخشند

گر گیم و گزندم گرفتہم کہ خیزم آسوستہ ام مستی از دلیرستان
لے قبلہ خدا پرستاراں کر مے نمایند تا از گرداب جنوں بسا صل ہوش اتم
زیادہ بریں گستانخی است الہودیت انتہے *

اور چونکہ آپ کی توجہات و عنایات فقیر حقیر پر بھی تھیں بہت سوغتایت نامہ
جو انفس نفسیہ پرست مل میں بندہ کو بھی ارسال فرمائے ہیں، چونکہ اُن کا ذکر موجب تطویل ہے
اس لئے انہیں پر آپ کا ذکر ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے والدہ ماجدہ کی دعا، جو
قریب ہی آپ کے چند ابیات میں مذکور ہو چکی ہے قبول فرما کر مراتب تکمیل و اکمال کو
پہنچائے۔ بحق اہل ارشاد *

اب ہم حضرت خواجہ صاحب قدس ستہ اور آپ کے دونوں فرزندوں کے
ذکر کے بعد آپ کے خلفاء کا ذکر کرتے ہیں *

ذکر خلفائے خواجہ حضرت باقی باللہ قدس سرہ

اعلم و اعلم و اعلیٰ اور آپ کے سب سے بڑے خلیفہ تو ہوائے خواجہ صاحب
حضرت مجدد الف ثانی تھے۔ اور اگرچہ یہ امر سزاوار تھا کہ آپ کے خلفائے سب سے
پہلے آپ ہی کا ذکر کیا جاتا۔ لیکن چونکہ آپ کے اور آپ کے فرزند ان اور آپ کے خلیفوں

کے حالات بحشرت ہیں۔ اور ان سب کا بیان بسط و شرح کا متقاضی ہے۔ اس لئے حضرت خواجہ صاحب کے دیگر خلفا کا ذکر کیا جاتا ہے۔ خاص آپ کے اور آپ کے فرزندوں اور آپ کے خلیفوں کا ذکر آخر کتاب میں کرتا زیادہ مناسب معلوم ہوا۔

شیخ تاج الدین سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ دیار ہند کے ہی رہنے والے ہیں اور ہمارے خواجہ صاحب قدس سرہ کے اجلہ اصحاب (ایمان طریقت) سے ہیں۔ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ شیخ الکبش (جو حضرت مجدد اب اللہ سید علی قوام کے خلیفہ سے تھے) کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ ان پر بہت کچھ انصاف و توقہات رکھتے تھے۔ ابتدا زمانہ میں جب کہ ہمارے خواجہ صاحب (حضرت خواجہ باقی باللہ) مشائخ و قوت سے ملتے پھرتے تھے اس تقریب کے ضمن میں آپ سنبھل (جو مصنفات بلاد دہلی سے ہیں) بھی پہنچے۔ اور شیخ الکبش موصوف الصمد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

شیخ تاج زآپ کی خدمت کرتے ہوئے اسی وقت سے آپ کے ساتھ ارادہ حاصل کر لی تھی۔

ہمارے خواجہ صاحب نے شیخ الکبش صاحب مرحوم سے نسبت انتساب حاصل کرنے کے متعلق استخارہ کیا۔ اور چونکہ اکابر خواجگان نقشبندیہ روح اللہ و اجہم سے اجازت نہیں پائی، اس لئے واپس آئے۔ لیکن آپ ان کے فقر اور مبالغہ احوال کے متفقہ تھے۔ جیسا کہ بعض مقومات سے معلوم ہوتا ہے۔

پھر جب آپ نے سفر آوارہ نھر سے ہندوستان کی طرف مراجعت کی اور ہایت و ارشاد و کلاب کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو اس وقت شیخ الکبش صاحب مرحوم وفات پا چکے تھے۔

شیخ تاج الدین سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ارادت تو پہلے ہی سے حاصل کر چکے تھے۔ اور باوجودیکہ اپنے شیخ سے اجازت خلافت حاصل کی ہے۔ آپ کی شرف صحبت و تربیت کا شوق ان کے دل میں پیدا ہوا۔ اور حاضر خدمت ہوئے۔

آپ نے ان کی تواضع، حق شناسی اور انصاف پسندی پر نظر کر کے عنایت

و تو جنہاں خاص شامل کیں اور انہیں اپنا جلیس خلوت و انیس محفل اختصاص بنایا۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مستفیضین سے آپ کی صحبت بابرکت میں زیادہ رہنموا
شیخ تاج الدین کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ احوال و اسرار و معارف کے پوچھنے میں بھی ان کو آپ کی خدمت میں بڑی جرات و دلیری حاصل تھی۔ حتیٰ کہ بعض اوقات یہ آپ کو مغلوب الحال پا کر حکایات و لطائف بیان کر کے اس عالم شعور کی طرف بھیج لاتے۔ چنانچہ خواجہ صاحب کے حالات میں اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ بالعمدہ خواجہ صاحب نے ان کو نسبتاً علی نقشبندیہ سے آگاہ کیا۔ اور تعلیم طریقت کی اجازت دی +
بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے خواجہ صاحب سے اجازت تعلیم طریقت شیخ تاج الدین نے حاصل کی +

راقم الحروف نے خود انہیں کی زبان مبارک سے سنا ہے، آپ نے بیان کیا کہ جب خواجہ قدس سرہ مجھے اجازت دینے پر مامور ہوئے۔ تو آپ کے منیر حقائق پذیر پر خیال گذر کہ وہ خواب میں کافر نقشبندیہ کی طرف سے کوئی ایسا امر دیکھے جو اجازت دینے کی طرف اشارہ کرتا ہو، تو اس وقت اجازت دینی چاہئے +

چنانچہ اس کے بعد ہی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بخدا دا میں خواجہ علی متینی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں ہوں۔ آپ نے کلام میرے سر پر رکھ کر عنایات بیانات فرمائیں۔ جب میں نے آپ کی خدمت میں یہ خواب بیان کیا آپ نے مبسم کر کے فرمایا کہ میرے دل پر بھی یہی خطرو گذر رہا تھا +

بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نے انہیں اجازت دی تو اس کے بعد سے آپ کی نفس نظر میں ایک عجیب اثر پیدا ہوا۔ وہ یہ کہ جب آپ کسی کو اس طریقہ کی تلقین فرماتے جذبات و عنایات اور احوال اس پر پیدا ہونے لگتے۔ اور اُسے مغلوب احوال کر دیتے +

چنانچہ جب شیخ تاج الدین نے آپ سے اجازت رخصت حاصل کر لی۔ تو اسی شب کو یہ اپنے ایک دوست کے یہاں جو خواجہ صاحب کے مریدوں میں سے ہی تھے جا کر ٹھہرے۔ ان کے دوست کی زوجہ کو اس امر کی خواہش پیدا ہوئی۔ کہ وہ ان سے سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیم ذکر حاصل کرے۔ چنانچہ اُس کی یہ درخواست منظور ہوئی اور اُسی

شب کو اُس صاحبِ حالات بُدبابت کثیر و پیدا ہونے لگے۔ اور کشفِ کلیتِ ارواحِ نوحہ بھی چل پڑا۔ اور یہ تمام حال اُس نے شوہر سے بیان کیا۔ تاکہ وہ ان سے بیان کریں یہ تمام حال سُنتے ہی اُس کے شوہر کے سر میں شور و جنوں پیدا ہوا۔ حالانکہ اس سے چند روز پہلے اس نے شیخ تاج الدین سے التماس کیا تھا۔ کہ وہ فرصت ہوتے وقت ان پر خواجه صاحب کی نظر و عنایات خاص و مبذول رکھنے کے لئے فرماتے جائیں خوجہ صاحب نے بنا برحکمت و مصلحت بجواب اس کے فرمایا تھا کہ ہم سے اُن کو بہت کم فائدہ پہنچنا معلوم ہوتا ہے +

خواجه صاحب کا یہ جواب وحشتِ اثر شیخ تاج الدین نے مصلحتِ ان سے بیان نہیں کیا تھا۔ آخر اس شب کو فرطِ جنوں وحشت سے درویش نے پوچھا کہ ہم نے چند روز پہلے التماس کیا تھا۔ اُس کا کیا جواب لائے۔ نہایت اصرار کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ خواجه صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم سے اُن کو بہت تھوڑا فائدہ پہنچنا معلوم ہوتا ہے +

یہ جواب سُنتے ہی درویش متحسناً (امتحان لیا گیا) گریباں چاک کر کے نفرتِ واقفان و خیراں و دولت کی طرف زبانِ حل سے یہ بیت بڑھتا ہوا روانہ ہوا
 در ہر شہر چوں من نیست یک شیدائی خرقہ جلے گرد و ساغودنتر جا
 اس شوریدہ و پریشاں حالی میں خواجه صاحب کی مسجد تک پہنچا۔ اور آپ کو دیکھتے ہی بڑا اضطراب و بیچ و تاب کے ساتھ دوڑ کر لپٹ گیا۔ اور زمین پر گر پڑا۔ لوگوں نے چاہا کہ درویش کو چھوڑ کر آپ سے بُدا کر دیں۔ آپ نے منع کیا۔ اور خود کو درویش کے سپرد کر دیا، اور چند بار درویش کے ساتھ زمین پر لوٹتے پھرے اس کے بعد نہایت شفقت کی۔ آپ نے فرمایا کہ اے درویش ہم سے کوئی کام بھی رکھتا ہے درویش نے کہا ہاں! جو کچھ کام رکھتا ہوں تمہیں سے رکھتا ہوں۔ آپ نے قسم کیا اور فرمایا کہ تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ پھر فرمایا اچھا میری پیشانی پر نظر کرو۔ درویش بجز نظر کرنے کے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا +

آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کی حفاظت کرو۔ چند ساعت کے بعد درویش کو افادہ ہوا۔ دوستوں نے پوچھا سر بیہوشی کیا تھا۔ بیان کیا جنہی میں نے

آپ کی پیشانی کی طرف نظر کی دیکھا جو کچھ کہنے سننے میں نہیں آ سکتا ہے۔ میرا مقصود اُس کا دیکھنا ہی تھا ۛ

لوح محفوظ است پیشانے یار ستر کونین است دروے آشکار
اس کے بعد جب خواجہ صاحب نے اُس کی زد و کج حال دریافت کر کے اُس کا حال پوچھنے کے لئے تشریف لے گئے اور اُسے اپنے قرب و جوار میں لے آئے۔ اور عنایات خاص اُس کے شامل حال کیں۔ چنانچہ وہ آپ کے مین برکات سے درجات و مقامات عالیہ پر پہنچی۔ اور آپ سے اجازت تعلیم طریقت بھی حاصل کی۔ چنانچہ آج کل قلم سلطان فیروز کی ذکر و شغل رکھنے والی عورتیں اُن کی طرف رجوع رکھتی ہیں۔ اور صفائی سترو ذکر و دل و جذبہ مقام و حضوڑ تک پہنچتی ہیں۔ اور بی بی دولت نام جنہوں نے انہیں کی صحبت و خدمت سے فیض پایا ہے مشہور و معروف ہیں۔ اُن کی لڑکی خواجہ حسام الدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ سے منسوب ہیں۔ خیر بہ جملہ مقررہ تھا۔ اب ہم پھر شیخ تلج الدین سلمہ اللہ کے حالات بیان کرنا شروع کرتے ہیں ۛ

آپ انہیں ایام میں اجازت حاصل کر چکے تھے، تسبصل گئے اور ہدایت و شاہد طلب میں مشغول ہو گئے۔ بعضے ماسدوں نے زبان ملامت دراز کی۔ ایک دیوانہ شخص ابو بکر نامی جو اُن کے پیر بھائیوں میں سے تھا۔ شوریدہ سر جو رہا تھا شیخ موصوف نے اُسے تادیب کی۔ اور گجنانہ بیگانہ کی ملامت سے تنگ آ کر خواجہ صاحب کیندر میں شکایت لکھ بھیجی۔ آپ نے بجواب اس کے تحریر فرمایا کہ تم نے شیخ ابو بکر کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، میں نے پڑھا۔ اس قسم کی گفت و شنید شفقت و کار شناسی سے بعید ہے۔ اولیاء کبار سے محفوظ نہیں ہیں۔ پھر وہ بیچارہ جب کہ اُس نے چند روز ہی سلوک و طریقت سے تصفیہ حاصل کیا ہے۔ کیونکہ محفوظ ہو سکتا ہے کہ خلاف اتیانہ اُس سے ظاہر نہ ہوں اور بالخصوص بحالت دیوانگی و بعقل ایسے شخص سے اُسید مقامت نہیں رکھنی چاہئے۔ ہر چند کہ وہ مقام ولایت تک پہنچا ہو کیا عجب ہے کہ اُس وقت نامعقول ام اُسے معقول نظر آیا ہو۔ اور صورت صواب اس کی نظر سے پوشیدہ رکھی ہو کارخانہ دیوانگی کچھ اور ہے۔ دیکھو تکالیف شرعیہ عقل کے ساتھ مربوط ہیں۔ ان فرض اُن سب کو اپنے اپنے مرتبہ پر معذور رکھنا چاہئے۔ اور نظر فاعل حقیقی پر رکھنی چاہئے۔ بلکہ

سعیت وجود کو دیداد بجاننا چاہئے۔ کیونکہ نفوس مختلف ہیں، بعض نفوس اتارہ ہیں بعض
مٹھنے اور بعض ان دونوں کے درمیان اور اُسے تو امر کہتے ہیں۔ اور تقسیم بھی نفوس
ذوی اقول کی ہے۔

نفس مٹھنے تو اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے۔ اہل نفوس اتارہ کو بھی معذور رکھنا چاہئے
بلکہ ہر ایک کام کو بنظر لطف دیدہ سے غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہئے۔ اہل سنبھل کے لئے
بھی انکار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ انہیں ترقیم کی نظر سے دیکھنا چاہئے کہ وہ کیونکہ استقامت
عقل سے باہر ہو گئے ہیں اور شبیہ نفوس کو فراموش کر چکے ہیں۔ اگر ایک عاجز شخص سے
کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو اس پر بظلمان کا حکم کیوں لگاتے ہیں اور اُس کے تمام امور کو
ایک گناہ کے ساتھ ملتبس کرتے ہیں۔ الحمد للہ والفقہ کے ملاست نصیب اولیا ہے۔ ہم نے
خود بھی ان امور کے متعلق طریق دیگر اختیار کر رکھا ہے۔ وہ یہ کہ جب ہمیں کسی کی طرف سے
کوئی ملاست پہنچتی ہے۔ خود اپنے نفس میں غور کرتے ہیں اور کوئی نہ کوئی بد صفتی اپنے اندر
پاتے ہیں۔ اور اس اشارۃ ملاست کی طرف اشارہ ہے، کو معظمت و نصیحت بھیجتے
ہیں۔ اور اس خاص اقد میں بھی اپنے اندر بہت سے نفاق اور تلبیسات پائے ہیں اور
اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ دفع ہو جائیں گے۔

اب تم کو غور اس امر میں کرنا چاہئے کہ اہل سنبھل کے ملاست کرنے سے کوئی
قباحت تمہارے لاحق حال ہوگی۔ کیا تمہاری عبادت قبول نہ ہوگی یا صفائی و توجہ برطرف
ہو جائیگی یا خداوند تعالیٰ کی بارگاہ سے رد ہو جاؤ گے
معتوقہ تراو بر سر عالم خاک

اس سے پہلے یا بعد یہ مکتوب بھی آپ نے شیخ تاج الدین کو لکھا ہے۔
کارے مکن کہ وحشت رشکم فزوں شود
سیدے چوسن ز دام و فایت بروں شود

تمہارا مرغ و دست آموز نازک مزاج ہے اور اللہ کہ اس مسکین کے ہاتھ میں کم پرواز ہو
اور اس بیابان کا گرم و سرد اُس نے نہیں دیکھا ہے۔ غرض کہ اُس کو ناز کے ساتھ رکھنا
چاہئے۔ سُنتے اللہ یہ ہے کہ اعزاز و تعظیم واسطہ مورث فیض لائقا ہی ہے۔
چوں زمانی بغیر ما منکر الحمدرا الحمد ز رفیر ما

اشارہ اللہ تعالیٰ انہیں چار پانچ روز کے اندر میں تمہاری طرف متوجہ ہو ونگا۔ کیونکہ اس سے ایک وز پلے اشارہ ہوا ہے کہ تمہاری طرف ابھی توجہ نہ کروں۔ اس کے بعد سے غائبانہ میں تمہاری ترقی کی طرف اپنی ہمت مصروف کر دینگا۔ یہ امر ظاہر ہے کہ تمہارے اور لوگوں کے درمیان ایک جنگِ نزاع واقع ہے۔ لہذا جو امر مناسب حال ہے اس کے لئے پورا اہتمام کرو۔ تاکہ عین یقین سے حق یقین تک پہنچکر اوج بقا باللہ کی منزلیں جاکر ٹھہرو۔ اور آثارِ سریر معشوق بحق یقین معشوق میں مشاہدہ کرو۔ اور معنی وَمَا دَمِيتْ اِذْ دَمِيتْ وَلٰكِنْ اِنَّهٗ دَعٰی كَاذُوْق حاصل کرو۔ اور ستر کُلْ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهًا مَّتَّحِقٌ ہُو خلافت الہیہ بجز اس کے اور کسی صورت میں تحقق نہیں ہوتی۔ چنانچہ سلطانِ مملکت تحقیق خواجہ احرار فرماتے ہیں جب تک کہ وَمَا دَمِيتْ اِذْ دَمِيتْ کا پرتو باطن میں نہ پڑے وہاں نہیں کتنا چاہئے۔ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ یہ امر شرفِ ظہور انوارِ توحید سے ہی حاصل جاتے ہیں۔ کیونکہ سب کو بصفہ بھگی دیکھنا آذر ہے اور بصفہ یگانگی دیکھنا اور بات۔ اور یہی معنی میں نورِ کانِ اللہ و لہد یکن معہ شئی کے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ ازل میں تھا اور اب بھی ویسا ہی ہے۔ یہ دیگر امر ہے اور دقیق ہے۔ تحریر و تقریر کی گنجائش مطلق نہیں رکھتا۔ والسلام مع الکرام ۛ

یہ مکتوب بھی آپ نے شیخ تاج الدین صوف کو لکھا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:-
لے عزیز من! ہدایتِ مطلق پر تو مَآذَا نَمُ الْبَصَرُ وَمَا طَعْنی میں ہے کہ سالک کا باطن گرفتار ذاتِ بخت کا ہوتا ہے اس کی علامت و نشانی یہ ہے
تمام مقامات و مشاہدات حقیر معلوم ہوتے ہیں ۛ

رنجہ چند نہ کس نہ اند چہ نہ دند برسیہ نقد ہر دو عالم خست نہ دند
اگر صاحبِ این حالت بشرطِ کشش اس حالتِ ستر سے بقاء بندگی تک پہنچکر منظرِ اسمِ الغنی ہو۔ تو اس کا فقر نہایت کو پہنچیکا الفقرا ذاتِ اللہ ہوا اللہ ہی ہے۔ اور یہ بدوین استغراق و کشش الہی اور بدوین دریافت کرنے اس امر کے کہ کشش اُسی کی جناب سے ہے۔ اور کہ سُرور کائنات و اشتباحِ عالم بجز سراب کے اور کچھ نہیں میں مبینہ نہیں ہوتا۔ انتہی کلامہ الشریف ۛ

جب خواجہ صاحب نے اس عالم فانی سے انتقال فرمایا۔ شیخ تاج الدین علیہ السلام تعالیٰ

کو سفر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ اکثر ممالک ہندوستان اور بالخصوص کشمیر وغیرہ کی سیر کر کے زیارت حرمین شریفین کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب آپ اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔ سکناے آں اکملہ متبرکہ کو شیخ کے ساتھ خلوص و اخلاص پیدا ہوا شیخ محمد علان کہ اکابر حرم شریف سے تھے اور علم و عمل۔ ریاضت و مجاہدہ اور قناعت سے نصیب از رکھتے تھے۔ آپ کے مستفیدین میں سے ہوئے +

اس سے پہلے بھی شیخ محمد کو سلسلہ علیقت بندتہ کے ساتھ بہت کچھ اعتقاد و اخلاص تھا۔ چنانچہ کتاب رشحات عین الحیات کا عربی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ تاکہ اہل عرب بھی حسن و لطافت اقوال و علو احوال اکابر اس سلسلہ سے مطلع ہوں۔ اور خود ہمیشہ سے اس بات کے جویاں تھے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کے کسی خلیفہ کامل کو وہاں پہنچائے جس سے یہ اخذ طریقہ کریں +

جب شیخ تاج الدین ہاں پہنچے بعض اکابر اس سلسلہ نے اُن کو شیخ تاج الدین کے حالات سے مطلع کیا۔ وہ باخلاص تمام آپ کی خدمت میں آئے۔ اور طریق ذکر و شغل اخذ کیا۔ اور نہایت تواضع و انکسار کے ساتھ آپ کے پاس آمد و رفت رکھنے لگے۔ ان کے اس اعتقاد و خلوص کی آمد و رفت رکھنے سے اور لوگوں کا اخلاص بھی بڑھ گیا +

راقم نے خود شیخ تاج الدین کی زبان مبارک سے سنا ہے آپ فخر یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں عرب شیخ محمد علان، کہتے ہیں۔ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسلئے ہجری میں وفات پائی ہے +

اس کے بعد شیخ تاج الدین حجاز سے پھر ہندوستان واپس آئے اور پھر انہیں بلاد شریفہ میں چلے گئے۔ اور آخری دفعہ تبصرہ و کوٹہ کی طرف گئے۔ اور وہاں بھی جم غفیر آپ کے سلک ارادت میں داخل ہوا۔ اور حاکم تبصرہ بھی آپ کے خدصین میں داخل ہوا۔ اسی اثنا میں کہار باب ارادت بکثرت جمع ہو رہے تھے ایام حج نزدیک آ گئے۔ اور قافلہ حرمین شریفین روانہ ہو گیا +

یک طرف بانگ صدی یک جانب آواز دے

از گراں جانے بوداں را کہ دل ماند بجاے

لہذا آپ شیخ تاج الدین و طریقیت کو چھوڑ کر اسی لباس احرام میں ایک آدمی اور دو خاواں

فقر کو ہمراہ لیکر فقر و فاقہ کے ساتھ متوجہ بیت اللہ شریف درود مستی اللہ نام پڑھئے ۛ
 راقم الحروف کا ایک فاضل دوست صہالح نام بیان کرتا ہے کہ سترہ سبزی
 کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کے میلانِ غات میں دیکھا کہ آپ احرام باندھے ہوئے ہیں جسم
 گرد و غبار آلودہ ہے۔ بال پریشان ہیں اور محاسن سفید ہو گئے ہیں اور آنکھیں تار پش سفر یکہ
 نشائے سستی سے سُرخ ہو گئی ہیں۔ میں آپ کا یہ حال دیکھ کر سخت متأثر ہوا۔ اور میرا
 اعتقاد آپ کے ساتھ اور زیادہ ہو گیا ۛ

آپ نے فرمایا کہ میں برسوں شہروں اور بیا بانوں میں پھرا ہوں اور اسے اور
 اُسے آزمایا ہے۔ اب ارادہ ہے کہ دوست کے گھر کی جاروب کشی کروں۔ اور یہیں
 خاک ہو جاؤں ۛ

نوش آں سرے کہ برآں آستانِ خاک شود

حق سبحانہ و تعالیٰ اُس یادگار باقی کو باقی رکھے۔ بحق المحرمین الشریفین زاد ہما اللہ شرفاً
 و کرامتہ ۛ

آپ نے اطوار و اقوال ارباب ذوق وصال کے متعلق بعض اچھے اچھے سائل
 بھی لکھے ہیں اور افادہ اہل عرب کی غرض سے خواجگانِ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کے بعض
 فارسی رسائل کا عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ اور جب سنا کہ بعض علماء نے ظاہر پیری و مریدی
 کو بدعت کہتے ہیں تو اس کے اثبات مسنونیت کے متعلق بھی ایک سالہ تحریر کیا ہے ۛ
 اس جگہ دوسرے بزرگ اُس رسالہ سے کہ تعلیم اذکار کے متعلق آپ نے لکھا ہے ترجمہ
 کئے جاتے ہیں :-

ب

اور کلام خواجہ عبد اللہ امام رحمۃ اللہ علیہ کا کہ نفحات الانس میں مذکور ہے کہ
 اولاً صورت اس شخص کو کہ جس سے نسبت پائی ہے، خیال (تصور) میں لائے جیسا کہ
 لکھتا ہے :-

فینبغی ان تجعل صورت	پھر چاہئے کہ توشیح کی صورت کو اپنے دہیں
الشیخ علی کفک الايمن فی خیالک	مونڈھے (کندھے) پر اپنے خیال میں رکھے اور اپنے
و یعتبر عن کفک الی قلبک امر ممتد	مونڈھے سے اپنے دل کی طرف ایک لمبا امر سوتا

اوشیخ کو اس امر پر لگے اور اس کو اپنے دل میں رکھے
کیونکہ تجھ کو اس سے غیبت حاصل ہوگی +

او یاتی بالغیبة علی ذلک الامر الممتد
و یحصل فی قلبک فانه یرجى لك
بذلک حصول الغیبة

ب

ذکر کا اثر یہ کہ تو نفی کے زمانہ میں وجود
بشریت کو اپنے وجود سے دور کرے اور
اثبات کے زمانہ میں تجھ پر جذبات الہیہ کے
تصرفات کے آثار سے کوئی اثر ظاہر ہوگا۔ استدلال
کے موافق اثر مختلف ہوا کرتا ہے۔ بعض تو ایسے
ہوتے ہیں کہ ان کو پہلے ماسوے اللہ سے
غیبت حاصل ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں کہ پہلے
ان کو شکر و معیت حاصل ہوتی ہے اور اس کے بعد
اس کو وجود عدم متحقق ہوتا ہے۔ اس کے بعد فنا
سے مشرف ہوتا ہے جیسا کہ شیخ عبد اللہ انصاری نے
اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے واذکوردک اذ انیت
یعنی جب اپنے غیر کو محمول جائے پھر اپنے نفس کو محمول
پھر خدا کے ذکر میں اپنے آپ کو محمول جائے +

اثر الذکر انک فی زمانہ
التفی ینفی عنک وجود البشریة و
فی زمان الاثبات یظہر فیک اثر
من آثار تصرفات الجذبات
الالہیة والاثر متفاوتہ بحسب
الاستعدادات فتم اول ما یحصل
لہ الغیبة عما سوی الحق وبعضہم
اول ما یحصل لہ الشکر والغیبة وبعد
ذلک یتحقق لہ وجود العدم وبعدہ
یتشرف بالفاء کما قال الشیخ عبد اللہ
انصاری فی تفسیر ہذا الایہ
واذکوردک اذ انیت ای انیت
غیرہ ثم انیت نفس ذکوک ثم
انیت فی ذکوک الحق ایاک +

خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ بھی خاص اصحاب اجلہ احباب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں
والد ماجد آپ کے مجموعہ علوم مخزن انی قاضی نظام بہشتانی تھے جن سے مولانا ربانی
معین ترکستانی نے سبق ذکر حاصل کیا ہے۔ وہ آپ کے اجلہ تلامذہ سے تھے اور ربی
صدق احمد مجنید رحمہما اللہ کے بھی شاگرد تھے۔ غرض آپ نے بھی اپنے بہت بڑا

میں یادگار چھوڑے ۹۶ھ ہجری میں آپ نے اسرار الحسن سے کوچ کیا ۛ

چونکہ آپ اپنے آخر زمانہ میں امراء خاص سلطان ہند کے زمرہ میں منسلک ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ کے فرائد سعادتنہ چند روز تک تقيّد جاہ و منصب میں پھنسے رہے آخر کو فرائد مناسبت کے باعث جو آپ کو ہمیشہ سے اولیاء اللہ کے ساتھ تھے آپ ہمیشہ سے خدمت فقرا کی طرف مائل تھے۔ اور کج مسکنّت و انزوا کے خوائشاں و جویاں ہوتے تھے۔ انہیں ایام میں آپ حضرت خواجہ صاحب کی صحبت بابرکت میں پہنچے۔ آپ کے یمن برکت سے وہ صحبت اور وہ شوق و ذوق مسکنّت و انزوا جو آپ کو پہلے سے تھا غالب ہوا۔ اور یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب کہ آپ مادر النہر گئے ہوئے تھے۔ غرض آپ کے یمن برکت سے جذبہ الہی نے اُن پر غلبہ کیا۔ اور وہ آبراء، ایم بن ادہم رحمۃ اللہ کی طرح جاہ و ثروت چھوڑ چھاڑ کر سب سے کنارہ کش ہو گئے ۛ

چونکہ سلطان وقت کی آپ پر شفقت بہت تھی اور شیخ ابو الفضل کن اسلمت کے آپ داماد ہوئے تھے۔ اس لئے ان دونوں کو آپ کے ساتھ اس امر میں کمال خلوص تھی کہ آپ فقر سے غنا کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ اس کے متعلق بہت سے حکم و حکام آپ کے پاس پہنچتے رہے۔ لیکن آپ چونکہ اپنے قدم ہمت جاوہ استقامت پر مضبوط جما چکے تھے ۛ

سہی بہو دہ اُغیار بجائے نہ رسید

لامحالہ کج مسکنّت و تفرد و تجرید اختیار کیا اور خواجہ صاحب کی مراجعت کے منتظر رہے اور وقت مراجعت آپ کی لازم الخدستی اختیار کی۔ اور تعلیم اذکار و مراقبات خواجگان بزرگوار حاصل کرنی شروع کی۔ ان اذکار نے آپ کو عالم بالا کی طرف کھینچ لیا ۛ

بیان کرتے ہیں ان ایام میں بھی شیخ ابو الفضل آپ کی مزاحمت کرتا رہا۔ اور آپ تنگ ہو کر خواجہ صاحب سے شکایت کرتے۔ آپ فرماتے خاطر جمع رکھو اُس کا کاروبار چند روز ہی میں درہم برہم ہونے والا ہے ۛ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ چند روز کے بعد وہ مقتول ہوا ۛ

میں نے سنا ہے کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خواجہ حسام الدین کو بطریق جلال تربیت فرماتے تھے۔ بظاہر بہت عتاب کرتے تھے اور نکال دیتے تھے اور باطن میں

خطاب کر کے بلاتے تھے ۛ

چرخش نازیت بارخوریوں زویدہ ماندہ راوزویدہ جویاں
پچشمے ناز بے اندازہ کرن بدیگرچشم عمدے تازہ کردن

بالجملہ برسوں تک صدق اور تواضع و انکسار کے ساتھ آپ کی خدمت بجالاتے رہے اور نظرات غامضہ احوالِ محبتہ حاصل کئے، حتیٰ کہ پہنچے جہاں تک کہ پہنچے۔ اور خواجہ صاحب سے اجازت تسلیم حاصل کی۔ لیکن غلبہ تعزید و آزادی کے باعث تعلیم و تربیتِ طلباء پر قائم نہ رہ سکے۔ اور اس لئے چار و ناچار بامنتثال امر شریف ایک تن واحد کی تعلیم تربیت کر کے اتماس کیا کہ انہیں معذور رکھیں۔ چونکہ خواجہ صاحب نے انہیں اس معذرت میں صادق پایا، عذر قبول کیا۔ اور آہ سرد نکلا کر فرمایا۔ خوب کیا کہ اپنے آپ کو خلاص کر لیا۔ آپ کی مرض موت کے وقت آپ کے کھلائے اصحاب میں سے بجز آپ کے اور کوئی موجود نہ تھا۔ اس وقت آپ ہی بیدار رہ کر خواجہ صاحب کی خبر گیری رکھتے اور افاضات حاصل کرتے۔ خدماتِ مخمور و کمفین آپ نے ہی انجام دی۔ اور آپ کے انتقال کے بعد بھی خانقاہ پر خدمت کرتے رہے۔ اور اپنے پیرزادوں کی خدمت بھی کرتے رہے چنانچہ آپ کی سمی و کوشش سے آپ کے محمد دوم زادے فضل و صلاح کو پہنچے ۛ چنانچہ ہمارے خواجہ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) نے اپنے پیرزادوں کے ایک سلوک میں آپ کی خدمات کا شکریہ ان لفظوں میں ادا کیا ہے :-

”معارف آگاہ خواجہ حسام الدین احمد کو حق نقالے ہماری طرف سے جزلے غیر
مے کہ ہم قاصروں کی خدمت انہوں نے اپنے ذمہ لی اور خدمتِ عتبہ علیہ کے لئے ہر وقت
کمر بستہ ہے۔ اور ہم دورانِ قادیان کو اس سے فارغ اہال کیا ۛ
گردن من زبان شود ہر موی یک شکر تو از ہزار متوانم کو

انتہی کلامہ الشریف ۛ

آوقاتِ جناب خواجہ حسام الدین کے یہ تھے کہ جب آپ صبح سے فارغ ہوئے تو چند ساعت مراقبہ کرتے اور اشراق کی نماز پڑھ کر اپنے پیر زگوار کے مزارِ فاضل انوار کی زیارت کو جاتے۔ جو بیرونِ شہر قریباً دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہاں جا کر تلاوتِ قرآن مجید اور عبادت اور مراقبہ وغیرہ کیا کرتے۔ چنانچہ ہر روز آپ پندرہ پائے تلاوت

کرتے۔ اور شکوۂ شریف کی چند حیثیتیں مطالعہ کرتے۔ نماز عصر پڑھ کر گھر واپس آتے۔ اور اہل و عیال کی خبر گیری کرتے +

باد جو اس تنہائی اور کنارہ کشی کے اگر آپ کے گھر کوئی مہمان آتا۔ تو ان وظیفہ میں کمی کر کے مہمان کی دجوئی میں مصروف ہوتے +

خلق اللہ پر بھی آپ بہت شفقت رکھتے تھے۔ باوجودیکہ آپ کو امر اور نوسا سے خلط مطر رکھنے سے ہمیشہ سے نفرت تھی۔ تاہم فقر و مساکین کی حاجت روائی کے لئے امر اور نوسا سے سفارش کرتے۔ حتیٰ کہ آپ ان کی بعض ایسے امیروں سے سفارش کرتے۔ کہ آپ کے بعض مخلصوں کو ان سے سفارش کرنا ناگوار گذرتا۔ اور وہ التماس کرتے کہ آپ ان امیروں سے سفارش کرنے سے کنارہ کش رہیں۔ لیکن جب کوئی حاجت آپ کے پاس آتا آپ صبر نہ کر سکتے۔ اور سفارش کر دیتے۔ ہر چند کہ آپ کے فرزند کہتے کہ حفظ آبرو بھی ضروری ہے۔ فرماتے ہم اس آبرو کے ساتھ آسٹیا گردانی کرینگے۔ کیا سعادتمند ہے وہ آبرو جو مسلمانوں کی کشت دل کے سرسبز و شاداب کرنے میں صرف ہو +

خواجہ صاحب (یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ) کے انتقال کے بعد آپ کے اوہامے خواجہ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) کے درمیان ایک مسئلہ کے متعلق کچھ طلال واقع ہو گیا تھا لیکن الحمد للہ کہ بعنایت النہی آخر وہ ملال رفع دفع ہو گیا۔ اور وہی پہلا سا خلاص پھر قائم ہو گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے اپنے بڑے فرزند کو تربیت کے لئے خواجہ صاحب کے پاس بھیجا۔ آپ بھی بہت کچھ عنایات و توجہات ان پر شامل حال رکھتے تھے چنانچہ آپ کے اس مکتوب سے جو آپ نے قیمہ شیخ تاج الدین سلطنت دہلی کے جواب میں تحریر فرمایا ہے اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ وھو ہذا

”ملاحظہ فرمائیے ارشاد پناہ کہ از سورت پیش از توجہ بران پور نوشتہ بودند آثار لطیف پیش از کتا بہاے پیش دران خواندہ میشود و ز پیش از تحریر این قیمہ رسیدہ آنچہ از معارف بقلم آمدہ بود پندار وقت بردن وقت صاحب این باعی بودہ رباعی

ہر جا قدمے زویم در کوئے تو بود ہر گوشہ کر فیتیم بہا ہوئے تو بود

گفتہ کہ سوسے دگر پہلے نیست ہر راہ کہ در تسمیم ہم سے تو بود
ازینجہت کہ از اہل بقا صادر گناہند چیز نادرین مکتوب خواهد بود۔ اما چون در
عمل است و دیوانگان این مسجد بواسطہ بطور بعضی احوال از حول وقت خود
بسیار دوری جستہ اند ہرچہ مقوی عمل رعایت اصول دین باشد بلکہ اینہا
نافع ترینانید و از حقائق کہ در نوشتہ شریف بود بمقدار حوصلہ اینجا ہم بسیار رو
میدہد۔ اما آنچه از محنت حامل ذوق سلیم ایشان شنیدہ کہ سبب خدمت حدیث
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است این حقیر خوان آنست و گاہ
بقیہ سید ہند خیلے این سعادت را عظیم نمودہ اند بتخصیص فانیان باقی بخی را زیبا
تر است بلکہ بہ گراں این خلعت زیبانیست و تواند کہ از میں عظمت ہر راہ اہل
رسانہ غرض ازین گستاخی بیان حاجت خود است و التماس دوا سے موافق
مرض اگر معنی دیگر فہم شود مراد ازین کاتب نیست بحد اللہ کہ فقیر زادگان با سادہ
دیگر طلبہ و در رسیدہ و با قصور و نقص خود معلوم این حقیر گردید کہ مفرد جدائی از پدر
و اہل نافع باشد و باین اشارہ با بشارت خدا نا استاد سے و ارشاد پناہ ہے
سکہ اللہ تعالیٰ در فرستادن فقیر زادہ مذکور آمد آمد با جازت و رخصت ملازمی
استادی شیخ الہ و او کہ تمقین ذکر این سلسلہ از ایشان برداشتہ بود و بسر ہند
رفتہ و از کتابا آثار مزید سعادت و مدد سے جناب ارشاد پناہ نسبت با معلوم
میشود امید کہ در وقتے کہ مناسب این باشد یہ عا و توجہ و استغفار اد بہر وجہ
ممد و معاون باشند و از صفائے نسبت بہار اہل و اہلہار اخلاص نسبت
بخاندان نور الاتم و ستر الاعظم حضرت پیر دستگیر علیہ الرحمۃ آنچه از ارشاد پناہ
خدمت مخدومی شیخ احمد ابقاہ اللہ دیدہ میشود باعث چندین شکر است
و از الطاف و تزییات عظیم تر از انکہ بستم آید در ایشان مشہور میگردد و خوبتر
اینکہ الطاف و خلعت شریفیت و مقوی آل بظہور میرسد و در رعایت
ظاہرین آتقدیر توفیق یافتہ اند کہ دشمنان و منکران ایشان ہم اعتراض نیابند
و از معتقدان چہ گوید کہ بسیار اند و خوب اند و خوبتر میشوند و بعد از رعایت شرع
از طریقہا غیر این طریقہ سموع میشود کہ مذکور و معمول میشدہ باشد و السلام ۴

راقم الحروف عفی اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ جب یہ فقیر حقیر بعد شورش احوال کو بچنے سے بقصد آستان بوسی خواجہ باقدس اللہ سرہ العزیز سرسبز روانہ ہوا۔ تو دہلی میں بھی قیام کر کے خواجہ حسام الدین احمد صاحب سلاست کی ملازمت خدمت سے بھی مشرف ہوا۔ آپ نے مواظف و نصاب مشرانہ کرتے ہوئے اس حقیر کی طرف بھی اشارہ کر کے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا کہ روئے نیاز غنیہ خادمان ارشاد پناہی کی طرف متوجہ کیا۔ انصاف کی بات ہے کہ اس وقت تربیت طالبان حق کے لئے آپ جیسا کوئی نہیں ہے کیونکہ آپ جس طرح علوم دینیہ میں تبحر عالی رکھتے ہیں اتباع سنت اور عمل میں بھی درجہ بلند رکھتے ہیں۔ آپ نے معاملات اس راہ کو بجز و بجز دیکھا ہے اور ہر ایک امر کی معرفت بوجہ اتم حاصل کی ہے۔ تربیت اہل اللہ کا حوصلہ آپ کے اندر قوی پایا جاتا ہے۔ اگرچہ آپ کے بعض بعض خادم باطل کی نسبت کے نسبت سلسلہ ان بزرگواروں سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ اور حق قنائل کے فصل و کرم سے اُمید ہے کہ طالبین کو فائدہ پہنچائیں گے۔ لیکن جن اوصاف میدہ کا ابھی اوپر ذکر ہوا ان میں امتیاز خاص آپ ہی کو حاصل ہے۔ اتنے کلام الشریف ۛ

یہ جس زمانہ میں ہمارے خواجہ صاحب عسکر سلطانی کی حراست میں تھے اور خبر تھی کہ عنقریب خلاصی پائیں گے۔ اس وقت آپ نے خواجہ صاحب کو اس کی خبر دیتے ہوئے جو کچھ تحریر فرمایا تھا۔ خواجہ صاحب نے اس کے جواب میں جو عنایت نامہ ارسال فرمایا اُسے بھی بدیہ ناظرین کرتا ہوں :-

”انوار و برکات افادہ آں سند آرا سکا رشاد و ہدایت روز افزوں باد
بعد از اداسے لوازم نیاز مندی شہ و خاطر ملکوت مناظر میگردد اندک عنایت
نامی کہ ارسال فرمودہ بودند بطل اللہ آں سر خوش مشرف گشت و آنکہ از حرث
خصت نوشتہ اند چہ گوید و چہ نویسد کہ چہ خوشحال ہوا و نشہ روح روئے ادا
اگر دیریں ضمن میں ارادہ و نیت خادمان ایشان را درست دہد کہ ایں ویرانہ
دہلی را برکات و جود آگاہی خود سنوز و محمود گرداند و کاہلان و ہلوانہ گان اینجا
را در کار آوردہ گرمی ذوق و چاشنی طلب بخشند و خوشیہا سے تازہ و فکرتیہا
یہ اندازہ خواہد رسید بعد حال سلسلہ خادمان ایشان ازین تشویشہا سبکی

ماسول مخلصانِ نیازمندان است خداوند سبحانہ بزودی مہربانِ مغیر خواہاں را
بیدار فیضِ آثارِ محفوظ و شادمان گرداند و چنانچہ گوشِ بشنیدنِ حفظِ گرفتِ دید
نیز پر فیضِ خود رسد زیادہ چہ توانہ نوشت +

آپ کے انتقال کے بعد بھی خواجہ صاحب نے جو تعزیت نامہ اس مخلص کو لکھا
اُس کے الفاظ یہ ہیں۔ اُس سے بھی ہمارے خواجہ صاحب طابِ تربتہ کے ساتھ
آپ کا اخلاص و اذکارِ ہر و عیاں ہے :-

خداوند جلالہ آں مجموعہ فضائل و کمالاتِ صوری و معنوی را دیر گاہ آرام
بخش دل و دیدہ دوستان دارد از ارتحالِ بندگانِ غفرانِ پناہ و ولایت
دست گاہِ مخدومی علیہ الرحمۃ چہ توان نوشت کہ افسوس و رنجِ این واقعہ مخصوص
مخلصان و مہربان ہر کہ بہرہ از اسلام دارد میباید باندہ ازہ دریافت ازین حاشہ
جلو ساز ملول و اند و ہمیں باشد آں محبوبِ القلوب آگاہی و دانشِ سلوکِ
شکر و بیکراں بجا باید آورد کہ شرفِ ملازمت و سعادتِ صحبتِ آں ابوالوقت
را دریافتِ برکات و کمالاتِ بایستنی اند و خشنود بہ خواہ دوستانِ انوارِ قبول
و صحبتِ ایشان روز بروز مستقیم و متزاید باد۔ لستہ +

خواجہ صاحب چونکہ اس خادم پر بہت کچھ انتظامات و توجہات رکھتے ہیں اس لئے
آپ نے اس خادم کو بہت سے عنایت نامے ارسال فرمائے ہیں اور کثیر فیض و البرکت
ہیں۔ اور بالخصوص جن جنوں خادم آپ کے در دولت پر حاضر تھا۔ ہر روز آپ سے
اس خادم کو بہت سے مواظبت و نصائح حاصل ہوتے۔ جن میں آپ اعزاء و استقامت
خدمت اور خواجہ صاحب طابِ نراہ کی مراعات و لوازمِ ادب و صحبت پر تحریریں و ترغیب
دلاتے رہتے +

بعض اوقات آپ نے خواب میں بھی خادم کو پند و نصائح کئے ہیں۔ اس خادم
کے شعر و اشعار سے بھی آپ کو رغبت تھی۔ بسا اوقات طلبِ اشعار کی بابت بھی آپ
نے بہت سے عنایت نامے ارسال فرمائے ہیں +

ایک دفعہ میں سفر میں آپ کے ہمراہ تھا۔ فرمایا، آج کل کوئی تازہ نظم کی ہے
خادم نے یہ باغی آپ کی خدمت میں عرض کی ریاضی

منظور سے نہایت مایوس نہ ہو سید

صدہ مرقہ خارجہ رکھ کر دیم +

یجب بارہ ماہ تک نہ ہو سید

رباعی چونکہ آپ کے موافق وقت حال بھی بہت پسند فرمائی +

چونکہ فقیر جاننا تھا کہ آپ سفر حجاز کا اشتیاق رکھتے ہیں یہ رباعی بھی آپ کی خدمت

میں ارسال کی الحمد للہ کہ مقبول ہوئی رباعی

تا شیشہ دل قبیلہ نہائی نہ کند

تن جانب کعبہ گرانی نہ کند

اے کاہن از غیش نیازی بر ستا

تا خاک حجاز کربانی نہ کند

ایک روز خادم آپ کی خدمت میں حاضر تھا حاضرین میں سے ایک درویش نے

اس زمانہ کے امرا و اعیان کی شکایت کی کہ یہ لوگ فقر کی حرمت و عزت نہیں کرتے فرمایا

اے برادر من! اسے اللہ تعالیٰ کی حکمتوں سے شمار کر کہ وہ اس زمانہ کے فقر کے

لئے تازیانہ ہے۔ اگلے زمانہ کے فقر کو دنیا و اہل دنیا سے اس قدر اجتناب تھا کہ

ہر خیر امرا و اعیان ان کے ساتھ حسن عقیدت اور ارتباط بڑھاتے لیکن وہ ان سے

احترام ہی کیا کرتے تھے۔ اور اس زمانہ کے فقر کی حالت یہ ہے کہ اگر امرا و اعیان

ان کے نزدیک آئیں۔ لامحالہ ان درویشوں کے اوصاف و اطوار اور ان کے فقر و اندوا

میں فتور واقع ہو گا۔ پس یہ کرم الہی ہے کہ ان کی قلت عقیدت اور تہذیبی اس زمانہ

کے فقر کی حافظہ و نگہبان ہوئی +

آپ کے پیرو بھائی اور دوستوں میں سے ایک مخلص نے فقیر سے بیان فرمایا

کہ ایک دفعہ اخیر عشرہ رمضان مبارک میں آپ متکلف تھے انتیسویں روز آپ نے

نماز عصر کے بعد فرمایا کہ آج ہم مگر چائینگے اور کل عید ہے اور عید کے دن روزہ رکھنا مکروہ

جب شام ہوئی آپ مسجد سے رویت ہلال کے لئے نکلے بہت سے لوگ باہر چاند

دیکھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور نظریں لگا رہے تھے۔ لیکن چاند کسی کو نظر نہیں آیا

بجز وہ آپ کے پیچھے کے چاند نمایاں ہوا۔ وما هذا الا من کوامانہ الشریفہ۔

اب کے منہ اندہ ہجری ہے آپ کی عمر شریف ساٹھ سال کو پہنچی ہے۔ اللہ تعالیٰ

مخلصین کے سروں پر آپ کا سایہ دراز و برقرار رکھئے +

شیخ الداد سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ بھی خواجہ صاحب کے یارانِ خاص اور اصحابِ اجازت سے ہیں۔ قبل
کہ ہمارے خواجہ صاحب شہر لاہور سے ماوراء النہر روانہ ہوں۔ آپ خواجہ صاحب کی سمت
میں پہنچے نظرات و عنایات دیکھیں اور ورزش و ریاضت طریقت و طریقت مراقبہ
آپ سے اقتباس کی۔ اگرچہ بروقت سفر اشارہ حضرت خواجہ صاحب آپ ہمراہ نہ جا سکا
لیکن حضرت خواجہ صاحب اپنے مخلصوں کی ایک جماعت جو ہندوستان میں تھی آپ
کی ملازمت میں چھوڑ گئے +

چنانچہ آپ کے اس مکتوب سے جو آپ نے قبل یا ماسفکے اپنے ایک مخلص کو
ارسال کیا تھا معلوم ہوتا ہے :-

دیرینہ زاد اعیہ سیر ولایت قومی گشت اتید است کہ بعد از چند روز دیگر
متوجہ شویم و خدمت تشیخ الداد، خویش تن داری کردہ خود را برودن ماندن
قرار دارند طوبی لمن یکون معہ و فاذ فوزاً عظیماً

دلغ بے یاری و درویدی ایہمہ رخود پسندیدیم و رفت
ہائے ہر کر اما از مت ایشان میسر شود نہایت است حقا و لغزمت اللہ
بہ تکلف بیگویم شعر

داویم تراز گنج مقصود نشاں گراہ رسیدیم تو شاید بری
انتہی کلامہ الشریف +

نیز اس سفر میں اور اسی مکتوب کے ساتھ آپ نے بحوالہ تناس شیخ الداد
سلمہ اللہ تعالیٰ کو بھی تحریر فرمایا تھا۔ وہو ہذا

براہِ ارشاد شیخ الداد دعا گوئے متقد خود را بتوجہ فاتحہ امداد نمودہ باشند
با ایہمہ پریشانی اوضاع و بے انتہائی کمال بیجائی است کہ سخن تصوف و ریاضت
آریم و از دقالتی طریق انجذاب و قائل منہما کے کشف تحریر بنامیم
از خود بطلب ہر آنچه خواہی کہ توئی

بہر حال یک جہتیت میکنم بر شما باد کہ آئنا از دست نہ مید و آن نیست کہ چون ما

ہرگز گرد و میاں پا نہ باشند خود را نسبت خود بدوزند و آفرینند و ارید کہ اعتراف
من کبریت الاحمر است۔ والسلام، انتہی ۛ

جب خواجہ صاحب نے اس سفرِ سمینیت اثر سے مراجعت فرمائی۔ آپ نے
کمال عقیدت اور رغبت و شکستگی کے خواجہ صاحب کی ملازمت خدمت اختیار کی چنانچہ
خدمتِ خبرداری آپ طعامِ مسافرانِ خدمتگاری کو لازم خانقاہ ملائک شہان آپ
کے پیر کی گئی۔ اس خدمتِ ظاہری کے ساتھ آپ افکار اور ادوار اور احوالِ باطن سے
ایک لمحہ بھی غافل نہ ہوئے۔ اور توجہاتِ خاص اپنے پیر بزرگوار کے نسبتہائے شائستہ
کو پہنچتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ کی بخودی و خود خدمت کی کو حاضریں بھی مشاہدہ کرتے ۛ

سیدی و مرشدی میر محمد نعمان کی زبان مبارک سے میں نے سنا ہے کہ ایک بار
شیخ صاحب موصوف فیروز آباد کی مسجد کے کوٹھے پر اپنے چند یاروں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے
تھے کہ یکایک آپ پر کیفیتِ بخودی غالب ہوئی اور بوجہ غلبہ سکار اور جوش کے لغو ماننے
لگے اور دوڑ کر لبِ بام تک پہنچے جو زمین سے تقریباً چالیس گز اونچا تھا۔ قریب تھا کہ
زمین پر جا گرتے لیکن حاضرین میں سے ایک نے کمر مضبوط پکڑ لی ۛ

الغرض شیخ سلمہ اللہ تعالیٰ اس زمانہ کے اچھے لوگوں میں سے اور ارباب
فنا و نیستی سے ہیں اور اچھے بروں کی غیبت اور غنی و فقیر کی عیب جوئی سے الگ تھلک
ہیں۔ اور مجاورانِ مزارِ فاضل الانوار اپنے پیر بزرگوار سے ہیں ۛ

اگر کوئی طالبِ خواجہ حسام الدین احمد سلمہ اللہ کی خدمت میں آئے تو آپ نے
امن کی خدمت میں پہنچاتے ہیں۔ ان دونوں عزیزوں کے درمیان نہایت محبت
و داد و خلوصِ اخلاص قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو زندہ باعافیت رکھے اور
عاقبت بخیر کرے۔ سحر منہ اولیاء اللہ و طلائعہ ۛ

مقصود دوم

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کے حالات کا
بیان جو تالیف کتاب ہذا کی علت غائی ہے اور
یہ مقصد شامل ہے گیارہ فصلوں پر

فصل اول

آپ کے والد ماجد اور آپ کے بعض احباب کا بیان

شہاب الدین علی الملقب بن شیخ شاد الفاروقی الکابلی آپ کے پندرہویں
جد ہوتے ہیں اور ان کا نسب گیارہ واسطوں سے حضرت عبداللہ عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے *

سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ شہاب الدین بن نصیر الدین بن محمود بن سلیمان بن محمود
بن عبداللہ الاعظم بن عبداللہ الاعظم بن ابی الفتح بن اسحاق بن ابراہیم
بن ناصر بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ *

شیخ شہاب الدین اعظم ذراے سلاطین کابل سے تھے۔ آپ پہلے شخص
ہیں جو غزنہ و کابل سے ہندوستان آئے۔ چنانچہ جو قبیلہ آپ کی طرف منسوب ہے
وہ اب تک کابلی کہلاتا ہے۔ آپ اوصاف حمیدہ و صفات حسنہ رکھتے تھے۔ اور
ترویج اسلام و توحید میں عیدہ اصنام میں شہرت تمام رکھتے تھے *

شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کا نسب بھی آپ سے متصل ہوتا ہے۔ کیونکہ
امام رسیح الدین آپ کے چھٹے جد ہیں۔ کیونکہ آپ فرزند ہیں شیخ عبدالاحد کے وہ شیخ

زین العابدین کے وہ شیخ عبدالحی کے وہ شیخ محمد کے وہ شیخ حبیب اللہ کے وہ امام رفیع الدین کے۔ اور ان کا نسب نامہ آٹھ واسطوں سے فرخ شاہ سے ملتا ہے۔ شجرہ اس طرح ہوگا۔
امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن سلیمان بن یوسف بن یحییٰ بن عبد اللہ
بن شعیب بن احمد بن یوسف بن فرخ شاہ *

امام رفیع الدین علم ظاہر و باطن میں جامع تھے انوار باطنی کا اقتباس شمع صحبت
حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جانیوں سے کیا تھا۔ چنانچہ آپ کا
حال انشاء اللہ تعالیٰ نے چوتھے مقابلہ میں آٹھکا *

سمر ہند میں آپ کے (یعنی امام رفیع الدین کے) قیام کا باعث یہ ہوا کہ
سمر ہند قبل از آبادی بیابان اور وحوش و سباع کا مسکن تھا۔ اور سراسر شہر سے ۷۰
۷۰ کوس کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اور درمیان میں اور کوئی شہر نہ تھا۔ اور بُعد و مسافت کو
باعث سامانہ سے خزانہ عشر کے پہنچانے میں بڑی وقت واقع ہوتی تھی *

سلطان فیروز شاہ چنگیز قطب زمان سید جلال الدین مخدوم جانیوں کا مرید تھا
اس لئے اس طرف کی رعایا اور بالخصوص اہل قریہ سمر اسس نے بمقام اوچھد جا کر آپ
کی خدمت میں التماس کیا کہ آپ دارالخلافہ میں تشریف لیجا کر سلطان سے استدعا
کریں کہ درمیان میں کوئی اور شہر آباد کرایا جائے تاکہ خزانہ کے پہنچانے میں وقت نہ ہو *

آپ نے ان لوگوں کی التماس کو قبول کیا اور دارالخلافہ تشریف لے گئے۔
سلطان نے کنوڑ تک جو دہلی سے دو منزل کی مسافت پر واقع ہے، آپ کا استقبال
کیا۔ آپ نے پہلے ہی ملاقات میں ان کا مدعا بیان کیا اور سلطان نے منظور کر لیا اور
حکم نافذ کر دیا۔ کہ وہی اور شہر مذکور کے درمیان شہر آباد کیا جائے *

چنانچہ آپ کے برادر کلان خواجہ فتح اللہ کو جو مقربان سلطان سے تھے
دو ہزار سوار و یکا سی کام کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے آنکر قلعہ کی تعمیر شروع کر دی۔
لیکن جس قدر ہر روز بنکر طیار ہوتا، صبح کو منہدم ہو جاتا۔ جب غیثہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو
سلطان نے اس کا انسداد آپ ہی کے (یعنی سید جلال الدین کے) حوالہ کیا *

آپ نے امام رفیع الدین سے جو آپ کے خلیفہ اور امام نماز تھے اور مسنام
میں قامت رکھتے تھے۔ فرمایا کہ وہ جا کر اپنے اٹھ سے قلعہ کا بنیادی پتھر رکھیں۔ تاکہ قلعہ

حوادث و آفات سے مصنون و محفوظ رہے۔ اور وہیں سکونت بھی اختیار کریں۔ وہی اس جگہ کے صاحبِ ایت و حکومت ہیں +

چنانچہ آپ اپنے پیر بزرگوار کے حسبِ الحکم وہاں گئے اور سکونت اختیار کی۔ چونکہ آپ کی بغیر اطلاع و اجازت اس قلعہ کی تعمیر میں لوگ بیگار میں پکڑے جاتے تھے اس لئے آپ کے تصرف سے ہر روز عمارت منہدم ہو جاتی اور لوگ حیران رہ جاتے۔ آخر کو بطریق کشف آپ کو معلوم ہوا کہ اس قلعہ کی تعمیر میں لوگ بیگار میں پکڑے جاتے ہیں تب آپ نے اس سے منع کیا۔ اور خود از سر نو قلعہ کا بنیادی پتھر رکھا۔ یہ قلعہ اب تک موجود و قائم ہے۔ اُس روز سے آپ کی یمنِ برکت سے اُس شہر کی رونق بڑھتی گئی۔ اور اُس دیار کے لوگ آپ کی صحبت و برکت سے فیض و برکت اور سعادت حاصل کرنے لگے۔ اسی شہر میں آپ کی ثربت شریف بھی ہے۔ اور قدیم زمانہ میں تو بیرون شہر تھی اور اب کثرتِ آبادی کی وجہ سے شہر کے درمیان واقع ہے۔ اور یہی انہدام قلعہ کا سبب کہتے ہیں کہ ایک شب کو ہمارے خواجہ صاحب (یعنی حضرت مجدد الف ثانی) شیخ شرف الدین بوعلی قلندر قدس سترہ العزیز کو معہ ہمارے مخدوم زادوں اور دیگر درویشوں کے زیارت قبور کے لئے لے گئے۔ اور روضہ امام قریب الدین کے برابر عرصہ تک کھڑے رہے بعض درویشوں نے بیٹھنے کی درخواست کی۔ لیکن آپ نے توجہ نہیں کی۔ اس کے بعد تھوڑی دیر اپنی والدہ ماجدہ کی تربت پر کھڑے رہے۔ فقیر بھی چونکہ آپ کے مفاصوں میں سے تھا۔ اس لئے خیال گذرا کہ اس وقت کچھ رحمتیں اور برکات الہیہ آسمان سے نازل نہ ہوئی ہوں گی۔ چنانچہ صبح کو مخدوم زادہ مخزن الاسرار و العلوم خواجہ محمد معصوم انشاء اللہ و وصلہ الی غایۃ ماتیمناہ نے بیان کیا کہ زیارت سے واپس ہونے کے بعد آپ نے بیان کیا کہ جب میں روضہ امام کے بالمحاذی کھڑا ہوا۔ تو میں نے دعا کی کہ اے پروردگار اپنے فضل و کرم سے اس گورستان کے مردوں سے عذاب اٹھالے۔ آواز پہنچی کہ ایک ہفتہ کے لئے ہم نے عذاب اٹھالیا۔ میں نے پھر التجا کی کہ اے پروردگار تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں ہے ان کی مغفرت اور زیادہ کر۔ حکم ہوا کہ ایک ماہ تک ہم نے عذاب اٹھالیا۔ اس کے بعد میں نے بیش از بیش تضرع کی بفضل و کرم خاص نذر ہوئی کہ ہم نے بالکل بخشید یا۔

اس کے بعد صبح کو آپ اپنے والد ماجد کے مقبرے پر تشریف لے گئے۔ اور آپ کی خاطر پر مضمون حدیث شریف مشہور و معروف گذرا کہ جب کوئی عالم کسی مقبرے پر گذر کرتا ہے تو اس مقبرے سے چالیس روز کا عذاب اٹھایا جاتا ہے۔ بجز وہ جس خطروں کے آپ کو الحام ہوا کہ ہم نے تہاری آمد سے قیامت تک اس مقبرے سے عذاب اٹھایا ہے

تو از ہر در کہ باز آئی بدیں خوبی و زیبائی
دوسے باشد کہ از رحمت برے خلق بکشتائی

آپ کے والد ماجد

والد ماجد آپ کے قدوة العارفين شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اور اس کتاب میں حضرت مخدوم کے نام سے آپ کو یاد کیا گیا ہے۔ عین عالم شباب تحصیل کے زمانہ میں اس راہ کا شوق آپ کے دل میں پیدا ہوا۔ اور مظہر النفوس حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے۔ اور تلقین اذکار و اذکار حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے اتنا س کیا کہ آپ کے آستانہ علیہ پر رہیں اور درویشوں کی خدمت کیا کریں۔ شیخ نے اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ پہلے آپ علوم دینیہ حاصل کریں۔ بعد ازاں اس راہ کی تحصیل پر کمر بستہ بنائیں۔ کیونکہ درویش بے علم ایسا ہی جیسے طعام بے نمک۔ جب آپ نے شیخ کا یہ کلام سنا اور آپ کی کبرنی کو ملاحظہ کیا۔ اتنا س کیا کہ مجھے خوف ہے کہ بعد تحصیل علوم کے اس گرامی صحبت کو نہ پاسکوں فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ۔ میرے فرزند دکن الدین کے پاس آکر اس سے یہ طریقہ حاصل کرنا غرض آپ یہ مصرع

صبر کنیم تا کرم او چاکند

زبان حال سے کہتے ہوئے تفصیل علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ ابھی تحصیل علوم ہی کر رہے تھے کہ شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا۔

آنرا سو ز دل با انجام رسید

اکتساب علوم و فنون کے بعد آپ بیروسیاحت کی طرف متوجہ ہوئے۔ بعض بلاد کی

سیاحت کر کے شیخ سرکن الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے حسب ایما اپنے والد ماجد توحید کامل کی اور فوائد و برکات غلیہ سے بہرہ ور کر کے آپ کو طریقیہ قادریہ و چشتیہ کا فرقہ خلافت پہنایا اور تعلیم و تربیت کھلاب کا ارشاد کیا۔ اور نصیح و مبلغ عبارت میں تحریری اجازت نامہ بھی عنایت فرمایا۔ وہی ہذا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَشَرِي لَقَدْ أَخْبَرَا قَبَالَ مَا وَعَدَا

وَكُوكِبِ الْمَجْدِ مِنَ الْأَفْقِ الْعُلَى الصُّعْدَا

۷

بَشَرِے ترا کہ دولت اقبال تو ہو
آخجاز و عہدہ کرد و نقابے زرخ کشو

در آسمان فرغت شمسے برآمد
نوسے از ان بتا فتنہ اندر جہاں نمود

اُس خدا کی تعریف ہے کہ جس نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور اُس کو خلافت کے ساتھ مکرم کیا۔ اس سنت کو اپنے انبیاء و اولیاء کے درمیان رکھا۔ اپنے احسان کو اپنے فشا پر مقدم کیا۔ اپنے شکر کو اپنی نعمت سے پیچھے کیا۔ وہ اول ہے وہ آخر ہے ظاہر ہے باطن ہے جس کو وہ بڑھائے کوئی اس کو پیچھے نہیں کر سکتا جس کو وہ پیچھے بڑھائے کوئی اُس کو آگے نہیں کر سکتا جس کو وہ پوشیدہ کرے کوئی ظاہر نہیں کر سکتا جس کو وہ ظاہر کرے اس کو کوئی پوشیدہ نہیں کر سکتا اس کے اولیا کی ہمتیں موجودات کی طرف میلان کرنے کی عیاری ہیں پس ان پر صبح و شام ان کے محبوب کے کوشش سے محبت کی غراب کا دھڑکتا ہے۔ جب ان پر رات آتی ہے تو ان کے دل و دست کی لمکات کے شوق سے آگ بنا دیتا ہے۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے رات

الحمد لله الذي خلق آدم

على صورته وكرمه بخلافته

واجرى تلك السنة بين انبيائه

واوليائه وقد احسانه على

منه واخر شكره منه هو الاول

والاخر والظاهر والباطن لا يتوحد

لما فقهه ولا مقدم لما اخبره ولا

معلن لما ابطن ولا مخفي ظاهر

وسميت هم اوليائه عن المكون

الى الاكران عاذا واعتلقت

الحيان باذا فدا ربهم بكرة و

عشية كاس المحبة من كوشه بوم

وادي كلما جن عليهم الليل جعل

قلوبهم من شوق لقاء الخليل

نارا او تفيض عينهم من الدمع

مداظر ایلا و فہاراً و یشغلون
 بدکرہ سرا و جماعاً و یمتعون
 بمناجات المحبوب اعلاناً و اسراراً
 و یطوفون حول سرادقات الوحداً
 افکاراً و ایزال منہم فی کل زمان
 من یعرف فی وجہ فضائۃ العرفان
 و هو عطشان و حیوان لہ فی فضاء
 العشق والولہ طیران غایتہ مطلوبہ
 لقاء الرحمن فی غایۃ رضاء الملتان
 فیظہرقی قطار الارض اشارہ
 و نظہر فی الافاق انوارہ لسانہ
 ناطق بالحق و ہود یجانی الرب
 للخلق لیخرجہم من الظلمت الی النور
 و یقریہم و یحبہم الی اللہ الغفور
 والصلوۃ والسلام علی من ہو
 خیر خلقہ و احبابہ و خاتم انبیاء
 و خاتم اصفیاء و ہو رسول
 الرحۃ صاحب الشریعۃ العزیز البطر
 الزہراء و الحقیقۃ البیضاء و علی
 خلفائہ الاربعة و اصحاب الکرام
 البورۃ اما بعد فان الدعوة الی
 اللہ العلام من او ثقی دعائہ
 الاسلام و الایمان اکرم مناجیہ
 العمل و الاحسان علی ما ورد فی
 الخبر عنہ علیہ الصلوۃ والسلام

دن بہتی ہیں، خدا کے ذکر میں نظر ہر باطن مشغول رہتے
 ہیں۔ محبوب کی مناجات سے نظر ہر باطن نفع
 حاصل کرتے ہیں۔ وحدت کے خمیوں کے گرواگرو
 فکروں کو چکڑ دیتے ہیں۔ ہمیشہ ہر زمانہ میں ان
 میں سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے چہروں
 پر معرفت کی تازگی معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ
 پیلا سے حیران ہیں، عشق اور شیفگی کے سید
 میں ان کا اڑتا ہے۔ رحمن کی ملاقات ان کی
 غایت مطلوب ہے۔ رتبان کی رضا مندی ان
 کی غایت مقصود ہے جس کے آثار زمین کے
 اطراف میں ظاہر ہوتے ہیں۔ زمانہ میں اس کے
 انوار ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کی زبان حق کے
 ساتھ بولنے والی ہے۔ وہ لوگوں کو خدا کی طرف
 بلانے والا ہے۔ تاکہ ان کو اندھیروں سے نور
 کی طرف بلانے۔ ان کو اللہ کے قریب اور اس کا دوست
 بنانا ہے۔ اور وہ و سلام ان پر جو کہ مخلوق میں سب
 بہتر اور سب بڑھ کر خدا کے دوست اس کے قائم انبیاء
 ہیں و رسول اللہ ہیں اور صاحب شرف و شرفیہ کے واضح حقیقت
 کے روشنی حقیقت کے ہیں۔ آپ کے چاروں خلفاء اور
 اصحاب کرام پر جو نیکو کاریں ہیں

بہر حال بعد حمد و صلوة کے واضح ہو کہ خدا کی
 طرف بلانا اسلام و ایمان کے مضبوط اصول سے ہے
 عمل و احسان کے رستوں میں سے بڑا بزرگ طریقہ جو
 جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے مروی ہے۔ آپ فرماتے

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِنَّ أَحَبَّ عِبَادِ اللَّهِ
إِلَى اللَّهِ الَّذِينَ يُحِبُّونَ اللَّهَ وَالْعَبْدَ
وَيُحِبُّونَ عِبَادَ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ وَيُحِبُّونَ
فِي الْأَرْضِ بِالْوَعظِ وَالنَّصِيحَةِ كَمَا
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي
أَدْعُو إِلَى اللَّهِ بِصِيْرَةٍ أَسَاسًا وَمِنْ
ابْتِغَاءِ تَبَاعِهِ وَاتِّمَامِهِ يَكُونُ بَرَعَايَةً
أَقْوَالِهِ وَأَعْوَالِهِ شُحْرَانِ الْأَخْرَاعِ
الرَّحْمَنِ وَالصَّاحِبِ الْمَرْضِيِّ الْمُتَوَجِّهِ
إِلَى رَحْمَةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الْمُتَوَكِّلِ
عَلَى مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ أَخَانَا الْعَالَمِ
الْشَيْخِ عَبْدِ الْأَحَدِ بْنِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ
لَمَّا صَحَّ قَصْدُهُ وَلَبَسَ الْخُرْقَةَ مَنَاسِقًا
تَفَقَّهُ بِالْعِلْمِ اشْتَغَلَ بِالذِّكْرِ
وَالْفِكْرِ شَغْلًا كَامِلًا اجْزَنَّا لِمَجَازَةِ
بِأَبَاسِ الْخُرْقَةِ لِلطَّالِبِينَ *

مجھے قسم ہے اُس فات کی کہ محمد کی جان اُس کے
قبضہ میں ہے کہ بیشک خدا کے بندوں میں سے
اللہ کے چنے ہوئے بندے وہ ہیں خدا کو دوست
رکھتے ہیں۔ اور خدا کے بندوں کو اللہ کے دوست
بنا تے ہیں میں پر وہ عطا اور نصیحت کے خواجے
ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے رسول
اللہ! یہ میرا دوست ہے کہ میں اللہ کی طرف بھیج دوں
بلا تا ہوں۔ اور میرے پیرو اور آپ کی اتباع آپ کے
اقوال و احوال کی باریک بینی سے ہوگی۔ پھر بار و عزیز پیغمبر
اور دوست پسندیدہ و مرست رب العالمین کی طرف متوجہ
ہونے والا۔ مالکِ یوم الدین پر متوکل بادرم مولوی
شیخ عبد الاحد بن زین العابدین کا جب قصد
صبح ہوا۔ اور ہم سے خشتہ پہنا، علم پڑھا اور
ذکر و فکر میں مشغول ہوا تو ہم نے اُس کو طالبین کو
خشتہ پہنانے کی اجازت دی جیسا کہ ہم کو ہمارے شیخ
اور والد شیخ الاسلام قطب الاقطاب شیخ عبد القدوس
قدس سرہ العزیز نے اپنے شیخ سے الی الخیرہ *

شجرہ چشتیہ عالیہ

کما اجاز لنا شیخنا ابونا شیخ الاسلام قطب الاقطاب شیخ عبد القدوس
قدس سرہ العزیز و ہومن شیخہ شیخ الاسلام شیخ محمد عارف و ہومن شیخہ شیخ
الاسلام شیخ احمد عبد الحق و ہومن شیخہ شیخ جلال پانی پتی و ہومن شیخہ
الشیخ شمس الدین ترک پانی پتی و ہومن شیخہ شیخ فیدالحق والدین مسعود ہونے
و ہومن شیخہ قطب الملک والدین خواجہ قطب الدین بختیاراوشی و ہومن شیخہ خواجہ
سعید الدین سنجر و ہومن شیخہ شیخ عثمان المردی و ہومن شیخہ حاجی شریف

زندانی وهومن شیخه الشیخ مود و دچشتی وهومن شیخه الشیخ ابی یوسف الخشتی
 وهومن شیخه الشیخ ابی محمد الخشتی وهومن شیخه الشیخ ابی اسحاق شامی وهومن
 شیخه الشیخ حذیفه المرعشی وهومن شیخه الشیخ سلطان البلخ ابراهیم لاده
 وهومن شیخه الشیخ فضیل بن عیاض وهومن شیخه الشیخ عبد الواحد بن زید وهو
 وهومن شیخه الشیخ حسن البصری وهومن شیخه حضرت امیر المومنین امام السنین
 علی المرتضی وهومن حضرت رساله الرفیع القدسیه صلی الله علیه وسلم وهو
 من الله تعالی عز وجل *

شجره عالمی قادریه

اجزئاله دامت برکاته وزیدت درجاته باباس الخرقه المبارکة
 القادرية المحمدية بطيها و ايراه اهلا و مستحقا لها كما اجازنا باباس الخرقه
 للطالبيين استاذ علماء المشرق والمغرب علامه الورى علم الهدى المحقق
 المدقق الكامل المكمل سيده السادات امير سيد ابراهيم معين الحسن الحسيني
 الايرجى القادري وهومن شيخه السيد السند الشیخ احمد الجلي القادري وهومن
 شيخه والده سيد السادات سيد موسى القادري وهومن شيخه والده سيد
 عبد القادر وهومن شيخه سيد السادات سيد حسن وهومن شيخه والده سيد
 السادات محي الملة والدين ابی نصر وهومن شيخه والده السيد الحسين الغيب
 ابی صالح وهومن والده السيد الجيد المستند عبد الرزاق وهومن والده سيد
 السادات قبله ارباب الكرامات قطب الكونين غوث الثقلين محي الحق والشرية
 والطريقة والحقيقة ابی محمد عبد القادر الحسيني الجليل في قدس الله
 روحه وهومن شيخه الشیخ ابی سعيد الخرمي وهومن شيخه شيخ الاسلام ابی
 الحسن القرشي الهنكاري وهومن شيخه شيخ الاسلام ابی فرح يوسف الطرطوسي و
 من شيخه شيخ الاسلام عبد الواحد بن عبد العزيز القيمي وهومن شيخه شيخ الاسلام
 ابی بكر الشبل وهومن شيخه شيخ الاسلام سيد الطائفة الصوفية جنيد البغدادي
 وهومن شيخه شيخ الاسلام سري النقطي وهومن شيخه شيخ الاسلام مغر الكرخي

وهو من شيوخ الاسلام ابي سليمان داود الطائفي وهو من الامام علي بن موسى رضى
الله عنه وهو من ابيه الامام جعفر الصادق رضى الله عنه وهو من ابيه الامام علي
محمد الباقر رضى الله تعالى عنه وهو من ابيه الامام السعيد الشهيد حسين رضى الله
تعالى عنه وهو من ابيه امام المسلمين امير المؤمنين اسد الله الغالب على بن ابي طالب
رضى الله تعالى عنه وعن اولاده واحفاده وانصاده وهو من سيد المرسلين امام
المتقين خاتم النبيين والمرسلين البعوث رحمة للعالمين محمد النبي العربي
محمد صلى الله عليه وعلى آله الطيبين الطاهرين وبأرك وسلم

ووضّيناه

دامت بركاته ان يشتغل بالعلوم
الصوفية واوراد المشايخ واعمالهم
مراعي حقوق الشرع من الاصل
والفرع ممثلا لاوامر الله
ومحبتنا لنواهيهِ ومودة بابادب
الصوفية حتى الادب ان لا يتورد
الى ارباب الدنيا واصحابها ويغض
في مجلسهم نطلب الدنيا وان محبت
اولاد الشيم واقربائهم ويراعى
حقوق ادايم كما قال الله تعالى
لحبيبهِ صلى الله عليه وسلم
قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اِجْرًا اِلَّا
الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَاَن يَشْتَغَلَ
بالله اشتغاله باطنا معرطا عن
غير الله كما قال الله تعالى للحبيب
صلى الله عليه وسلم اذ كُرسَ
ربك وَبَشَّلَ اِلَيْهِ تَبَتُّيْلًا -

اور ہم نے اُس کو وحیت کی ہے۔ اس کی
برکات ہمیشہ رہیں کہ علوم صوفیہ اور وظائف شائع او
اُن کے اعمال میں شرع کے حقوق کی اہل اور فروع
کی رعایت کرتے ہوئے مشغول ہے۔ خدا کے احکام
کی تعمیل کرے۔ اُس کے منہیات سے پرہیز کرے
صوفیوں کے آداب کا حیا کر چاہئے لحاظ رہے۔
دنیا داروں کی طرف نہ جائے۔ ان کی مجلس میں نہ بیٹھے
کے لئے نہ جائے۔ شیخ کی اولاد و اقربا، ان کے آداب
کے حقوق کی رعایت کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے، اُکند
یا رسول اللہ! کہ میں تم سے کوئی مزدور سی سوا شہ و مال
کی دوستی کے اور کچھ نہیں مانگتا۔ اور یہ کہ باہر سے
اللہ کی طرف مشغول ہو۔ غیر اللہ سے اعراض کرے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ اور اپنے رب کے
نام کا ذکر کر اور رب سے الگ ہو کر اس کی بھوج
و نسیا میں نہ رہے آخرت کی طرف رغبت
کرے۔ سعادت سخاوت پر بلا التفات